منح الباري في ترجيح البخاري
حسب فرمائش خان والا شان سامی المکان جناب محمد یامین خان صاحب

رسالہ ۱۲۸۶

منح الباری فی ترجیح صحیح البخاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

امابعد ایک تحریر مسمی عثمان کی متضمن سب وشتم علماء دہلی کی جو ہدایہ پر بخاری کو مرجح ٹھہراتے ہین اور مشتمل بعض مطاعن صحیحین پر جو بعضی متعصبین حماۃ مذہب سے صادر ہوئے ہین میری نظر سی گذری اسکی دیکھنے سی معلوم ہوا کہ محرر اسکا کوئی ناواقف بی علم آدمی ہی جسکو عبارت لکھنے کا بھی شعور نہین کہ اگرچہ کی ساتھہ کاف ملاتا ہی اور تامل کو عین سی بلا تامل لکھتا ہی مبتدا کی بعد خبر نہین لاتا اور خبر کی پہلے مبتدا کو نہین ذکر کرتا نہ ہندی ٹھیک لکھتا ہی نہ فارسی با موقع لاتا ہی نہ عربی عبارت بحسب قاعدہ نقل کرتا ہی یہہ تو وصف ہین اوسکی عبارت کے اور اوصاف معانی اور مضمون عبارت اوسکی کسکی بیان مین آسکتی ہین کہ سوال از آسمان جواب از ریسمان تا بلوغ ترجیح بخاری ہین اور مضامین اوسکی مثبت مجتہدات امام اعظم اور صاحب ہدایہ کی اوپر مجتہدات بخاری کی اور دعوی آپکا اثبات رجحان ہدایہ اور دلیل آپکی مثبت ضعف ہدایہ اور نیز دعوی آپکا اثبات رجحان ہدایہ بنسبت صحیح بخاری اور دلیل آپکی مثبت تساوی تصحیح بخاری و تصحیح امام ابو حنیفہ وغیرہ متقدمین اور اوہر مسلک مرجحین

بخاری کا اجماع امت اور اوسکی خلاف مین آپکی تقاریر مین اجماع ابن الہمام و عبد الحق الغرض اوسکی عبارت او معنی دونون شاہد عدل گزری اوسکی بیعلمی اور بی فہمی پر لہذا جواب اوسکی تحریر کا لکھنا مناسب معلوم نہوا اور موجب تضییع اوقات اور تسوید اوراق نظر آیا ؎ اگر صد باب حکمت پیش نادان بخوانے آیدش بازیچہ در گوش ؎ لیکن چونکہ اس اعراض اور خاموشی مین عامہ کا ضرر متصور تہا کیونکہ یہ اس خاموشی و اعراض کو عجز اور لاجوابی مشہور کرتا اور عوام اسمین مذبذب ہوتے اسلئی جواب اسکی تحریر کا لکھتا ہون اور اوسکو چار ناچار مخاطب ٹہراتا ہون پس پہلے اسکی تحریر کیا ہو بہو معہ اصل فتوی علمای دہلی کے نقل کرتا ہون تاکہ ملاحظہ سی اوسکی تحریر کی سب لوگ بی علم اور محض اناڑی ہوتا اوسکا یقین کرین پہر دوس تحریر کی عبارت و ضبط الفاظ کی غلطیونکی فہرست مجمل لکہونگا پہر اوسکی مضامین واہیہ کا رد بتفصیل لکہونگا وَمَا تَوْفِيْقِىٓ اِلَّا بِاللّٰهِ وَهُوَ حَسْبِىْ وَنِعْمَ الْمُعِيْنُ

نقل فتوی علمای دہلی مطابق نقل و تلخیص مخاطب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسول اللہ — سوال مختصر المرقوم ۲۵ ماہ جمادی الآخر ۱۲۸۰ھ از سلیع ستردہ بپہر کیا فرماتی ہین علمای دین و مفتیان شرع متین اس باب مین کہ زید یون کہی کہ اگر ہدایہ خلاف بخاری کی ہو تو بخاری کو ہدایہ سی ترک کرینگی و عمرو بر خلاف اوسکی بر عکس اوسکی ہو بیّنوا و لکم الاجر عند اللہ تعالی الجواب و صورت مرقومہ قول عمرو کا صحیح و برحق اور قول زید کا حق نہین اسواسطی کہ جمہور علما ہر چہار مذہب کے اتفاق رکہتی ہین اسپر کہ بعد کتاب اللہ کے صحیح تر اور معتبر صحیح بخاری ہے چنانچہ شیخ عبد الحق محدث باوجود حنفی ہونے ترجمہ فارسی مشکوۃ مین لکہتی ہین جمہور علما بر انند کہ کتاب او در صحت مقدم ست بر جمیع کتب مصنفہ در حدیث تا آنکہ گفتہ اند اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری ترجمہ صحیح تر کتابونکی بعد کتاب اللہ کی صحیح بخاری ہے اسی طرح کہا ہے ملا علی قاری حنفی و شیخ ابن حجر عسقلانی شافعی نے پہر جب صحیح بخاری ساری کتابون سی صحیح زیادہ تر نزدیک جمہور علما کی ٹہیری تو ہدایہ پر بہی مقدم ہوگی صحت حدیث و عمل مین انتہی کلامہ پس منصف دیندار کو کافی ہی اور متعصب و بدعتی کو مفید نہین و اللہ اعلم بالصواب

محمد سید نذیر حسین — محمد اسد علی اسلام آبادی — حسبنا اللہ بس حفیظ اللہ

نقل تحریر معترضانہ مخاطب مجیب ہو ہو مزین باغلاط نتایج طبع نکتہ زاہی جناب جنہیں خطوط کی نشان دئی ہوئی ہین واضح ہو فتوی سطور الصدر کردہ

حقیقت فتنہ بلا وغش مبتلا ہیں احقر العباد بعد ملاخطہ جواب جولب ہذا التحت قلم لایا یہہ ہے کہ افسوس برحال مجیب کہ جواب ساختہ معدن فساد و شر انگیز بلا تمیز لکھدیا نعوذ باللہ ہذا علم لا ینفع وہذا القلب لا یخشع بسا التعجب کہ سوال سایل واقع فروع دین ہے یا اصول دین و لفظ حق و ناحق در اصطلاح فقہا کس جا مستعمل کیا جاتا ہی جب اتنی بہی تمیز نہو خوامخواہ مفتی الزمان کہلاوین گویا کہ اشتہار شتہار دنیا کے اپنا ٹہیرا دین برائے طالب علم باول نظر واضح ہوگا کہ سوال سایل واقع فروع دین ہے من شرح منظومۃ منقولا من المصفی الخطا و الصواب یستعملان فی المجتہدات والحق والباطل یستعملان فی المعتقدات باعث این خفاش انکہ مصرع بدر زد ہوا دیدہ دانشمندعلاج چہ خوش عمرو کو منصف دیندار و زید کو متعصب و بدعتی بکر ہا ہی مثل انکہ کل شئ یرجع الی اصلہ مصرع عاقبت گرگ زادہ گرگ شود

حاصل کلام اوپر صاحبان رایت و فطانت مخفی نہ ہے کہ سوال سایل اوپر کئی وجہ کی مشتمل ہے مگر بدو وجہ اول انکہ صاحب ہدایہ مسئلہ فرعیہ تصحت ابو حنیفہ رح و تقلید صاحب خود و ہم تحقیق لایا ہی اگر خلاف بخاری شریف کی ہو کیا حکم دوم انکہ اگر اپنی ہی اجتہاد سے توقیت پاکر بدعوی نسخ کہ مقبول علیہ فقہا کا ہو کیا حکم جواب ہر دو بوجہ مختصر اول انکہ اگر صاحب ہدایہ تقلید ابو حنیفہ رح جس مسئلہ کو قبول کیا ہو بخاری سے دکرین تو گویا رد کرنا ابو حنیفہ رح کا ہوتا ہی یہہ مردود نا محمود چونکہ مجتہد مستقل و امام مکمل کے قول اجتہادیہ کو رد کرین بخاری ہو خواہ وغیرہ چنانچہ عبد الحق محدث رح نی شرح سفر السعادہ مین لکھا ہی کہ اعتماد بر تصحیح و تنقید ایمہ مجتہدین و اکابر سلف چو ایشان حدیثی را بالتقی بقبول کردہ عمل بان نمودہ اند انکار و اعتراض بر ایشان بتقلید محدثین کہ مشہور اند جایز نباشد و التزام ایشان بحکم این جماعہ تحکم الخ وکذا قال شاہ ولی اللہ قطع نظر ازین اگر حدیث معمول بہ امام اعظم رح باشد و در صحاح وغیرہ آنرا بضعف منسوب کردہ باشند تضعیف ایشان نسبت امام اعظم رح قابل حجت نیست الخ الغرض بہرحال بقدم افضلیتے ست کہ نمیرسد متاخر را اگمو بد حق

۴۳

عبارت ہذا رسالہ دلایل قوی ترک قراۃ للمقتدی اگرچہ کہ صحیح بخاری بہی تمام آور اصح الاصح کی ہی
لیکن گریہ شیریست در گرفتن بوش * دوم آنکہ صاحب ہدایہ خود مجتہد مطلق مشہور شرعا قول مجتہد باجتہاد
غیر رد نہین ہوتا اجماعا چنانچہ صفحہ ۱۳۷ فی الاشباہ القاعدۃ الاولی الاجتہاد ولا ینقض بالاجتہاد
ودلیلہا الاجماع قد حکم ابوبکر رض فی مسایل وخالفہ عمر رض فیہا لم ینقض حکمہ الخ تنبیہ یک نکتہ ہم اور
سکہلاتی ہین اس مجیب حق پوش باطل نیوش کو کہ اجتہاد اولی اپنا رد نہین ہوتا یا اجتہاد ثانی اپنی
مثلا ایک شخص صلاۃ رکعتین کو رکعت اول تحری کس جانب کو پڑہا پہر تغیر کیا جہت دوسرے کے نماز بلا
کراہت صحیح ہوئے کما فی الاشباہ اگرچہ کہ شرح سفر السعادت و میزان الکبری توصیف و تعریف
و بخاری) ہر جا موجود چہ سود کہ زنگ تعصبی زنگ حسودی مانع حق بین و راہ یقین کی ہو علاج اس
بیماری کا من جانب اللہ ہے بیت بود ار کرسکی نہ ہر یک چرم سخت کو * گرچہ سہیل چمکی سی سارے
جہان پر * چنانچہ در شرح سفر السعادت صفحہ ۱۸ و کتاب ہدایہ کہ در دیار مشہورست و معتبرترین کتاب
نیز درین وہم انداختہ چہ مصنف وی رح در اکثر جا کار بدلیل معقول نہادہ اگر حدیثی آوردہ نزد
محدثین خالی از ضعفی نہ غالبا اشتغال وقت آن اوستاد در علم حدیث کمتر بودہ است ولیکن شرح
ابن الہمام جزاہ اللہ تعالی خیر الجزا ر تلافی آن نمودہ و تحقیق کار فرمودہ الخ و ہمچنین میزان الکبری
صفحہ ۴۷ فانی خصصتہ بمزید اعتنار و طالعت علیہ کتاب تخریج احادیث کتاب ہدایہ للحافظ الزیلعی
وغیرہ و در حق بخاری شریف در میزان الکبری صفحہ ۵۷ ومن خرج لہم الشیخان مع کلام الناس
فیہم جعفر بن سلیمان الضبعی الخ وآنکہ عبارت مجیب ترجمہ فارسی مشکوۃ آوردہ کہ کتاب ہدایہ صحت مقدم
است بر جمیع کتب مصنفہ در حدیث رحم کری اللہ بر حال مجیب کہ اتنی سی عبارت مذکور کی گہمنڈ
پہ ترجیح بخاری شریف کو بجمیع کتب فقہ متفق علیہ کے دیکہا و صادق آمد اینکہ مروی است از
ابن مسعود رض کہ شما در زمانہ ہستید کہ ہوا تابع علم است واینک بیرسد زمانہ کہ علم تابع ہوا ست
بیت ایکہ بی نفس و ہوا اسیر ہوے * راہ نہ انست خطا میروے * اور مجیب غافل اس عبارت سے شیخ ہو
بصفحہ ۱۸ شرح سفر السعادت مرقوم فرمایا ہی در کتب ستہ کہ مشہور اند در آن اقسام احادیث از صحاح

وکتب ستہ کہ مشہور اند دران اقسام احادیث از صحاح وحسان وضعیف موجود وتسمیہ صحاح بطریق تغلب انتہی عبارت مذکور شیخ رح سے واضح ہی کہ بخاری بہی ہمسر صحاح کتب متقدمین عصر کی ہے بلکہ کمتر تصنیفات متقدمین سے چنانچہ ولفظ مقدم مبالغہ قال الشافعی ما تحت ادیم السماء اصح من موطاء مالک وقال ابن العربی الموطاء هو الاصل الاول وکتاب بخاری هو الاصل الثانی ونیز باینکہ فرمود شیخ موصوف در شرح سفر السعادت صفحہ ۱۸ اخراج کردہ است مسلم در کتاب خود بسیاری از رواۃ کہ سالم نیستند از غوائل جرح وقدح وہمچنین در کتاب بخاری جماعۂ اند کہ تکلم کردہ شدہ است در ایشان پس مدار کار در حق رواۃ بر اجتہاد علما وصوابدید ایشان باشد الخ عبارت ہذا شیخ رح کی صاف واضح ہی کہ عمل کرنا بخاری کا باجتہاد وصوابدید علما کی ہو پس کیونکر سبقت تصنیفات علما مجتہدین سے ہو گی سعہذا اسمعیل بخاری خود منتسب بہ شافعی کا ہی چنانچہ محقق شاہ ولی اللہ رسالہ انصاف مین تحریر فرمایا ہی واستدل شیخنا العلامة علی ادخال البخاری فی الشافعیة بذکره فی الطبقات الشافعیة وکلام النووی شاهد له پس جای غور وانصاف ہی کہ مجیب مخالفان بخاری کو کہ خود وہ مقلد شافعی کا ہی بدعتی لکہدیا بلا تحمل اسکا کیا علاج مصرع ولیکن قلم در کف دشمنست * باوجود ملاحظہ ان عبارتون کی مفسد ومتعصبون نے بتقلید نفس عوام الناس ہر شہر وقریہ فساد عظیم برپا کردیا کہ تفرقہ اخوة المومنین مین واقع گویا کہ نمونہ قیام قیامت کا بنا دیا ہی ہذا الیوم یغیر المرئی من اٰیہ واخیہ پر ظاہر وگرفتار مورد عتاب آیہ کریمہ قال اللہ تعالی ولا تبغ الفساد فی الارض واللہ لا یحب الفساد ولہذا گفتہ اند زلة العالم زلة العالم یعنی لغزش یکعالم لغزش یکجہانست فویل للجاہل مرتین وللعالم سبعین مرة بفہم ناقص آتا ہی کہ یہہ فتنہ بلا وکسیکی جانب سے شر انگیزی اگر سا تہہ رای ہی بتلاء ان حضرات صاحب مہر کی ہو بلا ریب کہا جاوی کہ مثل الحمار یحمل اسفارا مصرع چارپائی بروکتابی چند * یا آنکہ مروی است از عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوعاً چون خواہد اللہ با بندہ بدی مسلط کند پیش از مرگ یکسال شیطانی

کہ گمرہ کنند اور الخ دیا انکہ گفتہ اند علما اسبیا سوجی ختمہ نعوذًا باللہ منہا چہار چیز اندازا جملہ ایذا دادن مسلمانان و لفظ بدعتی لکہنا بحیثیت اظہار تقوی یا رسائی اپنی کا نظم لو کان فی العلم دون التقی شرف لکان اشرف خلق اللہ ابلیس مصرع بخانہ کس ست حرفی بس است + از رقیمہ سید عثمان غفر لہ المنان مقلد ابو حنیفۃ النعمان ساکن صدر کامٹی مورخہ ۱۲ شعبان المعظم فقط

تمام ہوئی عبارت تحریر مخاطب کی کما ہو ہو اسمین کہلی کہلی غلطیو پر نشان دی گئی ہین او ریہی حقیقت مین تمام ہی غلط اور ہر چند وجہ غلط اغلاط اس عبارت کی علما پر مخفی نرہیگی ولیکن بنظر تنبیہ و اعلام او سکی وجہ بعض اغلاط اس عبارت کی بطور فہرست کی بیان کرتا ہون

شمار	اغلاط	بیان غلط
۱	فتوی بسطور الصدر کہ در حقیقت	کاف غلط یا مبتدا مفقود الخبر
۲	نعوذًا باللہ	تنوین مضارع غلط نعوذ بلا تنوین چاہیئے یہہ لیر آخر تحریر مین ایسا ہی لکہنا ہیچ
۳	و صول دین	واو غلط
۴ و ۵	مجتہداۃ و معتقداۃ	رسم الخط غلط
٦	ہر وزہ ہوا دیدہ دانشمند	دانشمند غلط صحیح ہوشمند ہی جو محافظ وزن ہے
۷	مگر یدو وجہ	استثنا غلط کیونکہ بعید اثبات مفید نفی ہی ورنہ وہ منافی مقصود مخاطب یا عبارت
۸	بصحبت ابو حنیفہ	اسناد صحبت طرف ابو حنیفہ غلط و صحیح اسناد تصحیح ہے
۹	وثوقیت پاکر	نسبت اسکی طرف صاحب ہدایہ کی بلا ذکر محل وثوق غلط
۱۰	مقبول علیہ	لفظ علیہ غلط و صحیح مجرد مقبول
۱۱	جواب ہر دو وجہ	یہہ جواب نہین بلکہ جواب کا رد ہی
۱۲	چونکہ	غلط بی محل
۱۳	فعل اجتہادیہ	تانیث اجتہادیہ غلط
۱۴	دلایل قوی	غلط اور صحیح نام رسالہ الدلیل القوی ہے

۱۵	عبارت ہذا برسالہ	یا غلط ترکیب غلط
۱۶	اگرچہ کہ	ضم کاف غلط طرفہ یہہ کہ اور جگہ بہی ایسا ہی لکھتا ہے
۱۷	چنانچہ صفحہ ۳، فی الاشباہ	محض بے ربط کسی محاورہ کے موافق نہین ہندیکی نہ فارسی کی نہ عربی ایسا ہی جا بجا ہے
۱۸	تابع حق بین و راہ الیقین کے ہو	غلط و بی ربط و مہمل خصوصاً لفظ حق بین کہ صحیح حق بینی ہی
۱۹	وہمچنین میزان الکبری صہ	اشارہ بے مشار الیہ ممکن الاشارہ حوالہ خلاف محاورہ
۲۰	وانکہ محبیب	خبر ندارد
۲۱	متصنفہ	غلط اور صحیح مصنفہ
۲۲	چنانچہ لفظ مقدم مبالغہ	مہمل و مطلبش در بطن قایل کیونکہ عبارت متفرع علیہا مین لفظ مقدم کا نشان نہین
۲۳	ونیز باینکہ	متعلق ندارد
۲۴	بیس کیونکر مستبقا ہو گے	غلط اور صحیح لیجائیگی
۲۵	بلا تعمل	غلط و بی موقع اور صحیح لفظ بلا تامل
۲۶	تفرقہ واقع	رابطہ ندارد
۲۷	یفر المرہی من ابیہ	ہمزہ یفر اور ضم المرہی غلط واب مضاف طرف ضمیر متکلم کی بحذف یا غلط اور صحیح یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَبِیْہِ معلوم ہوتا ہی کہ آپنی پارہ عم کا بہی مطالعہ نہین کیا ورنہ سورہ عبس مین اس جملہ کا رسم الخط دیکہکر لکہتے
۲۸	یہہ فتنہ بلا اور کیسکی جانب سے	سراسر بی مضمون و مہمل
۲۹	بخانہ کس ست احرفی سراست	یہہ مصرع اوزان بحور قدیمہ وجدیدہ کے خارج ہے اور ترکیب بہی اس جملہ کی غلط
۳۰	الرحمۃ	بالتعریف غلط و الصحیح بالتنکیر

یہہ نمونہ ہی بیان اغلاط تحریر مخاطب کا باقی کو اسپر قیاس کرنا چاہیی اب اوسکی مضامین عبارت کا رد و تفصیلی لکھا جاتا ہے

بسم الله الرحمن الرحيم

رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا **قوله الاول** لفظ حق و ناحق در اصطلاح فقہا کسجا مستعمل کیا جاتا ہی انتہی
یہی خبر نہین الی ان قال سن منظومہ نا قلا عن المصنف الخ **جوابہ** مرد خدا استعمال لفظ حق و باطل
خاصکر فرعیات مین کتب مذاہب اربعہ مین جابجا موجود ہی تہین نظر نہ آوی تو کسکا قصور ہی بیت
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ✤ چشمہ آفتاب را چہ گناہ ✤ تمکو ایک کتاب شرح منظومہ کہین سی ہاتہہ لگ گئی
ہے اور کوئی کتاب فقہ حدیث کی نظر نہین آئی ہے حَفِظْتَ شَيْئًا وَغَابَتْ عَنْكَ أَشْيَاءُ
با اینہمہ ایک شیخ وقت جامع بین الفقہ والحدیث کی حق مین ایسی ایسی الفاظ بولتی ہو کیا یہہ سراسر
تمہاری مذہب کا جزو ہی نعوذ باللہ من ذلک اب تم بہی سنو کہ استعمال لفظ حق و باطل کا فروعات
مین بہت جگہ پایا جاتا ہی امام طحاوی رئیس الحنفیہ شرح معانی الآثار مین جو محض تائید مذہب حنفی
مین مدون ہے کما نص علیہ مولانا شاہ عبد العزیز فی بستان المحدثین بہت جگہ جب کسی مسئلہ
فرعیہ حنفیہ مین بسبب کمال ضعف و بے بنیادی ہو اوس مسئلہ کی تائید سی عاجز ہو جاتا ہی تو بیلاگ
کہدیتا ہی کہ قول ابو حنیفہ کا اس باب مین باطل ہے چنانچہ دراسات اللبیب مین فرماتی ہین وَهٰذَا
اَبُوْ جَعْفَرٍ الطَّحَاوِيُّ مَعَ مُبَالَغَتِهِ الْمُفْرِطَةِ فِيْ نُصْرَةِ الْمَذْهَبِ الْحَنَفِيِّ اَتَمَّتْ الْحُجَّةُ عَلَى اَبِيْ حَنِيْفَةَ
تَرَاهُ فِيْ مَعَانِي الْآثَارِ كَيْفَ يَأْتِيْ بِكَلَامٍ حَدِيْدٍ حَتّٰى يَقُوْلُ فِيْ بَعْضِ الْمَوَاضِعِ فَمَا قَالَهُ
اَبُوْ حَنِيْفَةَ بَاطِلٌ انتہی ترجمہ اور یہہ ابو جعفر طحاوی باوجودیکہ نہایت مبالغہ کرتا ہی حنفی مذہب کے
تائید مین جب کوئی دلیل ابو حنیفہ پر ثابت ہو چکتی ہی تو تم دیکہتی ہو اوسکو کہ کیسی تیز کلام شرح معانی الآثار
مین لاتا ہی یہانتک کے بعض جگہ کہدیتا ہی کہ جو کچہہ کہا ابو حنیفہ نی سو باطل ہے تمام ہوا کلام طحاوی کا ایسا ہی امام
نووی فقیہ و محدث شافعی نی تقریبا سو جگہ مین مسایل فرعیہ مین حق و باطل کا استعمال کیا ہی ایک
جگہ شرح مسلم مین فرماتی ہین قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَبَعْضُ السَّلَفِ اَنَّهُ يَجِبُ الزَّكٰوةُ فِيْ قَلِيْلِ
الْحَبِّ وَكَثِيْرِهٖ وَهٰذَا مَذْهَبٌ بَاطِلٌ مُنَابِذٌ لِصَرِيْحِ الْاَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ انتہی وَقِسْ
عَلٰى هٰذَا بَاقِيَ مَوَاضِعِهٖ ترجمہ کہا ابو حنیفہ اور بعضی اگلوں نی کہ واجب ہے زکوۃ تہوڑی میں

اعلام واضح ہو کہ اکثر جگہ تراجم ان عبارات کی لفظی نہین ہین بلکہ محاورہ اردو کی موافق

اور یہہ مذہب باطل ہے یہہ نکالا گیا ہی صریح حدیثوں کی سند سی جو صحیح ہین اور قیاس کر اسپر بابی
مواضع شرح صحیح مسلم کو جنمین مسایل فرعیہ کی نسبت لفظ باطل مستعمل ہوا ہی اور ایسا ہی امام شعرانی
نی جسکی کلام سی تم بہی مستدل ہو بہت جگہ مسایل فرعیہ مین لفظ حق و باطل استعمال کیا ہی ایک
جگہ کتاب لوایح الانوار القدسیہ مین فرماتی ہین وَقَالَ بَعْضُ الْحَنَفِیَّةِ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی عِنْدَ
قَوْلِهِ تَعَالٰی فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ اِنَّ الْحَقَّ مَعَ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ
تَعَالٰی لِقَوْلِهٖ لَا يَصِحُّ التَّيَمُّمُ عَلَى الصَّخْرَةِ وَلَيْسَ عَلَيْهَا غُبَارٌ انتہی ترجمہ کہا
بعض حنفیہ نی بذیل قولہ تعالی فامسحوا بوجوہکم وایدیکم کہ حق شافعی کی ساتہہ ہی جو کہتی ہین کہ
صحیح نہین تیمم کرنا اوس پتہر پر جسپر غبار نہو ایسا ہی ملا علی قاری حنفی سی بہت جگہ یہہ استعمال پایا
جاتا ہی چنانچہ کتاب منح الازہر مین فرماتی ہین فِي الْمَسَائِلِ الْاِجْتِهَادِيَّةِ اِحْتِمَالَاتٌ
اَرْبَعَةٌ اَلْاَوَّلُ اَنْ لَيْسَ لِلّٰهِ حُكْمٌ مُعَيَّنٌ قَبْلَ الْاِجْتِهَادِ بَلِ الْحُكْمُ فِيْهَا مَا اَدّٰى اِلَيْهِ
رَاْيُ الْمُجْتَهِدِ فَعَلٰى هٰذَا يَتَعَدَّدُ الْاَحْكَامُ الْحَقَّةُ الخ ترجمہ اجتہادی مسئلونمین چار احتمال
ہین اول یہہ کہ اجتہاد سی پہلی اللہ کی طرف سے کوئی حکم مقرر نہین بلکہ حکم وہی ہی جسکی طرف مجتہد
کی رای پہونچی پس اس احتمال پر احکام حقہ متعدد ہونگی پہر فرمایا ہی وَكَانَ حُكْمُ دَاوُدَ وَ
سُلَيْمَانَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ بِالْاِجْتِهَادِ دُوْنَ الْوَحْيِ وَاِلَّا لَمَا جَازَ لِسُلَيْمَانَ خِلَافُهٗ
وَلِدَاوُدَ الرُّجُوْعُ عَنْهُ وَلَوْ كَانَ كُلٌّ مِنَ الْاِجْتِهَادَيْنِ حَقًّا الخ ترجمہ اور تہا حکم
داود اور سلیمان علیہما السلام کا اجتہاد سے نہ وحی سی ورنہ نہ جایز ہوتا سلیمان کو خلاف کرنا داود کا
اور نہ داود کو باز رہنا اپنی حکم سی اور اگر ہوتے دونون اجتہاد حق الخ اور اطلاق لفظ حق مسایل اختلافیہ
اجتہادیہ فرعیہ پر اس عنوان سی کہ سب حق پر ہین یا حق دایر ہی ادنی طالب علمون تک معلوم ہے
اور چہوٹی بڑی کتابون مین درج ہی تفسیر احمدی مین ہی قَالَتِ الْمُعْتَزِلَةُ كُلُّ مُجْتَهِدٍ مُصِيْبٌ
وَالْحَقُّ فِيْ مَوَاضِعِ الْخِلَافِ مُتَعَدِّدٌ وَعِنْدَنَا الْمُجْتَهِدُ يُصِيْبُ مَرَّةً وَيُخْطِيْ
اُخْرٰى وَالْحَقُّ فِيْ مَوَاضِعِ الْخِلَافِ وَاحِدٌ انتہی ترجمہ کہا معتزلیون نے سب مجتہد

حق پر ہین اور حق موضع اختلاف مین متعدد ہوتا ہی اور ہماری نزدیک مجتہد کبھی طلب کو پہونچتا
ہی اور کبھی چوک جاتا ہی اور حق موقع اختلاف مین ایک ہی ہوتا ہی بلا تعیین تفسیر معالم مین ہے
وَذَهَبَ جَمَاعَةٌ إِلَى أَنَّهُ لَيْسَ كُلُّ مُجْتَهِدٍ مُصِيبٌ بَلْ إِذَا اخْتَلَفَ اجْتِهَادُ مُجْتَهِدَيْنِ
فِي حَادِثَةٍ كَانَ الْحَقُّ مَعَ وَاحِدٍ لَا بِعَيْنِهِ انْتَهَى مَا أَرَدْنَا نَقْلَهُ عَنْهُمَا وَلَسْنَا نَحْنُ
بِصَدَدِ تَحْقِيقِ مَا هُوَ الْحَقُّ فِي مَسْئَلَةِ تَعَدُّدِ الْحَقِّ وَوَحْدَتِهِ وَأَنَّ أَيَّهُمَا أَرْجَحُ دَلِيلًا
وَأَحْرَى قَبُولًا وَأَوْلَى احْتِيَاطًا وَعَمَلًا ترجمہ اور گئی ہی ایک جماعت طرف اس بات کی کہ ہر مجتہد
حق کو پہونچنے والا نہین ہوتا بلکہ جب دو مجتہد ونکا اختلاف ایک حادثہ مین پایا جاوی تو حق ایک کی ساتھ
ہوتا ہی بلا تعیین تمام ہوا جو ہمنی نقل کرنا چاہا اون دونو ن سی اور ہم اس بات کی تحقیق کے درپی نہین
ہین کہ مسئلہ تعدد حق اور وحدت حق مین سی کونسی بات حق ہی اور ا نمین کونسی بات دلیل کی راہ سی
غالب ہے اور قبول کرنیکی لایق ہی اور عمل و احتیاط کی راہ سی بہتر ہے اور رسالہ عقد الجید مین جناب مولینا
شاہ ولی اللہ فرماتی ہین قَوْلُهُ يَعْنِي الْبَيْضَاوِيَّ وَالْمُخْطِئُ لَيْسَ بِمُبْطِلٍ قُلْنَا لَمَّا لَمْ يَكُنْ مُبْطِلًا
لَمْ يَكُنْ مُخَالِفًا لِلْحَقِّ لِأَنَّ كُلَّ مُخَالِفٍ لِلْحَقِّ مُبْطِلٌ وَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ
وَالْحَقُّ أَنَّ مَا نُسِبَ إِلَى الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ قَوْلٌ مُخَرَّجٌ إِلَى أَنْ قَالَ وَالْحَقُّ أَنَّ
الْاِخْتِلَافَ أَرْبَعَةُ أَقْسَامٍ أَحَدُهَا مَا تَعَيَّنَ فِيهِ الْحَقُّ قَطْعًا وَيَجِبُ أَنْ يُنْقَضَ
خِلَافُهُ لِأَنَّهُ بَاطِلٌ يَقِينًا وَثَانِيهَا مَا تَعَيَّنَ فِيهِ الْحَقُّ بِغَالِبِ الرَّأْيِ فَخِلَافُهُ بَاطِلٌ
ظَنًّا إِلَى أَنْ قَالَ وَتَفْصِيلُ ذٰلِكَ أَنَّهُ إِنْ كَانَتِ الْمَسْئَلَةُ مِمَّا يُنْقَضُ فِيهَا قَضَاءُ الْقَاضِي
بِأَنْ يَكُونَ فِيهَا نَصٌّ مَعْرُوفٌ مِنَ النَّبِيِّ صلعم فَكُلُّ اجْتِهَادٍ خِلَافَهُ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ
الْاِجْتِهَادُ فِي مَعْرِفَةِ وَاقِعَةٍ قَدْ وَقَعَتْ ثُمَّ اشْتَبَهَ الْحَالُ مِثْلُ مَوْتِ زَيْدٍ وَحَيٰوتِهِ
فَلَا جَرَمَ أَنَّ الْحَقَّ وَاحِدٌ إِلَى آخِرِ مَا قَالَ ترجمہ قول اوسکا یعنی بیضاوی کا کہ خطا کرنی والا
اجتہاد مین باطل پر نہین ہوتا ہمین ہم یہہ کہتی ہین کہ جب باطل پر نہوا تو حق کا مخالف نہوا کیونکہ
مخالف حق کا باطل ہی ہوتا ہی اور حق کی سوای بجز باطل کے اور کچھہ نہین ہوتا اور اس بات مین

حق یہہ ہی کہ جو ائمہ اربعہ کی طرف اس مسئلہ مین نسبت کرتی ہین وہ ایک ایسی بات ہی کہ نکالی گئی ہی اوسکے
کلام سی بعینہ کلام نہین ہی یہانتک کہ کہا شاہ ولی اللہ نے اور حق یہہ بات ہی کہ اختلاف چار قسم سی ہی ایک
وہ جسمین حق یقینا ایک جانب متقرر ہو اور واجب ہو کہ اوسکی خلاف کو توڑا جاوی کیونکہ وہ یقینی باطل ہی
ہوگا دوسرے وہ جسمین حق غالب ظن سی ہو نہ یقینًا پس اوسکا خلاف ظنی باطل ہوگا یہانتک کہ
کہا شاہ صاحب نے اور تفصیل اوسکی یہہ ہے کہ اگر وہ مسئلہ اجتہادیہ ایسا ہو جسمین قضا قاضی کی یعنی حکم
اوسکی مخالف ہو ٹوٹ جا سکی بسبب اسکی کہ اوس مسئلہ مین آنحضرت سی کوئی حدیث مشہور و معروف
مروی ہو پس اس مسئلہ کی خلاف جو اجتہاد ہو سو باطل ہے اور اگر اجتہاد ایسی مسئلہ مین ہو جسمین دریافت
حال اس حادثہ کا منظور ہو جو ایکدفعہ واقع ہو چکا ہو اور پہر اوسمین شبہہ پڑ گیا ہو جیسی موت
و حیوۃ زید کی تو ایسی محل مین بیشک حق ایک ہی ہوگا آخر اوس کلام تک جو مولانا نی بمفصل و
مدلل بیان کیا ہی پس جبکہ اسقدر استعمال لفظ حق و باطل کا فرعیات مین شایع ہوا تو وہ قول شرح
منظومہ کا سوای قاعدہ جزئیہ اور اصطلاح خاص بعض علما کی کیا ہوگا اب فرمائیے کہ یہہ سب اکابر
استعمال کرنیوالی حق و باطل کی فروعات مین بی تمیز ہین یا تمہاری نظر کا قصور ہے مناسب یہہ ہی
کہ اپنی ہی بینائی کا علاج کیجئے جواب دیگر یہہ سوال و جواب فروعات سی نہین بلکہ اصول او
معتقدات سی ہی حصول ہونا تو ظاہر ہے کیونکہ یہہ سوال و جواب تقدیم و ترجیح کا ہی اوسمین حکم تعارض
کا بیان ہی اور یہہ عین مسایل اصول فقہ اور اصول حدیث سی ہی قَالَ فِي التَّوْضِيحِ الْأُصُولِيِّ
بَابُ الْمُعَارَضَةِ وَالتَّرْجِيحِ إِذَا وَرَدَ دَلِيلَانِ يَقْتَضِي أَحَدُهُمَا عَدَمَ مَا يَقْتَضِيهِ
الْآخَرُ فِي مَحَلٍّ وَاحِدٍ فِي زَمَانٍ وَاحِدٍ فَإِنْ تَسَاوَيَا قُوَّةً أَوْ يَكُونُ أَحَدُهُمَا أَقْوَى
بِوَصْفٍ هُوَ تَابِعٌ فَبَيْنَهُمَا مُعَارَضَةٌ وَالْقُوَّةُ الْمَذْكُورَةُ رُجْحَانٌ الخ ترجمہ کہا توضیح مین
جو اصول فقہ کی کتاب ہے یہہ باب ہے معارضہ اور ترجیح کا جب وارد ہوین دو دلیلین ایک انمین سی وہ بات
چاہتی ہو جو دوسرے نہین چاہتی ایکہی موقع مین ایکہی وقت مین پہر اگر یہہ دونون قوت مین برابر ہون
یا ایک انمین سی کسی ایسی صفت سی جو اوسکی تابع ہو قوت رکہتی ہو تو ان دونون مین معارضہ تصور

کیا جاتا ہی اور وہ قوت جو اوسکی صفت سی حاصل ہے رجحان گنی جاتی ہے پس تقدیم و ترجیح احد المتعارضین کو جو مسایل اصول سی ہی مسایل فروع سی کہنا کمال بیخبری ہی ما معتقدات سی ہونا اسکا سو وہ بھی ظاہر ہی جبکہ حکم اس تعارض کا بحیثیت اعتقاد پوچھا جاوی باین طور کہ عند التعارض ہدایہ کو مقدم سمجھا جاوے یا بخاری کو مقدم اور لایق عمل اعتقاد کیا جاوی بہر حال یہہ جواب سوال فروعات سے تو کسیطرح نہین شمار کیا جاتا پس استعمال لفظ حق و باطل کا اسمین شرح منظومہ کی بھی مخالف نہوا

قوله الثاني علاوہ جہ خوش عمرو کو منصف بیدار اور زید کو متعصب بدعتی بکہتا ہی جواب زید بدعتی کیا مشرک اور منافق ہی بحکم عین نصوص ائمہ دین کی جنمین ابو حنیفہ بھی ہین اور منکر حدیث کا بدلیل مطلق بولنی اس کلمہ کی کہ بخاری کو ہدایہ سے رد کرینگی اور مصداق ہی ان روایات حنفیہ کا فی الخلاصة من رد حديثا قال بعض مشائخنا يكفر وقال المتأخرون ان كان متواترا كفر اقول هذا هو الصحيح الا اذا كان رد احاديث الآحاد على وجه الاستخفاف والاستحقار والانكار انتهى ما في منح الازهر لعلي القاري الحنفي ترجمہ خلاصہ مین ہی کہ جو کوئی رد کرے کسی حدیث کو کہا مشایخ نی وہ کافر ہوجاتا ہی اور کہا پچھلی فقہائی اگر وہ حدیث متواتر ہو تو کافر ہوتا ہی مین کہتا ہون کہ یہی بات صحیح ہی کہ بجز رد کرنی خبر متواتر کی کافر نہین ہوتا مگر اوس حالت مین کہ خبر واحد کو ہلکا اور خفیف جانکر انکار کری تو اسکی انکار سی بھی کافر ہوجاتا ہی تمام ہوا مطلب منح الازہر کا جو ملا علی قاری حنفی کی تصنیف ہے تفصیل اسکی یہہ ہے کہ ہدایہ عبارت ہے مجموعہ چند اقوال اجتہادیہ علماء حنفی مذہب سے جنمین بعض اقوال تو موافق ہین آیات اور احادیث صحیح بخاری و مسلم وغیرہما کی سو انمین عمرو کو بلکہ کسی اہل حق کو کلام نہین اور نہ اپنی سوال ہے اور بعضی اقوال مخالف ہین صحیحین کے پھر وہ تین قسم ہین ایک وہ جنکا ماخذ اور احادیث صحیحہ ہین سوائی احادیث صحیحین کے دوسرے وہ جنکا ماخذ احادیث ضعیفہ ہین تیسری وہ جنکا کوئی اصل شرعی نہین فقط دلایل عقلیہ سی جو مقابل نصوص صحیحہ کی بالاتفاق شرعا حجت نہین مدلل ہین اور یہہ دو قسم اخیر اوسمین اکثر او غالب ہین عدم کافی ہی واسطی ثبوت

اس امر کی اقرار شیخ عبد الحق کا شرح سفر السعادہ مین جسکو تم نی نہایت کچھ فہمی سی دلیل ترجیح ہدایہ کی اوپر
صحیح بخاری کی سمجھکر نقل کیا ہی وہ یہہ ہے جو شیخ عبد الحق نے بضمن جواب اوس شخص کے جو حنفی
کو رای پر مبنی ٹھیراتا ہی کہا ہی وکتاب ہدایہ کہ در دیار مشہور ومعتبر ترین کتابہاست نیز درین قسم اندا
چہ مصنف وی رح در اکثر بنای کار بر دلیل معقول نہادہ واگر حدیثی آوردہ نزد محدثین خالی از ضعفی نہ غا
اشتغال وقت آن استاد در علم حدیث کمتر بودہ است انتہی اور سویدہی اسکی کلام اشرف بن طیب بن تقی
الدین حیدر حرخی حنفی کا ملکہ اس سی بہی بڑھکر ہدایہ کی بی اعتباری اور اوسکی احادیث کا بی اصل ہونا ثابت
کرتا ہے حیث قال فی تنبیہ الوسنان ان الحدیث ما لم یثبت لہ سند فی الاصول
لا یصلح للتمسک والقبول فان موضوعات الزنادقۃ واہل البدع قد جاوزت مائۃ
الف من الاحادیث کما صرح بہ النقاد ولو وجد واحد فی بعض کتب الحنفیۃ
فلیس بہ اعتداد کیف واکثر متاخری فقہائنا الحنفیۃ من علماء ما وراء النہر
والعراق والخراسان لم یسندوا احادیثہم التی یذکرونہا فی کتب الحنفیۃ الی اصل
من اصول الحدیث الجلیل الشان حتی صاحب الہدایۃ التی علیہ مدار رحی
الحنفیۃ یظہر ذلک لمن راجع شرحہا الموسوم بفتح القدیر للشیخ الامام حجۃ
الحنفیۃ مولانا المحقق کمال الدین ابن الہمام علیہ التحیۃ والاکرام فانہ شکر اللہ
مساعیہ قد بالغ فی حمایۃ مذہب الامام الاعظم ابی حنیفۃ الکوفی وتائیدہ
بالاحادیث الثابتۃ فی الصحاح والسنن والمسانید والمعاجم ولم یتیسر لہ رضی اللہ عنہ
تخریج احادیث الہدایۃ فی اکثر المواضع الظفر بلفظ الحدیث الذی ذکرہ
صاحب الہدایۃ ولم یظفر فی بعضہا بشیء اصلا انتہی ما فی تنبیہ الوسنان
ترجمہ جناب نے کہا ہی کتاب الوسنان مین کہ جبتک کسی حدیث کے سند ثابت نہو کتب حدیث مین تو وہ سند
پکڑنی اور قبول کرنی کی لایق نہین کیونکہ وضعی حدیثین جو مرتدون اور بدعتیون نی وضع کی ہین ایک لاکہہ
سی بڑہہ گئی ہین جیسا کہ بیان کیا ہی پرکہنی والون نے اور اگر کوئی پاوی اوس حدیث کو کسی حنفی کی

کتاب مین تو اوسکا کچھہ اعتبار نہین اور کیونکر اعتبار ہو جس حالت مین کہ اکثر پچھلے فقہای حنفیہ ما وراء النہر
اور عراق اور خراسان نے جن حدیثون کو اپنی کتابون مین ذکر کیا ہی اونکی سندین کتب حدیث بلند
شان تک نہین پہونچائین یہانتک کہ صاحب ہدایہ نی جسپر حنفیون کی چکی پھر رہی ہے ایسا ہی کیا ہی
بات اوس سے ظاہر ہو جو ہدایہ کی شرح تصنیف ابن الہمام کو دیکھی کیونکہ اوسنی حمایت مذہب امام ابو حنیفہ
کی حد کو پہونچا دی ہی ساتھہ مدد کرنی اوسکی کی اون احادیث سی جو کتب صحاح اور سنن اور مسندون
اور معجمون مین ثابت نہین اور وقت نکالنی سندون احادیث ہدایہ کی امام ابن الہمام کو بہت جگہہ لفظ حدیث
کا نہین ملا جو صاحب ہدایہ لایا ہی اور بعض جگہہ کچھہ بھی پتا نہین ملا اوس حدیث کا جسکو صاحب
ہدایہ لایا ہی تمام ہوا جو تنبیہ اوسنان مین ہی پس قایل ترجیح ہدایہ کا بنظر قسم اول کی اوپر احادیث
بخاری مسلم کی مبتدع ہی اور مخالف اجماع امت کا اور قایل ترجیح ہدایہ کا بنظر قسم دوم کی اوسے
بھی بڑہکر مبتدعی اور فاسق ہے اور قایل ترجیح اوسکی کا بنظر قسم سوم کی مشرک ہی اور دین
خارج نعوذ باللہ من ذلک ثبوت دعوی اول کا یہہ ہی کہ باجماع امت محمدیہ
ثابت ہو چکا ہی کہ احادیث بخاری اور مسلم کی مقدم اور مرجح ہین صحت مین اور قوت عمل مین
ساتھہ اونکی غیر پر قَالَ الْاِمَامُ الْاَجَلُّ اَبُوْ عَمْرِو بْنُ الصَّلَاحِ فِیْ کِتَابِ مَعْرِفَۃِ اَنْوَاعِ
عُلُوْمِ الْحَدِیْثِ اَوَّلُ مَنْ صَنَّفَ الصَّحِیْحَ الْبُخَارِیُّ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ
الْجُعْفِیُّ مَوْلَاھُمْ وَتَلَاہُ اَبُوْ الْحُسَیْنِ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ النَّیْشَاپُوْرِیُّ الْقُشَیْرِیُّ
مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَمَعَ اَنَّہٗ اَخَذَ عَنِ الْبُخَارِیِّ وَاسْتَفَادَ مِنْہُ یُشَارِکُہٗ فِیْ کَثِیْرٍ
مِنْ شُیُوْخِہٖ وَکِتَابَاھُمَا اَصَحُّ الْکُتُبِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ وَاَمَّا مَا رُوِّیْنَاہُ
عَنِ الشَّافِعِیِّ رض اَنَّہٗ قَالَ مَا اَعْلَمُ فِی الْاَرْضِ کِتَابًا فِی الْعِلْمِ اَکْثَرَ صَوَابًا
مِنْ کِتَابِ مَالِکٍ وَمِنْھُمْ مَنْ رَوَاہُ بِغَیْرِ ھٰذَا اللَّفْظِ فَاِنَّمَا قَالَ قَبْلَ وُجُوْدِ کِتَابَیِ
الْبُخَارِیِّ وَمُسْلِمٍ ثُمَّ اِنَّ کِتَابَ الْبُخَارِیِّ اَصَحُّ الْکِتَابَیْنِ صَحِیْحًا وَاَکْثَرُ فَوَائِدَ وَاَمَّا
مَا رُوِّیْنَاہُ عَنْ اَبِیْ عَلِیٍّ النَّیْشَاپُوْرِیِّ اُسْتَاذِ الْحَاکِمِ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْحَافِظِ مِنْ

أنه قال ما تحت أديم السماء كتاب أصح من كتاب مسلم بن الحجاج فهذا قول من
فضل من شيوخ المغرب كتاب مسلم على كتاب البخاري إن كان المراد به أن
كتاب مسلم يترجح بأنه لم يمازجه غير الصحيح فإنه ليس فيه بعد خطبته إلا
الحديث الصحيح مسرودا غير ممزوج بمثل ما في كتاب البخاري في تراجم أبوابه
من الأشياء التي لم يسندها على الوصف المشروط في الصحيح فهذا لا بأس به
وليس يلزم منه أن كتاب مسلم أرجح فيما يرجع إلى نفس الصحيح على كتاب
البخاري وإن كان المراد به أن كتاب مسلم أصح صحيحا فهذا مردود على من
يقوله إلى أن قال بعد عد الأقسام السبعة للصحاح هذه أمهات أقسامه
وأعلاها الأول وهو الذي يقول فيه أهل الحديث كثيرا صحيح متفق عليه
يطلقون ذلك ويعنون به اتفاق البخاري ومسلم لا اتفاق الأمة لكن
اتفاق الأمة عليه لازم من ذلك وحاصل معه لاتفاق الأمة على
تلقي ما اتفقا عليه بالقبول انتهى مختصرا ترجمہ کہا امام بزرگ ابوعمرو بن صلاح نے
بیچ کتاب معرفۃ انواع علوم الحدیث کی کہ پہلی جسنی کتاب صحیح تصنیف کی امام بخاری تہا اور
اور اوسکی پیچہی لگا مسلم اور باوجودیکہ بخاری سی سیکہتا اور فایدہ اوٹہاتا تہا بخاری کی استاد و
سی وہ بہت رکہتا ہی اور انکی دونون کتابین صحیح تہین سب کتابون سی بعد قرآن کی اور جو
شافعی سی ہمکو روایت پہونچی ہی کہ اونہون نے کہا ہی کہ موطا امام مالک سی بہتر کتاب روی زمین پر نہین
جانتا ہون سو یہہ کہنا اونکا پہلی وجود کتاب بخاری و مسلم کی تہا یعنی جبتک یہہ کتابین جمع
نہین ہوئی تہین تو موطا بہتر تہی پہر جسوقت تصنیف ہوئین یہہ کتابین تو موطا کی بہتری انکی
سامنی پست ہوگئی پہر ان دونوئین بخاری کی کتاب بہت صحیح اور فایدہ مندہی اور جو ہمکو
ابوعلی نیشاپوری استاد حاکم سی روایت پہونچی ہی کہ اوسنی کہا ہی کہ صحیح مسلم سی صحیح تر
کتاب زیر آسمان کوئی نہین سو یہہ کہنا اونکا اور اور لوگونکا جو مسلم کو ترجیح دیتی ہین اگر اسی

غرض یہی ہو کہ علم کی کتاب کہ اس سبب سے ترجیح ہی کہ اوسمین بجز احادیث متصل الاسانید
کی اور کی ملونی نہین جیسا کہ صحیح بخاری مین تراجم ابواب مین بے سند حدیثون کی ملونی ہی تو
کہنا انکا بجا ہی کچہہ برا نہین لیکن اس سے صحیح مسلم کی ترجیح نفس صحت احادیث کی جہت سے
ثابت نہوئی اور اگر یہہ کہنا انکا اس مراد سے ہو کہ کتاب مسلم کی نفس صحت مین بڑہکے ہے
تو یہہ کہنا انکا مردود ہے یہانتک کہ کہا امام ابن الصلاح نے بعد شمار کرنے ساتون قسم صحاح کے
یہہ ہین اصل اقسام صحاح کی انمین بلندتر اور قسم اول وہ ہی جسکو اہل حدیث صحیح متفق علیہ بولا
کرتے ہین یہہ کہکر مراد رکہتے ہین اتفاق بخاری اور مسلم کا نہ اتفاق تمام امت کا لیکن اس سے
اتفاق تمام امت کا ثابت ہو جاتا ہی کیونکہ تمام امت نے انکی کتابون کی قبول کرنے پر اتفاق
کر لیا ہی تمام ہوا کلام ابن الصلاح کا مختصرا وقال شیخ الاسلام ابن حجر الحافظ فی
شرح نخبة الفکر ویلتحق بهذا التفضیل ما اتفق الشیخان علی تخریجه بالنسبة
الی ما انفرد به احدهما وما انفرد به البخاری بالنسبة الی ما انفرد به مسلم
لاتفاق العلماء علی تلقی کتابیهما بالقبول واختلاف بعضهم فی ایهما ارجح
فما اتفقا علیه ارجح من هذه الحیثیة وقد صرح الجمهور بتقدیم صحیح البخاری
ولم یوجد عن احد التصریح بنقیضه واما ما نقل عن ابی علی النیسابوری
انه قال ما تحت ادیم السماء اصح من کتاب مسلم فلم یصرح بکونه اصح
من صحیح البخاری لانه نفی وجود کتاب اصح من کتاب مسلم اذ المنفی انما هو
بصیغة افعل من زیادة الصحة ولم ینف المساواة وکذا ما نقل عن بعض
المغاربة انه فضل صحیح مسلم علی صحیح البخاری فذلک فیما یرجع الی حسن
السیاق وجودة الوضع والترتیب ولم یفصح احد منهم بان ذلک راجع
الی الاصحیة الی اخرها قال ترجمہ اور کہا اسلام کے بزرگ حدیث کے حافظ ابن حجر نے
شرح نخبة الفکر مین کہ ملتی ہی تفضیل سابق سے یہہ کہ بخاری مسلم کی متفق علیہ حدیث کو ترجیح

وسیر جو ایک ہی روایت ہی اور اونکی اکیلی اکیلی روایتون مین بخاری اکیلی کی روایت کو ترجیح
ہے اسلئی کہ علما کا اتفاق ہی اونکی کتابون کی قبول کرنی پر اور اختلاف بعضو نکا اسمین ہے کہ
ان دونون مین کون مرجح ہی پس جسپر دونو نکا اتفاق ہو وہ تو اس اتفاق سی مرجح ہو
اور صحیح بخاری کی مسلم سی ترجیح اور تقدیم اکثر علما نی بیان کی ہی اور اوسکا خلاف کسی ایک
سی بہی ثابت نہین اور جو ابو علی نیشاپوری سی منقول ہی کہ کہا اونسی کہ زیر آسمان مسلم سی
زیادہ صحیح کوئی کتاب نہین سو اسمین یہہ بیان نہین کہ مسلم بخاری سی زیادہ صحیح ہی کیونکہ
اونسی اوس کتاب کا نہونا بیان کیا ہی جو مسلم سی زیادہ صحیح ہو اور اسمین مسلم کی برابر صحیح
کی نفی نہوئی ایسا ہی جو بعض مغربیون سی منقول ہے کہ اونسی صحیح مسلم کو صحیح بخاری سی
بہتر کہا ہی سو یہہ بہتر کہنا اوسکا راجع ہی طرف خوبی سیاق اور پختگی ترتیب اور وضع احادیث
کی اور کسینی بیان نہین کیا کہ یہہ بہتر کہنا راجع ہی طرف صحت کی یعنی بہتر کہنا اوسکا بنظر
وضع و ترتیب مسلم کی ہی نہ اس نظر سی کہ مسلم کو صحت مین ترجیح ہی وَقَالَ الامام النووی
فِی مُقَدِّمَةِ شَرْحِ صَحِیْحِ مُسْلِمٍ اِتَّفَقَ العُلَمَاءُ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالیٰ عَلیٰ اَنَّ اَصَحَّ الکُتُبِ
بَعْدَ القُرْاٰنِ العَزِیْزِ الصَّحِیْحَانِ البُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ وَتَلَقَّتْهُمَا الاُمَّةُ بِالقُبُوْلِ وَ
کِتَابُ البُخَارِیِّ اَصَحُّهُمَا صَحِیْحًا وَاَکْثَرُهُمَا فَوَائِدَ وَمَعَارِفَ ظَاهِرَةً وَغَامِضَةً
وَقَدْ صَحَّ اَنَّ مُسْلِمًا کَانَ مِمَّنْ یَسْتَفِیْدُ مِنَ البُخَارِیِّ وَیَعْتَرِفُ بِاَنَّهٗ لَیْسَ لَهٗ نَظِیْرٌ
فِی عِلْمِ الحَدِیْثِ وَهٰذَا الَّذِیْ ذَکَرْنَا مِنْ تَرْجِیْحِ کِتَابِ البُخَارِیِّ هُوَ المَذْهَبُ
المُخْتَارُ الَّذِیْ قَالَهُ الجَمَاهِیْرُ وَاَهْلُ الاِتْقَانِ وَالحِذْقِ وَالغَوْصِ عَلیٰ اَسْرَارِ
الحَدِیْثِ وَقَالَ اَبُوْ عَلِیٍّ الحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ النَّیْشَاپُوْرِیُّ الحَافِظُ شَیْخُ الحَاکِمِ اَبِیْ عَبْدِ
اللهِ بْنِ البَیِّعِ کِتَابُ مُسْلِمٍ اَصَحُّ وَوَافَقَهٗ بَعْضُ شُیُوْخِ المَغْرِبِ وَالصَّحِیْحُ الاَوَّلُ انتهی
ترجمہ اور کہا امام نووی نی شرح صحیح مسلم کی مقدمہ مین کہ متفق ہین علما اس بات پر
کہ صحیح تر کتابون سی بعد قرآن کی صحیح بخاری و صحیح مسلم ہین تمام امت محمدیہ نی

انکو قبول کر لیا ہی اور کتاب بخاری کی دونون مین سی زیادہ صحیح اور فایدہ مند ہی اور
صحیح ہو چکی ہی یہہ بات کہ مسلم فایدہ اوٹھاتا تھا امام بخاری سی اور اقرار کرتا تھا کہ بخاری
بی نظیر ہی علم حدیث مین یہہ جو ہمنی بخاری کو غالب ٹھیرایا ہی مذہب ہے جمہور علما کا اور صاحبان
ضبط اور مہارت کا اور غوطہ مارنی والون کا دریای اسرار حدیث مین اور کہا ابو علی نیشاپوری
حاکم کی استاذ نی کہ کتاب مسلم کی زیادہ صحیح ہی اور اوسکی موافق ہولی بعض مشایخ مغرب کے
لیکن صحیح وہی بات ہی جو پہلی کہی گئی یعنی صحیح تر ہونا کتاب بخاری کا وَقَالَ شَیْخُ الْاِسْلَامِ
الْحَافِظُ الذَّهَبِیُّ فِی تَارِیخِ الْاِسْلَامِ اَمَّا جَامِعُ الْبُخَارِیِّ الصَّحِیْحُ فَاَجَلُّ کُتُبِ
الْاِسْلَامِ وَاَفْضَلُهَا بَعْدَ کِتَابِ اللّٰهِ وَهُوَ اَعْلٰی فِی وَقْتِنَا هٰذَا یَعْنِیْ
سَنَةَ ثَالِثَ عَشَرَ بَعْدَ سَبْعِمِائَةٍ وَمِنْ ثَلٰثِیْنَ سَنَةً یَفْرَحُوْنَ الْعُلَمَاءُ بِعُلُوِّ
سَمَاعِهٖ فَکَیْفَ الْیَوْمَ فَلَوْ رَحَلَ شَخْصٌ لِسَمَاعِهٖ مِنْ اَلْفِ فَرْسَخٍ لَمَا ضَاعَ رِحْلَتُهٗ
انتھی ترجمہ اور کہا شیخ الاسلام حافظ ذہبی نی تاریخ الاسلام مین کہ کتاب جامع صحیح
بخاری کے بزرگ تر ہی کتب اسلام سی اور بہتر ہی تمام سی بعد قرآن کی اور وہ بلند تر ہی ہماری
اس زمانہ مین یعنی ۷۱۳ھ مین اور تیس سال سی علما خوش ہوتی ہین اسکی سماع عالی رتبہ سی
پس اگر کوئی اسکی سننی کی واسطی ہزار کوس سفر کری تو اوسکا سفر رایگان نہوگا وَقَالَ
الْقَسْطَلَانِیُّ فِیْ شَرْحِ الْبُخَارِیِّ وَاَمَّا تَالِیْفُهٗ یَعْنِی الْبُخَارِیِّ فَاِنَّهَا سَارَتْ مَسِیْرَ
الشَّمْسِ وَدَارَتْ فِی الدُّنْیَا فَمَا جَحَدَ فَضْلَهَا اِلَّا الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطَانُ
مِنَ الْمَسِّ وَاَجَلُّهَا وَاَعْظَمُهَا اَلْجَامِعُ الصَّحِیْحُ انتھی ترجمہ اور کہا قسطلانی نے
شرح بخاری مین کہ تصنیفات بخاری کی پہر رہی ہین جہان مین کہ سورج پہرتا ہی اور دنیا
بہر مین دورہ کر رہی ہین یعنی تمام جہان مین لوگ اسکو دستور العمل جانکر لئی پہرتی ہین اور مشہور
کرتی ہین پس اسکی بزرگی کا منکر نہوگا مگر وہی جسکو شیطان نے دیوانہ کر رکہا ہی ہاتہہ
لگاکر اور بڑی بزرگ سب تصانیف سی اوسکی جامع صحیح ہے وَقَالَ الشَّیْخُ الْحَافِظُ

ابن کثیر فی البدایة والنهایة وکتابه الصحیح یستسقی بقراءته الغمام واجمع علی
قبوله وصحة ما فیه اهل الاسلام انتهی بترجمه اورکہا شیخ حافظ ابن کثیر نے
تاریخ بدایه ونہایه مین کہ کتاب بخاری کی جامع صحیح اسکی پڑھنی کی برکت سی مینہ مانگا جاتا ہی
اور اسکی مقبول ہونی اور صحیح ہونی پر تمام اہل اسلام کا اجماع ہوگیا ہی وقال مولانا الاجل
شاه ولی الله فی حجة الله البالغة اما الصحیحان فقد اتفق المحدثون علی
ان جمیع ما فیهما من المتصل المرفوع صحیح بالقطع وانهما متواتران الی
مصنفیهما وانه کل من یهون امرهما فهو مبتدع متبع غیر سبیل
المؤمنین وان شئت الحق الصراح فقسه بکتاب ابن ابی شیبة وکتاب
الطحاوی ومسند الخوارزمی وغیرها لتجد بینها وبینهما بعد المشرقین انتهی بترجمه
اورکہا مولانا شاہ ولی اللہ نی حجة اللہ البالغہ مین کہ صحیح بخاری ومسلم جو ہین انمین جو حدیث
متصل مرفوع ہی سو صحیح ہی یقینا باتفاق محدثین کی اور سند متواتر سی مصنفون تک پہونچی
ہے اور جو کوئی انکو خفیف دیکھا جانے وہ لا اتفاق چلنی والا ہی وہ راہ جو مومنون کی نہین اگر تو
حق صریح ڈہونڈہی تو انکو کتاب ابن ابی شیبہ اور کتاب طحاوی اور مسند خوارزمی سی مقابلہ کرکی
دیکہہ تو تجکو انمین اوران مین دو مشرقون کی دوری معلوم ہو ف ابن ابی شیبہ بخاری ومسلم کا استاد ہی
اور اوسکی کتاب کا نام مصنف ہی اور طحاوی حنفی مذہب کا ایک فقیہ ہی اسکی کتاب شرح معانی
الآثار ہی اور مسند خوارزمی ابو المؤید محمد بن محمود خوارزمی کی تالیف ہی اور اوسی سند امام
اعظم بھی کہتی ہین کیونکہ اسمین خوارزمی نی مرویات امام اعظم کو بزعم خود جمع کیا ہی اور بہت جگہ خطا کی
ہی مولانا فرماتی ہین کہ اگر کسیکو جلالت شان صحیحین کی دریافت کرنی منظور ہو تو ان کتابو
سی مقابل کرکی دیکہی تو معلوم ہو کہ یہہ کہان اور وہ کہان وقال السید جمال الدین
صاحب روضة الاحباب فی رسالته فی اصول الحدیث اول من صنف
فی الصحیح المجرد الامام البخاری ثم مسلم وکتاباهما اصح الکتب بعد

كتاب الله العزيز الى ان قال واعلى اقسام الصحيح ما اتفقا عليه ثم ما انفرد به
البخاري ثم ما انفرد به مسلم الى اخر ما قال ترجمہ اور کہا سید جمال الدین نے مصنف
روضة الاحباب نے ہیں اپنے رسالہ اصول حدیث میں کہ پہلی جسنے فقط صحیح یعنی بے ملونی حسن و ضعیف
کی تصنیف کی ہی امام بخاری ہی پہر امام مسلم اور انکی کتابیں سب کتابوں سی زیادہ صحیح ہیں
ماسوای قرآن کی یہانتک کہ کہا سید جمال الدین نے کہ بلند ترین اقسام صحیح وہ ہی جسپر
بخاری ومسلم کا اتفاق ہو پہر وہ جو اکیلی بخاری کی روایت ہو پہر وہ جو اکیلی مسلم کی روایت
ہو الخ وقال الشيخ العلامة الحبر الفهامة محمد الملقب بالمعين السندي
في الدراسات وكونهما اصح كتاب في الصحيح المجرد تحت اديم السماء فا
انهما اصح الكتب بعد القرآن العزيز باجماع من عليه التعويل في هذا
العلم الشريف قاطبة في كل عصر واجماع كل فقيه مخالف موافق على
ما لا يوجد مثل ذلك الاجماع على فضل ابي حنيفة رح على الفقهاء الثلثة من
المعاند والمخالف مع دعوى ذلك من اكثر اهل المذهب انتهى ترجمہ اور کہا
شیخ علامہ بہت دانشمند و فہمیدہ نے جنکا نام محمد اور لقب معین سندی ہے کتاب دراسات میں
کہ بخاری و مسلم کا کتب صحیحہ محض سی جو زیر آسمان ہیں زیادہ صحیح ہونا اور انکا قرآن کی بعد
درجہ صحت میں پہونچنا اجماع سی ہر زمانہ کی محدثین اور فقہا کی مخالف ہوں خواہ موافق
ثابت ہی ایسا اجماع کہ پایا نہیں گیا ویسا اجماع ابو حنیفہ کی بزرگی پر بہ نسبت باقی تینوں
اماموں کی حالانکہ اس بزرگی کا اکثر اہل مذہب حنفی نی دعوی بہی کیا ہی ایسا ہی اور صدہا
علما ہی حنفیہ و شافعیہ و محدثین وغیرہم اپنی تصانیف میں لکہتی ہیں کہ حدیث بخاری و مسلم کی
مقدم و مرجح ہی غیر پر باجماع مسلمین کے پہر بعضی اہل تحقیق اتباع ائمہ اربعہ سی اور اکثر اشعری
اور عامہ اہل حدیث اس سی بہی بڑہکر فرماتی ہیں کہ حدیث مسلم و بخاری سی علم نظری یقینی حاصل
ہوتا ہی پس بنا بر اس مذہب کی منکر حدیث شیخین کا کافر ہوگا اور بعضی جو کہتی ہیں کہ علم

یقینی انکی حدیث سے حاصل نہین ہوتا اونکی نزدیک اگرچہ منکر انکی حدیث کا کافر نہوگا لیکن
فاسق اور تارک واجب ضرور ہوگا کیونکہ اونکی نزدیک وجوب عمل مین ساتھہ حدیث شیخین کے امر
صحیحہ اور حجیتہ مین اوسکی کچھہ تردد و کلام نہین قَالَ الْاِمَامُ اَبُوْ عَمْرٍو بْنُ الصَّلَاحِ فِیْ
عُلُوْمِ الْحَدِیْثِ وَ هٰذَا الْقِسْمُ یَعْنِیْ الْمُتَّفَقَ عَلَیْهِ مَقْطُوْعٌ بِصِحَّتِهٖ وَالْعِلْمُ الْیَقِیْنِیُّ
النَّظَرِیُّ وَاقِعٌ بِهٖ خِلَافًا لِقَوْلِ مَنْ نَفٰی ذٰلِكَ مُحْتَجًّا بِاَنَّهٗ لَا یُفِیْدُ اِلَّا
الظَّنَّ وَاِنَّمَا تَلَقَّتْهُ الْاُمَّةُ بِالْقُبُوْلِ لِاَنَّهٗ یَجِبُ عَلَیْهِ الْعَمَلُ بِالظَّنِّ وَالظَّنُّ
قَدْ یُخْطِئُ وَقَدْ کُنْتُ اَمِیْلُ اِلٰی هٰذَا وَاَحْسِبُهٗ قَوِیًّا ثُمَّ بَانَ لِیْ اَنَّ الْمَذْهَبَ
الَّذِیْ اخْتَرْنَاهُ اَوَّلًا هُوَ الصَّحِیْحُ لِاَنَّ ظَنَّ مَنْ هُوَ مَعْصُوْمٌ مِنَ الْخَطَاءِ
لَا یُخْطِئُ وَالْاُمَّةُ فِیْ اِجْمَاعِهَا مَعْصُوْمَةٌ مِنَ الْخَطَاءِ وَلِهٰذَا کَانَ الْاِجْمَاعُ
الْمُبْتَنِیْ عَلَی الْاِجْتِهَادِ حُجَّةً مَقْطُوْعًا بِهَا وَاَکْثَرُ اِجْمَاعَاتِ الْعُلَمَاءِ کَذٰلِكَ
وَهٰذِهٖ نُکْتَةٌ نَفِیْسَةٌ نَافِعَةٌ وَمِنْ فَوَائِدِهَا الْقَوْلُ بِاَنَّ مَا انْفَرَدَ بِهٖ
الْبُخَارِیُّ اَوْ مُسْلِمٌ مُنْدَرِجٌ فِیْ قَبِیْلِ مَا یُقْطَعُ بِهٖ لِتَلَقِّی الْاُمَّةِ کُلَّ وَاحِدٍ
مِنْ کِتَابَیْهِمَا بِالْقُبُوْلِ سِوٰی اَحْرُفٍ یَسِیْرَةٍ تَکَلَّمَ عَلَیْهَا النُّقَّادُ مِنَ الْحُفَّاظِ
کَالدَّارَقُطْنِیِّ وَغَیْرِهٖ وَهِیَ مَعْرُوْفَةٌ عِنْدَ اَهْلِ هٰذَا الشَّاْنِ اِنْتَهٰی کَلَامُ
اِبْنِ الصَّلَاحِ ترجمہ کہا امام ابو عمرو بن الصلاح نے کتاب علوم الحدیث مین اور یہہ قسم یعنی
جس حدیث پر شیخین کا اتفاق ہو یقینی صحیح ہی اور علم یقینی جو دلیل سی حاصل ہوا کرتا ہے
اس قسم سی حاصل ہے بخلاف قول اوس شخص کے جو کہتا ہی یقینی علم حاصل نہین ہوتا بلکہ
ظنی حاصل ہوتا ہی اور قبول کرنا امت کا اس قسم کو اسی جہت سے ہی کہ عمل کرنا ساتھہ ظنی کے
کی واجب ہوتا ہی اور ظن مین خطا کا بہی احتمال ہی اور مین بہی اس مذہب مخالف کی طرف
مایل ہو گیا تہا اور اوسکو اچہا جاننی لگا تہا پہر مجہی معلوم ہوا کہ مذہب صحیح وہی ہے جو ہمنی پہلے
اختیار کیا تہا یعنی حدیث متفق علیہ کو مفید علم یقینی جاننا اسلیے کہ ظن معصوم مین خطا کا

احتمال نہین اور امت اپنی اجماع مین خطا سی معصوم ہوا کرتی ہے اسیواسطی جو اجماع بنی
بر اجتہاد پر ہوتا ہی دلیل قطعی شمار کیا جاتا ہی اور اکثر اجماع علما کی ایسی ہی ہوتی ہین سو یہہ
ایک بڑا نفیس نکتہ ہی اس سی یہہ بات بھی نکل آئی کہ جو اکیلی بخاری کی روایت ہو یا اکیلی
مسلم کی وہ بھی قسم مفید علم یقینی مین داخل ہے کیونکہ امت نی دونون کی کتابون کو
قبول کرلیا ہی سوای تھوڑی حرفون کی جنپر دارقطنی وغیرہ پرکھنی والون نی کلام کیا ہے
اور وہ حرف مشہور ہین اس فن والون مین تمام ہوا کلام ابن صلاح کا وقال البلقینی
قد نقل بعض الحفاظ المتاخرین مثل قول ابن الصلاح عن جماعة من الشافعیة
کابی اسحاق الشافعی وابی حامد الاسفرائی والقاضی ابی الطیب والشیخ ابی
اسحق الشیرازی وعن السرخسی من الحنفیة والقاضی عبد الوهاب من
المالکیة وابی یعلی وابی الخطاب وابن الزاغونی من الحنابلة وابن فورك
واکثر اهل العلم من الاشعریة واهل الحدیث قاطبة ومذهب السلف
عامة انتهی علی مانقله السیوطی فی التدریب ترجمہ اور کہا بلقینی نی بیشک
نقل کیا ہی بعضی حدیث کی حافظون نے مثل قول ابن الصلاح کی ایک جماعت شافعیہ سی
جیسے ابو اسحق شافعی ہوئی اور ابو حامد اسفرائی اور قاضی ابو الطیب اور شیخ ابو اسحق شیرازی
اور نقل کیا ہی امام سرخسی ہی حنفیہ مین سی اور قاضی عبد الوہاب سی مالکیہ مین سی اور ابو یعلی اور
ابن الزاغونی سی حنبلیون مین سی اور ابن فورک اور اکثر اہل علم سی اشعریہ مین سی اور سب کی
سب اہل حدیث سی اور یہی نقل کیا مذہب تمام سلف کا تمام ہوا کلام بلقینی کا جیسی سیوطی نے
تدریب مین نقل کیا ہی وقال النووی فی مقدمة شرح مسلم بعد ایراد کلام ابن
الصلاح منتقدا ومعترضا علیه وهذا الذی ذکره الشیخ فی هذه المواضع
خلاف ماقاله المحققون والاکثرون فانهم قالوا احادیث الصحیحین التی
لیست بمتواترة انما تفید الظن فانها احاد والاحاد انما تفید الظن علی

مَا تقرّر وَلَا فرقَ بَينَ البُخَارِيّ وَمُسلِم وَغيرِهِمَا فِي ذٰلك وَتلقّي الأُمَّة بِالقُبُولِ إنَّمَا أفَادَ وُجُوبَ العَمَلِ بِمَا فِيهِمَا وَهٰذا مُتَّفَقٌ عَلَيهِ فَإنَّ أخبَارَ الآحَادِ الَّتِي فِي غَيرِهِمَا يَجِبُ العَمَلُ بِهَا إذَا صَحَّت أسَانِيدُهَا وَلَا تُفِيدُ إلَّا الظَّنَّ فَكَذَا الصَّحِيحَانِ وَإنَّمَا يَفتَرِقُ الصَّحِيحَانِ وَغَيرُهُمَا مِنَ الكُتُبِ فِي كَونِ مَا فِيهِمَا صَحِيحًا لَا يُحتَاجُ إلَى النَّظَرِ فِيهِ بَل يَجِبُ العَمَلُ بِهِ مُطلَقًا وَمَا كَانَ فِي غَيرِهِمَا لَا يُعمَلُ بِهِ حَتّٰى يُنظَرَ وَيُوجَدَ فِيهِ شُرُوطُ الصَّحِيحِ وَلَا يَلزَمُ مِن إجمَاعِ الأُمَّةِ عَلَى العَمَلِ بِمَا فِيهِمَا إجمَاعُهُم عَلَى أنَّهُ مَقطُوعٌ بِأنَّهُ مِن كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَقَد اشتَدَّ إنكَارُ الإمَامِ ابنِ بُرهَانَ عَلَى مَن قَالَ بِمَا قَالَهُ الشَّيخُ انتَهٰى كَلَامُ النَّوَوِيِّ قَالَ السُّيُوطِيُّ فِي التَّدرِيبِ قَالَ شَيخُ الإسلَامِ مَا قَالَهُ النَّوَوِيُّ مُسَلَّمٌ مِن جِهَةِ الأكثَرِينَ فَأمَّا المُحَقِّقُونَ فَلَا فَقَد وَافَقَ ابنَ الصَّلَاحِ أيضًا مُحَقِّقُونَ انتَهٰى ترجمہ

اور کہا نووی نے مقدمہ شرح صحیح مسلم مین بعد نقل کرنے کلام ابن الصلاح کے اوسپر اعتراض کے نظر سے کہ یہہ جو شیخ ابن صلاح نے ذکر کیا ہے سو خلاف ہے قول محققون کے اور اکثر علما کے اسلئے کہ او نہونے حدیث شیخین کو جو متواتر نہو مفید ظن بتلایا ہے کیونکہ وہ خبر واحد ہوتی ہے اور خبر واحد بجز ظن فایدہ نہین دیتی اور اس مفید ظن ہونے مین بخاری و مسلم اور اونکی سوا سب برابر ہین ہان یہہ فرق کہ اونکو علمانے قبول کرلیا ہے سو اس سے یہہ بات ثابت ہوئی کہ انپر عمل واجب ہے بالاتفاق اور بجز انکی اور ونکی حدیثون پر جو غیر متواتر ہین عمل کرنا تب واجب ہوتا ہے جب اونکی صحت ثبوت کو پہونچے الحاصل یہہ دونون مفید ظن ہی ہین اور فرق اگر ہے تو یہی ہے کہ بخاری و مسلم کی حدیث کی صحت ثابت ہوچکی ہے اوسمین کچھ بحث و تامل کی ضرورت نہین ہے اور بہرحال اوسپر عمل وجب ہے اور اسپر سبکا اتفاق ہے اور بجز انکی اوروں کی حدیث واجب العمل نہین جبتک کہ اوسکی صحت ثابت نہولی اور اوسمین بحث و نظر کرکے

کو نہ دیکھہ لیا جاوی اور اس اجماع سی جو بخاری و مسلم کی وجوب العمل ہونی پر منعقد ہوا ہی علم یقینی
حاصل نہین ہوتا اور بلا شبہہ سخت انکار کیا ہی امام ابن برہان نی اوپر جو شیخ ابن الصلاح کی طرح
کہی تمام ہوا کلام نووی کا کہا امام سیوطی نی تدریب مین کہ شیخ الاسلام فرماتی ہین کہ جو نووی
نی ابن الصلاح پر اعتراض کیا ہی کہ قول اوسکا اکثر علما کی خلاف ہی سو ٹھیک ہی لیکن یہہ جو
کہا ہی کہ یہہ قول محققین کی بہی خلاف ہی سو غلط ہی کیونکہ محققین ابن الصلاح کی ساتھہ
بہی ہین یعنی ابو اسحق شافعی اور ابو حامد اسفرائنی اور قاضی ابو الطیب و شیخ ابو اسحق شیرازی
اور سرخسی حنفی اور قاضی عبد الوہاب مالکی اور ابو یعلی اور ابو الخطاب و ابن الزاغونی حنبلی اور
ابن فورک اور اکثر اہل علم اشعریہ اور اہل حدیث سب کے سب اور سلف صالحین تمام و قال الحافظ
الامام ابن حجر فی شرح نخبۃ الفکر الخبر المحتف بالقرائن یفید العلم خلافا
لمن ابی ذلک وقال وهو انواع منها ما اخرجه الشیخان فی صحیحیهما مما
لم یبلغ التواتر فانه احتف به قرائن منها جلالتهما فی هذا الشان و
تقدمهما فی تمییز الصحیح علی غیرهما وتلقی العلماء لکتابیهما بالقبول و
هذا التلقی وحده اقوی فی افادة العلم من مجرد کثرة الطرق القاصرة
عن التواتر الا ان هذا مختص بما لم ینتقده احد من الحفاظ وبما لم یقع
التجاذب بین مدلولیهما من غیر ترجیح وما عدا ذلک فالاجماع
حاصل علی تسلیم صحته قال وما قیل انهم اتفقوا علی وجوب العمل
به لا علی صحته فممنوع لانهم اتفقوا علی وجوب العمل بکل ما صح
ولو لم یخرجاه فلم یبق للصحیحین مزیة فیما یرجع الی نفس الصحة انتهی
قال السیوطی قال ابن کثیر وانا مع ابن الصلاح فیما عول علیه
قلت وهذا الذی اختاره ولا اعتقد سواه انتهی کلام السیوطی رحمه الله
اور کہا حافظ امام ابن حجر نی شرح نخبۃ الفکر مین کہ حدیث گہری ہوئی نشانیون صحت کی

مفید یقین ہوتی ہے بخلاف قول اوس شخص کے جو اسکا منکر ہے اور کہا کہ وہ کئی قسم
ہے ایک وہ نہین سی وہ حدیث صحیح جسکو شیخین بخاری و مسلم روایت کرین اور وہ تواتر کو نہ پہنچے
ہو اسکو کئی نشانیان صحت کی لگ رہی ہین جلالت شیخین کے اور اونکا مقدم ہونا حدیث
صحیح کی تمیز و پہچان مین اور تمام علما کا قبول کر لینا اونکی کتابون کو اور یہہ قبول کر لینا
اونکا اکیلا ہی قوی نشانی ہے واسطے مفید ہونے اونکی حدیث کی یقین کو اور بڑی مفید ہے
بہ نسبت اوس کثرت سندون کی جو تواتر کو نہ پہونچی لیکن یہہ حکم قطعیت و یقین کا خاص ہے
اون حدیثون سے جنکو کسی حافظ نے پر کہا نہین ہے اور اونسے جنمین باہم تعارض نہین اور سوا
اسکے باقی حدیثون کی تسلیم صحت پر اجماع ہو چکا ہی کہا امام ابن حجر نے کہ یہہ جو کسی
نے کہا ہی کہ علما کا اجماع اسپر ہے کہ انکی حدیث پر عمل کرنا واجب ہے نہ اسپر کہ انکی صحت
مسلم ہے سو یہہ بات قابل تسلیم نہین کیونکہ عمل تو ہر حدیث صحیح پر واجب ہے خواہ اوسکو شیخین
نے روایت نکیا ہو پس خاص انکی حدیث کو صحت کی راہ سے کیا فوقیت رہی تمام ہوا کلام ابن حجر
کا کہا امام سیوطی نے کہ فرمایا ابن کثیر نے کہ مین تابع ہون ابن الصلاح کی اوس بات مین
جو اونہون نے کہی ہے اور اوسپر اعتماد کیا ہی مین کہتا ہون کہ مین بہی اوسی کو اختیار
کرتا ہون اور یہی اعتقاد رکھتا ہون تمام ہوا کلام سیوطی کا پہر ان دونون مذہبون
مین بعضی محققون نے تطبیق بہی دی ہے چنانچہ دراسات مین مفصل و مدلل مذکور
ہے اور بعض نے مذہب ابن الصلاح کو ترجیح دی ہے چنانچہ ابن کثیر اور امام سیوطی ہی
عبارات متذکرہ بالا مین مدلل مذکور ہے اور ہمکو اس مقام مین اسکی تفصیل اور احد الفریقین کے
تائید منظور نہین بلکہ غرض ہماری اتنی ہی ہے کہ رتبہ صحیحین کا اسقدر بلند ہی کہ کئی محققین
انکے احادیث کو مفید علم یقینی نظری کہتے ہین اور بعضی اگرچہ مفید علم ظنی کہتے ہین لیکن
وہ بہی مرجح اور واجب العمل ہونے مین انکی احادیث کی کچھہ چون و چرا نہین کرتے اب ایک
اور بات واجب التنبیہ کہی جاتی ہے وہ یہہ ہے کہ جو کلام مین ابن الصلاح

قطعی

کی گزرا ہے کہ سوی احرف یسیرۃ تکلم علیہما بعض اھل النقد من الحفاظ کالدار قطنی
وغیرہ اور کلام میں شارح نخبہ کی گزرا ہی کہ الا ان ھذا مختص بما لم ینتقدہ احد
من الحفاظ یہہ مستثنی ہی حکم قطعیت سی اور معنی اسکی یہہ ہین کہ سب احادیث صحیحین کے قطعی الصحۃ
ہین سوا ان چند احادیث کی جنمین دارقطنی وغیرہ نے کلام کیا ہی یعنی وہ قطعی الصحۃ نہین یہہ کہ مستثنی
حکم صحیۃ اور رجحیۃ اور وجوب العمل ہوئی سی احادیث صحیحین کے چنانچہ شاہد ہین اسپر الفاظ مستثنی منہ
کی ان دونون اماموں کی کلام میں امام ابن الصلاح کی یہہ الفاظ ما انفرد بہ البخاری ومسلم
مندرج فی قبیل ما یقطع بہ سوی احرف یسیرۃ ای فہی لا تندرج فیما یقطع اور
ابن حجر کی یہہ الفاظ وھذا التلقی وحدہ اقوی فی افادۃ العلم الا ان ھذا مختص
بما لم ینتقدہ احد ای فھو لا یشمل القدر المنتقد منہما لعدم وجود التلقی لہ
ایسا ہی ثابت کیا ہی امام سیوطی و صاحب دراسات نے قال صاحب الدراسات ثم مما یھم
ان یعرف ان ما انتقد علیہما انما استثنی عما حکمہ المقطوع کما صرح بہ شارح
النخبۃ وصرح ایضا الشیخ ابن الصلاح قال السیوطی استثنی ابن الصلاح من
المقطوع بصحتہ ما تکلم فیہ من احادیثہما فقال سوی احرف یسیرۃ تکلم علیہما
بعض اھل النقد من الحفاظ کالدارقطنی وغیرہ فان جمیع ما اخرجاہ مقطوع
الصحۃ کالمتواتر الا ان القطع فیہ نظری کما مر من المقدمات القطعیۃ
وفی المتواتر ضروری فما لم یتمحض علیہ تلک المقدمات مما لم تجمع
علیہ الامۃ وشذ منہ بعض الحفاظ لم یکن قطعی الصحۃ فیزول منہ حکم
القطعیۃ من عدم جواز المخالف وتکفیر الجاحد وما یشبہ ذلک لا کون
ما انتقد علیہ صحیحا یجب بہ العمل من غیر وقفۃ ونظر الی ان قال فجمیع ما
فی الکتابین یجب العمل بہ من غیر وقفۃ ونظر اذ المنتقد منہما لم ینزل
عن اعلی درجات الصحۃ وھی درجۃ ما اخرجہ الشیخان فا

كون اخراجهما في تلك الدرجة انما ذلك لما يرجع الى سلطنتهما
في الصنعة واما متنهما في الفن وتقدمهما في تمييز الصحيح على غيرهما
وعرفان العلل جليها ودقيقها فيهما اما ما في الجرح والتعديل ومعرفة
الاسباب الخفية التي لم يبلغ الى عشر عشيرها من انتقد عليهما فهذه
الصحة لما اتفقا على اخراجه مسببة كما لهما في علم الحديث من غير رجوع
الى امر غريب عن ذلك الكمال كتلقي الامة وغيره من القرائن الخارجة
من اعتبار مجرد علمهما وهذا القدر وهو الاتفاق على الاخراج يوجد
في المنتقد منهما فثبت انه في اعلى درجات الصحة وفوق ما هو
على شرطهما ولم يخرجاه فلا ريبة في وجوب العمل بالمنتقد منهما
من غير وقفة الى ما يندفع به ذلك الانتقاد بمجرد اخراجهما فكيف
اذا نظر فيما اجابوا عن ذلك بما جعلوه هباء منثورا حتى حكم
المتقنون حكما كليا على ما نقل السيوطي عن النووي في شرح البخاري
ان كل ما ضعف من احاديثهما فهو مبني على علل ليست بقادحة
وحكموا حكما كليا ان كل ما فيهما من الانقطاع والتدليس في الظاهر
فليس ذلك به في الحقيقة هذا مما عقدوا عليه الانامل مجملا وقد صنف
في تفصيل الرد والجواب عن حديث حديث اجزاء على حيازة قال
السيوطي وقد الف الرشيد العطار كتابا في الرد والجواب حديثا
حديثا وقال العراقي قد افردت كتابا لما تكلم فيه من احاديث الصحيحين
او احدهما مع الجواب عنه وقد سود شيخ الاسلام ما في البخاري
من الاحاديث المتكلم فيها في مقدمة شرحه واجاب عنها حديثا
حديثا ثم قال السيوطي ونحن ههنا يعني في التدريب بجواب شامل

لا يختص بحديث دون حديث ثم ساقه بما حاصله ذلك الاجمال
المقدم من تقدمهما في هذا الشان على اجلة المشايخ حتى على من اخذ
عنه كابن المديني وعنه اخذ البخاري ومع ذلك فكان ابن المديني
اذا بلغه عن البخاري شيء يقول ما راى مثل نفسه وكان محمد
ابن يحيى الذهلي اعلم اهل عصره بعلل حديث الزهري وقد استفاد
ذلك من الشيخين جميعا وقال مسلم عرضت كتابي على ابي زرعة الرازي
فما اشار ان له علة تركتها قال اي السيوطي فاذا عرف ذلك وتقرر
انهما لا يخرجان من الحديث الا ما لا علة له او له علة غير مؤثرة عندهما
فبتقدير توجيه كلام من انتقد عليهما يكون قوله معارضا لتصحيحهما
ولا ريب في تقديمهما في ذلك على غيرهما فتندفع الاعتراض من حيث
الجملة وقوله يعني السيوطي فبتقدير توجيه الخ اشارة الى ما هو الواقع في
الاكثر من عدم توجيه كلامهم وسوء فهمهم وطعنهم عليهما بما هما بريان
عنه ومن تصفح كلام الناقدين ثم سرد السيوطي امثلة مفصلة من ذلك
يجب عليك الرجوع اليها فما اعظم افتضاح من يطعن من اهل زماننا الآن
الانتقاد في حديثهما يوجب التوقف في العمل فانه مفصح من عدم رجوعه
الى اصول هذا الفن الشريف انتهى كلامه ترجمه کہا صاحب دراسات نے یہہ
ایک بڑی مطلب کی بات ہے جانی جاوے کہ جو حدیثیں یہہ کہی گئی ہیں شیخین کی وہ مستثنی یعنی نکالی
گئی ہیں اوس قسم سے جو قطعا و یقینا صحیح ہے جیسا کہ بیان کیا ہے مصنف شرح نخبہ اور نیز شیخ
ابن صلاح نے کہا امام سیوطی نے کہ شیخ ابن صلاح نے حکم سے قطعی الصحۃ کی نکال لیا ہے وہ حدیثوں
کو جنمیں لوگوں نے کلام کیا ہے چنانچہ کہا ہے کہ سوا ے تہوڑے سے حرفوں کی جنپر دارقطنی وغیرہ
پرکہنے والوں نے کلام کیا ہے وجہ نکالنے کی یہہ ہے کہ شیخین کے تمام وہ ہیں متواتر کی طرح

قطعی الصحۃ مین فرق اومین اور انمین یہی ہی کہ انکا قطعی ہونا دلیل سی ثابت ہے جیسا کہ مقدمات قطعیہ اوس دلیل کے گزر چکی ہین اور متواتر کا قطعی ہونا براہتہ بلا دلیل ثابت ہی پس جو حدیث جسپر وہ مقدمات قایم نہون مثلا اتفاق امت ہی نہ پایا جاوی بلکہ بعضی حفاظ حدیث اسکی صحت سے انکار کرین تو وہ قطعی الصحۃ نہوگی اور حکم قطعیت کا جیسی جہوٹا نہونا اوس شخص کا جو اونکی صحیح ہونے پر قسم کہا لے اور کافر ہوجانا اوس شخص کا جو اونکی حدیث سی انکار کری یہہ سب احکام قطعی الصحۃ کی اوس حدیث غیر متفق علیہ سی اوٹہہ جاوینگی اور یہہ نہین کہ اوسکا صحیح ہونا اور بلا توقف و بلا تامل واجب العمل ہونا جاتا رہیگا یہانتک کہ ارشاد کیا کہ تمام حدیثین جو ان کتابونمین ہین یعنے خواہ پر کہی ہوئے ہین خواہ اتفاقی سب واجب العمل ہین بلا توقف و بلا تامل اسلئی کہ جو پرکہی ہوئے ہین وہ درجہ اعلی صحت سی یعنی روایت شیخین سی تو پست نہین ہوگئین کیونکہ اوس درجہ مین ہونا اونکا بنظر بادشاہی شیخین کے ہی صنعت حدیث مین اور اونکی امامت کے اس فن مین اور بنظر اونکی مقدم ہونیکی اور نیز اونکی پہچان کی حدیث کی بڑی چہپی علتون کو کیونکہ وہ دونون امام ہین فن جرح و تعدیل مین اور پہچان مین علتون احادیث کی انکی پہچان کی مقابل پہچان اون شخصونکی جو اونپر اعتراض کرتی ہین دسوین حصہ کے دسوین حصہ کو نہین پہونچتی پس یہہ صحیح ہونا اونکی اتفاقی حدیثون کا محض بسبب اونکی کمال کے ہے فن حدیث مین بلا لحاظ کسی اجنبی سبب کے جیسے قبول کر لینا امت کا اونکی احادیث کو اور سوا اسکی اور وہ اسباب جو علاوہ اونکے علم و کمال کی ہین سو یہہ بات یعنی روایت کرنا شیخین کا بالاتفاق اون پرکہی ہوئے احادیث مین پایا جاتا ہی پس ثابت ہوا کہ وہ حدیثین اعلی درجہ صحت مین ہین اور بلند تر ہین اون احادیث سے جو شیخین کے شرط پر ہین لیکن شیخین نے اونکو روایت نہین کیا اور کچہہ شک نرہا واجب العمل ہونے مین اون پرکہی ہوئی احادیث کی فقط مقتضای روایت کرنی شیخین کے اون احادیث کو بلا تردد و انتظار اون جوابونکی جنسی اعتراضات اون پرکہنی والون کی اوٹہہ جاوین پس کیا حال ہو جبکہ ہم نظر کرین طرف جوابات کی اعتراضونکی جو علمای قلمبند کئی ہین اور اون اعتراضون کو اوڑتی خاک بنا دیا ہے

یہانتک کہ حکم عام لگا دیا ہی ان مضبوطون لی چنانچہ نقل کیا ہی سیوطی نی امام نووی سی
شرح بخاری مین کہ شیخین کے جس حدیث کا ضعف کسینی بیان کیا ہے تو نہا اوسکی ایسی ہی علت
پر ہے کہ وہ صحت کی خلاف نہین اور نیز عام حکم لگا دیا ہی کہ جہان کہین صحیحین مین بسبب ظاہر
انقطاع سند یا تدلیس معلوم ہوتی ہے وہ حقیقت مین تدلیس و انقطاع نہین ہے یہ مجمل تسلیم و تعرض
اونکی اور تفصیل وار ہر ہر حدیث کی جواب ہی کئی علیحدہ علیحدہ جزونمین تصنیف کئی گئی ہین کہا
امام سیوطی نے کہ مینیبک تصنیف کی ہی ایک کتاب بشید عطا ان ایک ایک حدیث کی وجواب مین
اور کہا امام عراقی نی کہ مینی بہی ایک کتاب مستقل مین وہ اعتراضات جو دونون کی یا ایک کی
حدیث پر کئی گئی ہین مع اونکی جوابات کی قلمبند کئی ہین اور شیخ الاسلام نے بہی مقدمہ شرح
بخاری مین احادیث محل کلام اور اونکی جوابات کو ایک ایک کرکی لکہا ہی پہر کہا سیوطی نے کہ
ہم یہان نیز یعنی کتاب تدریب الراوی مین ایک ایسا مجمل جواب دیتی ہین جو ہر ایک حدیث کا
جواب ہو سکی اور کسی ایک سی خصوصیت نرکہی پہر اوسکو بیان کیا جسکا خلاصہ ہی مجمل بات ہے
جو گذری یعنی مقدم ہونا شیخین کا اس فن مین بڑی بڑی مشایخ سی یہانتک کہ اپنی استاذ
سے جیسی امام ابن المدینی کہ بخاری اونکا شاگرد ہی باوجود اسکی پہر جب ابن المدینی کو بخاری
کی کوئی بات پہونچتی تو فرماتی کہ بخاری نے اپنے جیسا کوئی نہین دیکہا اور محمد بن یحیی ذہلی اپنے زمانہ
کی بڑی جاننی والی تہی کہ زہری کی حدیث کو معلول کر دیا کرتی سو یہہ سب شیخین سے سیکہے تہی اور
کہا مسلم نی کہ مینی اپنی کتاب کو ابو زرعہ رازی کی سامنی پیش کیا پس اونہون نے کہین اشارہ
نکیا کہ اسمین فلان علت ہی جسکا مینی لحاظ نکیا ہو کہا سیوطی نے جب معلوم ہوا یہہ امر اور ثابت
ہوا کہ شیخین اوسی حدیث کو روایت کرتی ہین جو علت سے خالی ہے یا وہ حدیث جسمین علت ہے
تو اونکی نزدیک موثر نہین ہے تو درصورت بن پڑنی اعتراضونکی جو پیرکہنی والون نے کئی ہین فنی
اعتراض اور شیخین کی تصحیح مین مقابلہ ٹہیریگا سو اوس مقابلہ مین شیخین ہی مقدم ہونگی پس
دفع ہو گئی سب اعتراضات مجمل جواب سے یہہ جو کہا ہی امام سیوطی نے کہ درصورت بن پڑنی

اونکی اعتراضون کی مقابلہ ہوگا سو یہہ اشارہ ہی طرف اس بات کی کہ اکثر اونکی اعتراض
بن نہین پڑتے اور وہ محض بدظنی و کسوء فہمی سی ناشی ہین یا وراونسی شیخین بری ہین بہہ بیان
کیا سیوطی نے مثالین اسکے تفصیل وار دیکھنی قابل ہین پس کتنی بڑی فضیحت ہے اون لوگونکی
واسطے جو ہمارے ہمعصر ہین اور وہ گمان کرتی ہین کہ بہت سی حدیثین شیخین کے واجب العمل
نہین ہین اونکی عمل سے توقف لازم ہوگیا ہی اس بات سی اونکی صاف واضح ہی کہ اونکو فن
حدیث شریف کی طرف رجوع نصیب نہین ہوا تمام ہوا کلام اونکا اور بعضی جوابات جواب احادیث
منتقدہ کی بجواب طعن مخاطب کے شانمین صحیحین کے ذکر کیے جاوینگی انشاء اللہ تعالی اس مقام مین
یہہ بات محقق ہوگئی کہ احادیث منتقدہ منجملہ احادیث بخاری و مسلم کی جو کلام مین ابن الصلاح کے
بلفظ سوی احرف یسیرۃ اور کلام مین حافظ ابن حجر کی بلفظ الا ان ہذا المختص بما لم ینقد مستثنی
ہین وہ حکم قطعیت سے مستثنی ہین نہ حکم صحیت و ارجحیت سی اور ثابت ہوا کہ منجملہ احادیث بخاری
و مسلم کی بالاجماع اصح اور ارجح ہین اور ونکی احادیث سی پس قایل ترجیح ہدایہ کا احادیث بخاری
یا مسلم پر بنظر قسم اول کے بالاجماع مبتدع اور خارق اجماع ہوگا اور اگر ہم علی التنزل احادیث منتقدہ
کو حکم صحیت و ارجحیت سی مستثنی سمجھین تو بہی قایل ترجیح ہدایہ کا مطلق احادیث بخاری پر مبتدع ہے
کیونکہ اطلاق اسکا مقتضی ہے کہ ہدایہ کو احادیث غیر منتقدہ مسلمہ اجماعیہ پر بہی ترجیح ہی اور یہہ امر
بلا نزاع اہل تسلیم و تنقید کی باطل اور خلاف اجماع ہے بہر حال مبتدع ہونا اوس شخص کا ہر طرح
سے ثابت ہی ثبوت دعوی دوم محتاج دلیل و بیان نہین اسلئی کہ آجتک نہ کوئی محقق
نہ غیر محقق نہ کوئی محدث نہ فقیہ کوئی قایل نہین ہوا کہ احادیث ضعیفہ مرجح اور
مقدم ہین احادیث صحیحہ اجماعیہ پر بلکہ فی نفسہ احتجاج مین ساتھہ حدیث ضعیف کی کلام ہے
محدثین کہتی ہین کہ فضایل اعمال مین حدیث ضعیف سی احتجاج درست ہے نہ احکام حلال و حرام
مین چنانچہ رسالہ اصول حدیث سید جمال الدین محدث وغیرہ کتب اصول حدیث مین مشرح
ہے اور بعضی فقہا کہتی ہین کہ اگر حدیث ضعیف کئی طرق سے مروی ہو تو تعدد

طرق اوسکا جبر نقصان کردیتا ہی اور وہ حسن لغیرہ ہوکر لایق احتجاج کی احکام مین
ہوجاتی ہے اور بعضی کہتی ہین کہ اگر ضعف اوس حدیث کا بسبب قصور ہونی راوی کی
یا قلیل الحفظ ہونیکی یا تدلیس کرنیکی ہو تو وہ حدیث ضعیف تعدد طرق سی جبر قبول
کرکی ملحق بحسن ہوسکتی ہے اور احتجاج ساتہہ اوسکی درست ہوجاتا ہی اور اگر ضعف اوسکا
بسبب اتہام راوی کی یا کذب اوسکی یا خطاء فاحش کی ہو تو وہ حدیث تعدد طرق سی
کسیطرح درجہ قبول ورا احتجاج کو نہین پہونچتی یہہ اقوال علما کی اصول حدیث مین مسطور ہین بخوف
طوالت نقل عبارات مناسب نجانا حاصل یہہ ہے کہ نفس احتجاج مین ساتہہ حدیث ضعیف
کی یہہ اختلاف ہی مقدم اور مرجح ہونا اوسکا حدیث صحیح اتفاقی سی بجز نا واقف یا مبتدع
کی کسکی وہم وخیال مین آسکتا ہی پس قایل ترجیح ہدایہ کا بنظر قسم دوم یعنی بنظر اون
مسایل ہدایہ کی جو احادیث ضعیفہ سی مدلل ہین احادیث بخاری یا مسلم پر بڑا بہاری
مبتدع اور مخالف امت اسلامیہ کا اور فاسق بلا شبہہ وتردد ہوگا ثبوت دعوی سوم
یعنی مشرک ہونا اوس شخص کا جو ہدایہ کو بنظر اون مسایل کے جو دلایل عقلیہ اور رای
پر مبنی ہین حدیث بخاری یا مسلم پر ترجیح دی بہت ہی ظاہر ہے قال القسطلانی
فی المواهب اللدنية ورأس الادب معه صلی الله عليه وسلم كمال
التسليم له والانقياد لامره وتلقي خبره بالقبول والتصديق دون ان يحمله
معارضة خيال باطل يسميه معقولا او يسميه شبهة او شكا فيقدم
عليه اراء الرجال وزبالات اذهانهم فيوحده بالتسليم والتحكيم والانقياد
والاذعان كما يوحد المرسل بالعبادة والخضوع والذل والانابة
والتوكل فهما توحيدان لا نجاة للعبد من عذاب الله تعالى الا بهما
توحيد المرسل وتوحيد متابعة الرسول صلى الله عليه وسلم فلا يحاكم
الرسول الى غيره ولا يرضى بحكم غيره انتهى ملخصا من المدارج هذا

آخر کلام القسطلانی ترجمہ کہا علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں کہ سر ادب کا ساتھ
آنحضرت صلعم کے یہہ ہے کہ اونکے حکم کو پورا پورا مانا جاوے اور اونکے ارشاد کی تابعداری کیجاوے اور اونکی
حدیث کو سچا جانکر قبول کیا جاوے بدون اسکے کہ معارض ٹھیراوین اوسکو ایک خیال باطل کے
جسکا نام رکھین دلیل عقلی یا شبہ یا شک اور مقدم کرین اوسپر لوگون کی رای وقیاس کو اور اونکی
ذہنون کی تراشی ہوئی فضول باتون کو یعنی اس واہیات سے مجرد ہوکر آنحضرت کی تابعداری
اختیار کرین پس ایک کر مانین آنحضرت کو حاکم جاننے اور تسلیم کرنے اور فرمانبرداری ولائع پر یقین کرنے
کی باب میں جیسا کہ ایک کر جانتے ہین اوسکے بھیجنے والے یعنی حق جل وعلا کو عبادت اور عاجزی
اور ذلت اور رجوع اور توکل کے بجالانے میں پس یہہ دو توحیدین ہین جنکے سوای بندے کو اللہ
کی عذاب سے چھٹکارا نہین ایک توحید رسول کے بھیجنے والے کی یعنی عبادت وغیرہ مین دوسری توحید
رسول مقبول کی یعنی تابعداری مین پس لیجاوین کوئی مقدمہ آنحضرت کا فیصلہ کروانے کو طرف کسی اور
کی اور نہ راضی ہون کسی اور کے حکم سے بیچ مقدمہ ارشاد آنحضرت کی تمام ہوئی یہہ بات مدارج سے
مختصر ہوکر یہہ ہے آخر کلام قسطلانی کا وعن بلال بن مسعود انہ کان یقول ثلث لا ینفع
معھن عمل الشرک باللہ والکفر والرای قیل یا ابا عمرو ما الرای قال ترک کتاب
اللہ وسنۃ نبیہ وتقول بالرای رواہ الھروی ترجمہ روایت ہے بلال ابن مسعود سے
وہ کہا کرتے کہ تین چیزین ہین جنکے ہوتے کوئی عمل کام نہین آتا ایک شرک کرنا دوسرا کفر تیسرا رای
کسینے پوچھا اے ابو عمرو رای کیا چیز ہے فرمایا وہ یہہ ہے کہ قرآن وحدیث کو چھوڑکر عقل سے بات
کہو روایت کی ہے یہہ ہروی نے وقال الشیخ الاکبر محی الدین بن العربی فی الفتوحات
اذا صح الحدیث وعارضہ قول صاحب او امام فلا سبیل الی العدول عن الحدیث
ویترک قول ذلک الامام والصاحب للخبر ثم قال ولا یجوز ترک آیۃ او خبر
بقول صاحب او امام ومن یفعل ذلک فقد ضل ضلالا وخرج عن دین اللہ
انتہی ترجمہ اور کہا شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں کہ جبکہ صحیح ہو کوئی حدیث

اور اوسکی مقابل پایا جاوی قول کسی صاحب یا امام کا تو نہیں ہے راہ طرف پیرجانیکی حدیث
سی بلکہ چھوڑا جاویگا قول اوس امام اور صاحب کا اوس حدیث کی خاطر پہر کہا کہ نہیں جایز ترک
کرنا کسی آیت کا یا کسی حدیث کا کسی صاحب یا امام کی قول سی اور جو کوئی ایسا کرنی پس وہ
گمراہ ہوا اور نکل گیا خدا کی دین سی ذکرہ الشیخ محی الدین فی الفتوحات بسندہ الی الامام
ابی حنیفۃ رض انہ کان یقول ایاکم والقول فی دین اللہ تعالی بالرای وعلیکم باتباع
السنۃ فمن خرج عنہا ضل اہ وکان یقول ای ابو حنیفۃ حرام علی من لم یعرف
دلیلی ان یفتی بکلامی وکان یقول ایاکم وآراء الرجال ودخل علیہ مرۃ رجل
من اہل الکوفۃ والحدیث یقرء عندہ فقال الرجل دعونا عن ہذہ الاحادیث
فزجرہ الامام زجرا شدیدا وقال لہ لولا السنۃ ما فہم احد منا القرآن
ودخل علیہ شخص من الکوفۃ بکتاب دانیال فکاد ابو حنیفۃ یقتلہ وقال
لہ اکتاب ثم غیر القرآن والحدیث وقیل لہ مرۃ قد ترک الناس العمل بالحدیث
واقبلوا علی سماعہ فقال رضی اللہ عنہ نفس سماعہم للحدیث عمل بہ وکان یقول
لم یزل الناس فی صلاح ما دام فیہم من یطلب الحدیث فاذا طلبوا العلم بلا
حدیث فسدوا الی اخر ما نقل عنہ الامام الشعرانی فی المیزان الکبری ونقل
الزندویستی فی روضۃ العلماء عن صاحب الہدایۃ ان ابا حنیفۃ سئل اذا قلت
قولا وکتاب اللہ یخالفہ قال اترکوا قولی بکتاب اللہ فقیل اذا کان خبر الرسول
صلی اللہ علیہ وسلم یخالفہ قال اترکوا قولی بخبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فقیل
اذا کان قول الصحابۃ یخالفہ قال اترکوا قولی بقول الصحابۃ انتہی ترجمہ
اور روایت کیا ہی شیخ محی الدین نے فتوحات میں ساتھ اپنی سند کی جو امام ابو حنیفہ تک پہونچتی ہے
کہ وہ یعنی امام صاحب فرمایا کرتی کہ بچو لوگو اس بات سی کہ دین میں کوئی بات عقل سی کہو اور
لازم پکڑو اپنی اوپر پیروی حدیث کی کیونکہ جو کوئی اوس سے نکل گیا وہ گمراہ ہو گیا اور کہا

یعنی امام ابو حنیفہ کہ حرام ہی فتوی دینا میری کلام سی اوس شخص کو جو میری دلیل نجانی اور کہا
کرتے کہ بچو لوگون کی رای کی باتون سی اور آیا اونکی پاس ایک شخص کونی جبوقت اونکی
پاس حدیث پڑہی جاتی تہی پس کہنی لگا کہ چہوڑو ہمکو ان حدیثون سی پس امام نی اسکو سخت
ڈانٹا اور کہا کہ اگر حدیث نہوتی تو ہم مین سی کوئی بہی قرآن کو نہ سمجہتا اور ایکدفعہ کو نبین انکی
پاس ایک شخص دانیال کی کتاب آیا پس امام اوسکو قتل کرنے لگی اور کہا کہ کیا سوای قرآن اور حدیث
کی کوئی اور بہی بیان کتاب ہے اور ایکدفعہ کسی نے اونسے کہا کہ لوگ حدیث پر عمل کرنا چہوڑ بیٹہی ہین اور
فقط حدیثون کی سننی کی طرف متوجہ ہین امام نے فرمایا حدیث کا سننا خود عمل ہے اور کہا کرتی کہ
ہمیشہ لوگ درستی مین رہینگی جبتک انمین کوئی حدیث کا طالب رہیگا اور جب علم کو سوای حدیث کے
طلب کرنی لگینگے تو خراب ہو جاوینگی تا آخر ان اقوال تک جو امام سی میزان کبری مین شعرانی
نی نقل کئی ہین اور نقل کیا ہی امام فردوسی نی روضۃ العلما مین بروایت صاحب ہدایہ کی کہ امام
ابو حنیفہ سی کسینی پوچہا کہ جب آپ کچہہ بات کہین اور قرآن اوس سی مخالف ہو تو ہم کیا کرین
فرمایا کہ میری بات کو چہوڑ دو قرآن کی سامنی پہر پوچہا کہ اگر حدیث اوسکی خلاف ہو پہر کیا کرین
فرمایا کہ چہوڑ دو میری بات کو حدیث کی سامنی پہر پوچہا کہ اگر اقوال اصحاب اوسکی مخالف ہوان
فرمایا چہوڑ دو میری بات کو سامنی اقوال اصحاب کی **ایسا ہی** مذمت اور امتناع اس عمل کا کہ
کا معارض نص کے صدہا علما صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین سی مروی ہی اور کتب سلف و خلف مین
جیسے میزان اور منح اور لوایح انوار قدسیہ اور یواقیت اور صحیح مسلم اور جامع ترمذی اور قسطلانی
شرح بخاری اور نووی شرح مسلم اور طیبی شرح مشکوۃ اور دراسات اللبیب مین موجود ہے بخوف
اطناب کی نقل کرنا سب عبارات کا ملتوی کیا اور اصل اس باب مین یہہ آیہ کریمہ ہے اتخذوا
احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ اور ایک حدیث ترمذی کی اسپر شاہد ہی
جو بضمن عبارت تفسیر نیشاپوری اور عدی بن حاتم سی منقول ہوتی ہے قال فی التفسیر
النیشاپوری اختلفوا فی معنی اتخاذہم ایاہم اربابا بعد الاتفاق علی انہ

ليس المراد انه جعلوهم الهة فقال اكثر المفسرين المراد انهم اطاعوهم
في اوامرهم ونواهيهم ونقل عن عدي بن حاتم انه كان نصرانيا فانتهى
الى النبي صلى الله عليه وسلم وهو يقرء سورة براءة فلما وصل الى هذه الاية
قال عدي انا لسنا نعبدهم فقال اليس يحرمون ما احل الله ويحلون ما حرم
فقلت بلى فقال تلك عبادتهم قال الربيع قلت لابي العالية كيف كانت الربوبية
في بني اسرائيل فقال انهم ربما وجدوا في كتاب الله ما يخالف قول الاحبار
والرهبان فكانوا ياخذون باقوالهم وما كانوا يقبلون حكم الله تعالى قال
العلماء وانما لم يلزم تكفير الفاسق بطاعته الشيطان خلاف ما عليه الخوارج لان
الفاسق وان كان يقبل دعوة الشيطان الا انه يلعنه ويستخف به بخلاف
اولئك الاتباع المعظمين قال الامام فخر الدين الرازي رح قد شاهدت
جماعة من مقلدة الفقهاء قرات عليهم ايات كثيرة من كتاب الله في مسائل
كانت تلك الايات مخالفة لمذهبهم فيها فلم يقبلوا تلك الايات ولم
يلتفتوا اليها وكانوا ينظرون الي كالمتعجب يعني كيف يمكن العمل بظواهر تلك
الايات مع ان الرواية عن سلفنا وردت بخلافها ولو تاملت حق التامل
وجدت هذا الداء ساريا في عروق الاكثرين انتهى ما في النيشاپوري

ترجمہ کہا تفسیر نیشاپوری مین کہ اختلاف کیا ہی اہل تفسیر نے معنی مین ٹہیرانے یہود و نصاری
کی اپنی مولویون اور درویشون کو معبود بعد اتفاق کی اس بات پر کہ حقیقت مین ان درویشون
کی پرستش تو نہین کیا کرتی تہی پھر کیا مراد ہی ان معبود ٹہیرانے سی تو کہا اکثر مفسرین نی کہ مراد
یہہ ہے کہ وہ تابعداری کرتی درویشون کی امر و نہی مین چنانچہ روایت ہی عدی بن حاتم
سی کہ وہ نصرانی تہی پس پہونچی پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جس حالت مین کہ آپ سورۂ
براءۃ پڑہ رہی تہی جب اس آیت تک پہونچی تو عدی بن حاتم بولی کہ ہم عبادت تو نہین کرتی

اپنی مولویون اور درویشون کی یعنی یہہ کیا وجہ کہ اللہ تعالی ہماری طرف اس بات کو منسوب کرتا
ہی آنحضرت نی فرمایا کہ کیا تم حرام نہین سمجھتی اوس چیز کو جو اللہ نی حلال کر دی ہی اور حلال
نہین جانتی اوس چیز کو جو اللہ نے حرام کر دی ہی عرض کیا کہ یہہ بات تو بیشک ہی فرمایا آنحضرت نے
کہ یہی عبادت ہے ان مولویون اور درویشون کی یعنی جیسی اللہ تعالی تمہاری نام لگاتا ہی ہاں آدمی
کہتا ہی کہ مینی ابو العالیہ سی پوچھا کہ بنی اسرائیل مین خدا بنا لینا کیونکر مروج تہا اونہون نی کہا
کہ وہ جو کبہی اللہ کی کتاب مین کوئی بات مخالف قول اپنے دانشمندون کی اور درویشون کی پاتی
تو انہین کا قول مانتی اللہ کی کتاب کا حکم نہ قبول کرتی علمانی کہا ہی کہ اگر مخالف حکم خدا کی کسی کا
کہنا ماننا اوسکا معبود ٹہیرالینا ہی تو پہر فاسق کو با وجودیکہ وہ خلاف حکم خدا کی شیطان کے
تابعداری کرتا ہی کیون نہین کافر کہتی جیسا کہ خارجی لوگ فاسق کو کافر کہتی ہین پر خلاف اسکی
سو وجہ اسکی یہہ ہے کہ فاسق اگرچہ موافق کہنی شیطان کی عمل کرتا ہی لیکن اوسکو حاکم نہین جانتا
اسواسطی اوسی لعنت کرتا ہی اور ذلیل جانتا ہی یعنی غفلت سی موافق مرضی شیطان کی اس سے
عمل بیہودہ ہوتے ہین نہ یہہ کہ یہہ اوسکو اپنا حاکم معظم جانکر اوسکی اطاعت کرتا ہی اور یہہ عذر ان
لوگون کی حق مین کارگر نہین جو اپنی مولویون اور درویشون کی عظمت اور صدق سی خلاف
حکم خدا کی تابعداری کرتی ہین کہا امام فخر الدین رازی نی تفسیر کبیر مین کہ مینی دیکہا کئی ایک
مقلد فقیہون کو پڑہین مینی اونپر آیتین قرآن کی درباب کئی مسایل کی جو مخالف تہین وہ
آیتین اون مسایل مین اونکی مذہب سے پس نمانی اونہون نے وہ آیتین اور رخ نکیا اونکی طرف
اور حیران سی ہو کر میری طرف دیکہنی لگے کہ کیونکر عمل ہو سکے ان آیات پر جس حالت مین کہ
ہماری بزرگون سی انکی خلاف روایتین آچکی ہین اور اگر تو اسی مخاطب تامل کرے ٹہیک
ٹہیک تو پا دی تو اس مرض کو کہسا ہوا بہتیرے لوگون مین تمام ہوئی وہ عبارت
جو نیشاپوری مین ہے اور ایسا ہی تفسیر کیا ہی اس آیہ کو تفسیر کبیر اور تفسیر مظہری اور
تفسیر عزیزی اور حجۃ اللہ البالغہ اور عقد الجید وغیرہ مین پس ثابت ہوا کہ ترجیح دینی والا

ہدایہ کا نیظر اون مسایل کی جنکا کوئی اصل شرعی نہین اور مجرد رای اور عقلی دلیلون سہی ثابت
ہین احادیث بخاری یا مسلم پر شرف ہے اور مخالف اجماع تمام ایمہ دین کا تمام ہوا جواب
مخالف کی اوس قول کا جسمین زید کو بدعتی کہنے پر پیچ و تاب کہاتا تہا اب دیکہا زید کس درجہ
کو پہونچا ہے **قولہ الثالث** اول انکہ صاحب ہدایہ تقلید ابوحنیفہ جس مسئلہ کو قبول کیا ہو بخاری
سے رد کرین تو گویا رد کرنا ابوحنیفہ کا ہوتا ہی یہہ مردود نا محمود چونکہ مجتہد مستقل و امام مکمل کے قول
اجتہادیہ کو رد کرین بخاری ہو خواہ وغیرہ چنانچہ عبد الحق محدث شرح سفر السعادت مین لکہا ہی کہ اعتماد
بر تصحیح و تنقید ایمہ مجتہدین ست و اکابر سلف چون ما ایشان حدیثی را تلقی بقبول کردہ و عمل بدان
نمودہ انکار و اعتراض بر ایشان بتقلید محدثین کہ مشہور اند جایز نباشد و التزام ایشان بحکم این
جماعت نحکم الخ وکذا قال شاہ ولی اللہ قطع نظر ازین اگرچہ حدیثی معمول بہ امام اعظم باشد
و در صحاح و غیرہ آثر الضعف منسوب وہ باشند تضعیف ایشان نسبت امام اعظم رح قابل بحث است
الخ الغرض بہر حال مقدم افضلیت است کہ نمیرسد متاخر بگوید در حق وی عبارت ہذا برسالہ
دلایل قوی ترک قراۃ للمقتدی انتہی قول المخاطب **جوابہ** اقول عائذا باللہ من الکاذبین
السارقین المحرفین الکلم عن مواضعہ غیر خائفین عن یوم الدین اس
کلام مین مخاطب نے عجیب دہوکا اور سرقہ اور کذب اور خیانت کی ہی کمال توجہ سی بقصد
انصاف اگر کوئی جواب اسکا سنی تو اسی سہی بی انصاف و متعصب نامخاطب کا اسیر صحیح
ہوجاوی **بیان دہوکہ اور سرقہ کا** یہہ ہے کہ مخاطب نے دعوی یہہ کیا کہ رد کرنا
قول اجتہادی ابوحنیفہ کا بخاری سے مردود ہے نا محمود اور دلیل مین وہ عبارتین لایا جنمین ترجیح
مسایل اجتہادیہ ابوحنیفہ کا حدیث بخاری پر ذکر بہی نہین اسنی چالاکی و دہوکہ سی ما قبل
اور ما بعد اون عبارتون کا سرقہ کر کی اپنی دعوی کی دلیلین گہڑ لائی ہین سو پہلی رد دعوی اسکی
کا کرتا ہون پہر اوسکی دلیل کا بی ربط ہونا اور دلیل کی دعوی سی اجنبی ہونا اور بعض عبارات
کا مسروق ہونا بیان کیا جاویگا **رد دعوی** یہہ کہ رد کرنا قول اجتہادی ابوحنیفہ کا

بلکہ اوسکی استاذ حماد اور استاذ الاستاذ ابراہیم کا بلکہ باقی ائمہ اجتہاد کا جو حدیث کی مخالف
ہو حدیث نبوی سی جو بخاری مین مروی ہو یا کسی اور کتاب حدیث مین صحت کو پہونچی ہو
واجب وفرض ہے اور مخالف اسکا مردود اور مخالف ہی اجماع کا اور مصداق ہی من شذ شذ
فی النار کا اور ثبوت اس امر کا بضمن اثبات دعوی ثالث رد قول ثانی مین مخاطب کے گذرا پس ایسے
امر اجماعی اتفاقی کو مردود و نامحمود کہنا خود مردود ہونا ہی **بیان بی ربطی ہونے دلیل
مخاطب کا اور اظہار اوسکی سرقہ اور دہوکہ کا یہہ ہی** کہ دعوی اوسکا یہہ تہا کہ ابو
حنیفہ کی قول فرعی اجتہادی کو بخاری سی ترجیح دینا مردود ہی سو یہہ دعوی عبارات شرح عبد الحق
اور رسالہ دلیل قوی سی ثابت نہین ہوتا کیونکہ انمین ذکر انکی قول فرعی اجتہادی ابو حنیفہ کا ذکر نہین
بلکہ ذکر انکی تصحیح ابو حنیفہ کا بعض احادیث کو ذکر ہی باین طور کہ جس حدیث کو ابو حنیفہ صحیح کہدین
اور قبول کر لین اوس حدیث کو بتقلید محدثین مشہور کی رد نکرنا چاہیئی اور ضعیف نکہنا چاہیئی عبارت
رسالہ دلیل قوی تو اس مطلب پر صریح ناطق ہی لیکن عبارت شرح عبد الحق کی کچھہ تفصیل چاہتی
ہی جسکو مخاطب نی بطور سرقہ چھوڑ دیا ہی سو کچھہ بیان اسکا ہم کرتی ہین واضح ہو کہ شیخ نی شرح
سفر مین ایک تنبیہ منعقد کر کی ابن الہمام سی نقل کیا ہی کہ محدثین جو بخاری و مسلم کو اور مصنفات
کتب حدیث پر ترجیح دیتی ہین یہہ تحکم بلا دلیل ہے اور یہہ بات مقلد کی واسطی لایق تسلیم ہی
نہ مجتہد کی واسطی بلکہ مجتہد کو پہونچتا ہی کہ صحت و سقم حدیث کا اپنی اجتہاد سی دریافت کری پس
ہو سکیگا کہ بعضی حدیثین مجتہد کی نزدیک بخاری و مسلم کی برابر ہوں یا بڑہ جاوین یہہ مختصر
ترجمہ کلام ابن الہمام کا نقل کیا گیا تفصیل اسکی شرح شیخ مین دیکہنی چاہیئی اس کلام ابن الہمام
کی ختم پر عبد الحق نے کہا ہی و حاصل این سخن آنست کہ اعتماد بر تصحیح و تنقید مجتہدین و اکابر سلف است
تا آخر اوس عبارت تک جو مخاطب نے نقل کے ہی پس بنظر انصاف دیکہو کہ ان عبارتون مین
ترجیح مسئلہ فرعیہ اجتہادیہ ابو حنیفہ کی حدیث بخاری پر کہان فرمائی ہے انمین تو اتنا ہی ذکر
ہے کہ جس حدیث کو امام مجتہد ابو حنیفہ وغیرہ صحیح کہدین اونکو بتقلید محدثین ضعیف نکہنا چاہیے

سو ظاہر ہی کہ اونکی حدیث صحیح کو رد کرنی سی رد کرنا اونکی قول اجتہادی فرعی کا جو مخالف
ہو صریح احادیث صحیحہ کی کہاں لازم آتا ہی باقی رہا کلام اسمین کہ بقطع نظر بے ربط ہونے اور اجنبی
ہونی ان عبارات کی مدعای مخاطب سی یہہ عبارات فی نفسہا ہی صحیح ہین یا نہین سو اسکو یہی
سنا چاہیی کہ کلام ابن الہمام اور اوسکی مقلد عبد الحق کا مخالف ہے اجماع امت کی کیونکہ زمانہ تدوین
کتب صحاح حدیث سی ۸۰۸ آٹھ سو آٹھ تک علما کا اسپر اتفاق رہا کہ بخاری و مسلم کی حدیث
مقدم و راجح ہی حدیث غیر اونکی سی چنانچہ یہہ اجماع امت کا بضمن ثبوت دعوی اول کی رد مین
قول ثانی مخاطب کے بیسون علما سی نقل کیا گیا جب ابن الہمام ۸۰۸ آٹھ سو آٹھ مین پیدا ہوا
اور اوسکو ترسیم مذہب حنفی کی مدنظر ہوئی تو سب کتابون مین سی حنفیہ کی لایق توجہ اور ترسیم کی کتاب
ہدایہ پائی کیونکہ لوگون مین بڑی معتبر مشہور تہی و حقیقت مین ضعیف مسایل اور واہیات ضعیفہ
حدیثون سی بہری تہی اور صحیح حدیثون بخاری و مسلم کی مخالف تہی پس اسکو کوئی سبیل نظر نہ آئی
جس سی اسکی ترسیم ہو اور اسکی حدیثین جو شیخین کی سوای اورون کی روایتین ہین قوی ہون اور
بخاری و مسلم کی برابر ہون لہذا اوسنی یہہ تدبیر نکالی کہ اس قاعدہ اجماعی کو کہ احادیث بخاری و مسلم
احادیث غیر سی ارجح اور اصح ہین توڑنا چاہیی تا کہ احادیث ہدایہ پر بخاری و مسلم کو ترجیح نرہی اور
یہہ وہ برابر ہوجاوین چنانچہ عبد الحق ناقل کلام ابن الہمام اور مقلد اوسکا صاف اس بات کا اقرار
ہی اور یہہ اقرار اوسکا بعد اوس عبارت کی جو مخاطب نے نقل کی ہی ہو جو دہی مخاطب اسکو مضر مطلب
سمجہ کر سرقہ کر گیا ہی وہ یہہ ہے جو بعد نقل کرنی کلام سابق ابن الہمام کی بضمن تنبیہ بولا ہی
وحاصل این سخن آنست کہ اعتماد بر تصحیح و تضعیف ائمہ مجتہدین و اکابر سلف ست و چون ایشان
حدیثی را تلقی بقبول کردہ عمل بران نمودہ اند انکار و اعتراض بر ایشان بتقلید علمای محدثین کہ
مشہور اند جایز نباشد و الزام ایشان بحکم اجماع تحکم و مکابرہ ست و این کلام در مقام معارضہ
و مصادمہ فقہاست با محدثین قرار داد محدثین ہمان ست کہ اولا مذکور شدہ و لیکن فقہا را درین
مجال مقال وسیع ست باین وجہ کہ مذکور شد و این سخن نافع و مفید ست در غرض ما شرح این کتاب

کا اتباع و تائید مذہب ائمہ مجتہدین خصوصا مذہب حنفی ہست و غرض شیخ ابن الہمام نیز
ہمین ہست واللہ اعلم وہو الملہم للصواب انتہی کلام عبد الحق و یکھو یہہ کیسا صریح اقرار ہی اونکا
اس بات پر کہ قرار داد تمام محدثین کا تو یہی تہا کہ بخاری و مسلم کی حدیثین صحیح تر اور راجح ہین
احادیث غیر سی لیکن شیخ ابن الہمام نی واسطی تائید مذہب حنفی کی اسکا خلاف کیا ہی قال
الشیخ العلامۃ الحبر الفہامۃ فی الدراسات یرید یعنی ابن الہمام بہذا الکلام
الانقداح فیما تمالات علیہ کلمۃ المحدثین سلفا وخلفا المتقدمین والمتاخرین
الا الشیخ المذکور ومن تبعہ من تلامذتہ وبعض الحنفیۃ المتاخرین من الترتیب
بین صحاح الاحادیث وانہا سبعۃ اقسام اعلاہا ما اتفق البخاری ومسلم
ثم ما انفرد بہ البخاری ثم ما انفرد بہ مسلم الی ان قال وغرضہ من ذلک کما
قال الشیخ الدہلوی فی مقدمۃ شرح سفر السعادۃ بعد ما سامحہ
ورضی بما ارتضاہ تائید مصادمۃ الفقہاء الحنفیۃ بالمحدثین ومعارضتہم
ایاہم قال الشیخ الدہلوی وفتح مجال مقال الفقہاء فیما قررہ المحدثون واسح
وقال ای عبد الحق مشیرا الی کلام ابن الہمام السابق وہذا نافع مفید
فی غرضنا من شرح ہذا الکتاب یعنی السفر وہو تائید المذہب الحنفی
وہذا صریح فی اقرارہم بان تائید مذہب الحنفیۃ انما یاتی بصیرورۃ
الصحیحین کغیرہما من الصحاح بابطال الخصوصیۃ منہما صحۃ وتقویۃ
وان لہما ولذا الانقداح المذکور فی الترتیب المتقدم انما لکون ہذا المذہب
فی الاغلب علی خلاف ما فی الصحیحین ہذا ما حاولوا وارادوا ولکن اللہ
سبحانہ وتعالی ما شاء کان وما لم یشأ لم یکن انتہی ترجمہ اور کہا شیخ علامہ
دانشمند بڑی فہمیدہ نے دراسات مین کہ ارادہ کرتا ہی ابن الہمام ساتھہ اوس کلام کی تو ڑنے
اور خلل ڈالنی کا اوس بات مین جسپر متفق ہین تمام محدث اگلے اور پچھلے بجز شیخ ابن الہمام

اور اوسکی بعض شاگردون کی اور بعضی متاخرین حنفیہ کی وہ کیا بات ہے ترتیب صحیح
حدیثون کی اور یہہ کہ وہ سات قسم مین سب سے بلند درجہ وہ ہے جسپر بخاری و مسلم کا اتفاق ہو
اوس سے نیچے اوس گروہ جو اکیلی بخاری کی روایت ہو اوس سے اوتر گروہ جو اکیلی مسلم کی روایت
ہو یہانتک کہ کہا صاحب دراسات نی کہ غرض ابن الہمام کی اس خلل ڈالنی سے تائید ہی مقابلہ
فقہا کی ساتہہ محدثین کی چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی نی اوس غرض کو اوسکی بیان کیا ہی
اور اوسکی مرضی پر راضی ہوکر اور اوسکی چال اختیار کرکے کہا ہی کہ مجال گفتگو فقہا کی اور
امر قرار داد محدثین مین فراخ ہی اور عبد الحق نے ابن الہمام کی اس کلام کی طرف اشارہ
کرکی کہا ہی کہ یہہ بات نفع دینے والی اور مفید ہے ہماری مطلب کو جو شرح کرنے سے
اس کتاب سفر السعادۃ کی مقصود ہے وہ کیا ہی تائید حنفی مذہب کی سو دیکہہ لو کہ یہہ صاف
اقرار ہے ہوسکا اس بات مین کہ تائید حنفی مذہب کی تب ہی ہوسکتی ہے جبکہ صحیحین اور
دوسری کتابین برابر ہوجاوین اور صحیحین کی خصوصیت صحت اور وثوق کی باطل
ہوجاوی اور نیز اقرار ہی اونکا اس باب مین کہ اونہون نی اس ترتیب کتب صحاح
کو اسیواسطی توڑنا چاہا ہی کہ مذہب اونکا غالبا خلاف احادیث صحیحین کے تہا یعنی
اسلئی اونہون نی صحیحین کی خصوصیت کو اوڑا کر سب کے برابرنی کا دعوی کیا ہے
انہون نے تو یہہ چاہا لیکن اللہ نی جو چاہا سو ہوا جو نہ چاہا نہ ہوا یعنی صحیحین کا
بلند درجہ ہونا چاہا تہا سو ہو گیا اور اونکی دل کی دل ہی مین رہگئی اور صاحب تنبیہ الوسنان
بہی اس حمایت کی طرف شیر ہین چنانچہ سابقا اونسی منقول ہوچکا کہ الامام حجۃ
الحنفیۃ مولانا المحقق کمال الدین ابن الہمام علیہ التحیۃ والاکرام فانہ
شکر اللہ مساعیہ قد بالغ فی حمایۃ مذہب الامام الاعظم ابی حنیفۃ
الکوفی بتائیدہ بالاحادیث الثابتۃ فی الصحاح والسنن والمسانید
والمعاجم ولم یتیسر لہ عند تخریج احادیث الہدایۃ فی اکثر المواضع الظفر

بِلَفظِ الحَدِیثِ الَّذِی ذَکَرَہٗ صَاحِبُ الھِدَایَۃِ وَلَم یَظفَر فِی بَعضِ بِشَیءٍ مِنہ
اَصلاً اِنتَھٰی ترجمہ حنفیون کے استاد وزا امام ابن الہمام اور نیز تحیت ادرا کرام انکی سعی
کو اللہ مشکور کری کہ اونہون نے بڑی ہی کوشش کی ہی حمایت کرنی مین مذہب امام
اعظم ابو حنیفہ کوفی کی ساتہہ مدد کرنے اوسکی کی اون احادیث سی جو ثابت ہین صحاح
اور سنن اور مسانید اور معاجم مین اونہین میسر ہوئی اونکو وقت بیان کرنی سندون
احادیث ہدایہ کی بہت جگہ اطلاع اون الفاظ حدیث پر جو ہدایہ مین مذکور ہین اور بعضی
جگہ اونکو حدیث ہدایہ کا کچہہ بہی پتا نہین ملا پس جواب اسکا یہان اسقدر بس ہی کہ یہہ کلام
باقرار خود حنفیہ کی محض حمایت اور تائید کی واسطی خلاف اجماع اور قرارداد سلف صالحین کی
سنہ ۸۰۸ آٹہہ سو آٹہہ تک ایک حیلہ سازی کی راہ سی صادر ہوئی ہی لہذا مردود و نامحمود ہے
اور اگر زیادہ تفصیل اسکا مطلوب ہو تو کتاب دراسات اللبیب مین دیکھنا چاہیئی اور ابن الہمام
کلام اور اوسکی شاگرد ابن امیر حاج کی کلام لفظ بلفظ نقل کر کی اچہی دلایل سی اونکی بیخ کنی
کی ہی اور آٹہہ دلیلون کے ساتہہ ثابت کیا ہی کہ حدیث بخاری مسلم کی برابر کسیکی حدیث نہین ہوسکتی
اور قول ابن الہمام کا پوچ اور باطل ہے جب کلام ابن الہمام اور عبد الحق کی یہہ خاک اڑائی تو عبارت
دلیل قوی کی جو بیچارہ احمد علی سہارنپوری کی تصنیف ہی جو آجکل کے خام مقلدون سے ہی اور
جناب مولانا سند المحدثین مفتی و مجیب کے شاگردون سے بہی نسبت نہین رکہتا کیا اصل رکہتی ہی کہ
لایق جواب اور مستحق خطاب ہو اور یہہ کلام اوسکی اصل رسالہ مین کہ بہر حال مقدم را فضیلتی
ست کہ نمیرسد متاخر را اگر بگوید در حق وی کہ صحیح و قوی آمیز ارد و ضعیف الخ مسکین الخ کمال
دلیل ہے اوسکی نادانی پر یہہ سمجہا کہ تقدم زمانی سی فضیلت علمی و بصیرت نظر حاصل نہین ہوتی
بہتیری جاہل زمانہ متقدم مین ہوتی ہین اور پہر وہ عالم متاخر سی افضل نہین گنی جاتی اور بہتیری
علما تابعین سی غیر ثقہ اور بلا تحقیق ہین کہ وہ محدثین سی افضل اور زیادہ نافذ نہین شمار کئی جاتی
اور یہہ بات محدثین پر مخفی نہین علاوہ یہہ کہ حاصل کلام احمد علی کا وہی ہے جو مفاد کلام

ابن الہمام اور عبدالحق کا ہی سو جو اوسکا جواب گزرا سو اسکا سمجہا جاوی **بیان کذب وخیانت مخاطب** آپنی شرح عبدالحق کی عبارت نقل کر کی پیچہی اوسکی کہا ہی کذا قال شاہ ولی اللہ پس مطلب اوسکا یہہ ٹہیرا کہ شاہ ولی اللہ نی بہی کہا ہی کہ محدثین کی تقلید سی مجتہدین کی تصحیح وتنقید پر طعن بیجا ہی اور یہہ بات سراسر کذب ہے نعوذ باللہ من الکاذبین جناب شاہ ولی اللہ کی کسی کتاب مین یہہ بات نہین کہی اگر حضرت مخاطب شیخ الکاذبین کو کچہہ غیرت وحیا شرم ہو تو شاہ ولی اللہ کی اوس کتاب کا نام لکہی جسمین یہہ بات لکہی ہی اور عبارت اوسکی نقل کری اور جو بعد ختم باقی عبارت کی رسالہ دلیل قوی کا حوالہ دیا ہی اس سی یہہ کذب اور خیانت اوسکی اوٹہہ نہین سکتی بلکہ اور بہی ثابت ہو تی ہے کیونکہ رسالہ دلیل القوی مین وہ عبارت اسطرح نہین جسطرح مخاطب نی نقل کی ہی اور اسمین کذا قال شاہ ولی اللہ بعد عبارت عبدالحق کی نہین ہے کہ اوسکا اشارہ کلام عبدالحق کی طرف تصور کیا جاوی بلکہ اوسمین کذا قال شاہ ولی اللہ بعد عبارت عجالہ نافعہ مولانا شاہ عبدالعزیز کی جو اوسکی مطلب کہتی ہے منضم ہی اور عبارت عبدالحق کا اوسمین اسمقام مین نام ونشان بہی نہین تمام عبارت اوس رسالہ دلیل قوی کی یہہ ہے وکتب دیگر ہم سوای صحاح ستہ معتبر اند ودران بسیاری از احادیث صحیحہ واجب العمل ہستند وبعضی از ایشان در صحاح ستہ نیست مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب در عجالہ نافعہ فرمودہ اند کہ موطا گویا ام صحیحین ست وضبط رجال این کتاب مجمع علیہ ست وصحیح بخاری ہر چند در بسط وکثرت احادیث دہ چند موطا باشد لیکن طریق روایت احادیث وتمیز رجال وراہ اعتبار واستنباط از موطا آموختہ اند انتہی ملخصا وکذا قال شاہ ولی اللہ وسوای ازین مستدرک حاکم کہ انچہ از بخاری ومسلم احادیث صحیحہ ماندہ درین کتاب آوردہ بعضی بہ شرط شیخین وبعضی بغیر شرط ایشان وصحیح ابن خزیمہ وصحیح ابن حبان وغیرہا وقطع نظر ازین اگر حدیثی معمول امام اعظم باشد ودر صحاح وغیرہ آنرا بضعف منسوب کردہ باشند تضعیف ایشان بہ نسبت امام اعظم قابل حجیت نیست الی آخر ما نقلہ المخاطب بسرقتہ آخر کلامہ الذی اوردناہ سابقا تو دیکہو اسمین عبارت شیخ عبدالحق کی کہان مذکور ہے اور اشارہ کذا قال شاہ ولی اللہ کا اوسکی طرف کہان متصور ہے اس سے

ثابت ہوا کہ مخاطب کا عبدالحق کی عبارت کی بعد کذا قال شاہ ولی اللہ کہنا اور شاہ ولی اللہ کو اپنا اور عبدالحق کا ہم مذہب ٹھیرانا سراسر کذب و خیانت ہی فالی المشتکی اب ناظرین اس تحریر سی امید ہے کہ اسی خیانت اور کذب کو کافی دلیل اوسکی بی یانتی اور تعصب و بی انصافی مخاطب تبرائی کی تصور فرماوین **قولہ الرابع** اگرچہ کہ صحیح بخاری بھی حملہ آور اور اصح الاحادیث کی ہے لیکن گربہ شیر ست در گرفتن موش **جوابہ** اقول عائذا باللہ من الکفر والارتداد یہہ کلمہ مخاطب کا صریح کفر ہی اور موجب اہانت حدیث رسول اللہ صلعم کا کیونکہ اسمین احادیث بخاری کو بلی سی تشبیہ دی ہے اور اور کتب حدیث کو جنسی بخاری اصح ہی چوہی سی تشبیہ دی ہی اور مطلب اسکا یہہ ہے کہ بخاری اگرچہ مسلم وغیرہ چوہی کی مانندون کی سامنی بلی کی طرح شیر ہے لیکن ہر ایک کی سامنی جو شیر کی مانند ہی پھر بھی بلی ہی ہے سو دیکھو کہ اسمین کیسی صاف کھلی کھلی اہانت صحیح بخاری کی بلکہ تمام کتب احادیث کی پائی جاتی ہے اور اہانت حدیث اور رد کرنا اسکا استخفاف و استحقار سی بلا اختلاف کفر ہے شرح فقہ اکبر ملا علی قاری اور میزان شعرانی اور کتب فقہ حنفیہ مین یہہ مسایل بکمال تشدید ثابت ہین چنانچہ عبارت شرح فقہ اکبر کی ابتدا مین جواب قول دوم مخاطب کے گزر چکی تھیہ تو صریح اہانت ہی حدیث کی علماء حنفیہ نے اشارہ اہانت محدثین کو کفر ٹھیرایا ہی اور ارتداد قرار دیا ہی دیکھو صاحب خلاصہ کیدانی نے اشارہ بالسبابہ کی مسئلہ مین کہا تھا حرام ہی اشارہ سبابہ سی جیسی اہل حدیث کرتی ہین جسپر ملا علی قاری حنفی نے کہا کہ اس لفظ مین کہ جیسی اہل حدیث کرتی ہین اہانت محدثین کی پائی جاتی ہے اور یہی کافی ہی واسطی تکفیر کیدانی کی حیث قال فی تزئین العبارۃ لتحسین الاشارۃ وقد اغرب الکیدانی حیث قال والعاشر من المحرمات الاشارۃ بالسبابۃ کاھل الحدیث ای مثل اشارۃ جماعۃ یجمعھم العلم بحدیث الرسول علیہ السلام وھذا منہ خطاء عظیم وجرم جسیم منشائہ الجھل عن قواعد الاصول ومراتب الفروع من المنقول ولولا حسن الظن وتاویل کلامہ بسببہ لکان کفرہ صریحا

اذا بلغه صحيحا فهل للمؤمن ان يحرم ما ثبت فعله صلعم ما كاد ان يكون نقله
متواترا ويمنع ما عليه عامة العلماء كابرا عن كابر والحال ان الامام الاعظم في
الفقهاء الاقدم رح قال لا يحل لاحد ان ياخذ بقولنا ما لم يعرف ماخذه من
الكتاب والسنة واجماع الامة والقياس الجلي في المسئلة وقال الشافعي اذا صح
الحديث على خلاف قولي فاضربوا قولي على الحائط واعملوا بالحديث الظاهر
الى ان قال مع انه يكفي في موجب تكفير الكيداني اهانة المحدثين الذين
هم عمدة ائمة الدين المفهوم من قوله كاهل الحديث المفضية الى قلة الادب
المفضي بسوء الخاتمة لان من المعلوم ان اهل القرآن اهل الله واهل
الحديث اهل رسول الله وانشد في هذا المعنى **شعر** اهل الحديث هم
اهل النبي وان + لم يصحبوا نفسه انفاسه صحبوا + هذا اخر كلام علي القاري
قلت ولبعضهم ما انا سبما انشده **شعر** دين النبي محمد مختار + نعم
المطية للفتى الاثار + لا ترغبن عن الحديث واهله + فالرأي ليل والحديث
نهار + وقد سلف عن مولانا الاجل شاه ولي الله ان من تهون امر
الصحيحين فهو مبتدع متبع غير سبيل المؤمنين انتهى وقد قال الله تعالى ومن
يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى
ونصله جهنم وساءت مصيرا ترجمہ جیسا کہ کہا ملا علی قاری نے تزئین العبارہ و تحسین
الاشارہ میں کہ بیشک لکھی بات کہی کیدانی نے جیسا کہ لکھا ہے کہ دسواں حرام فعل نماز
میں اشارہ کرنا ہے ساتھ انگلی شہادت کی مثل اہل حدیث کی یعنی مثل اشارہ کرنے جماعت
علمائے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ بات کیدانی
کی بہاری خطا اور بڑا جرم ہے سبب اسکا جاہل ہونا ہے کیدانی کا اصول کی قاعدوں
سے اور روایات فرعیہ کی مراتب سے اور اگر حسن ظن ہوتا اور مقتضائے حسن ظن کی ادب

کلام مین تاویل نکیجاتی تو اوس کیدانی کا کفر صاف صاف اور مرتد ہونا ٹہیک ٹہیک
ثابت ہو چکا تہا بہلا کسی مومن کو پہونچ سکتا ہی کہ حرام کہی فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یعنی اشارہ کو جسکی نقل قریب ہے کہ متواتر ہو جاوی اور منع کری اوس فعل سی جسپر تمام علما
بڑون سی بڑونکا اتفاق چلا آتا ہی حالانکہ امام بزرگ اور سردار مقدم یعنی ابو حنیفہ رح نے
فرمایا ہے کہ حلال نہین کسیکو کہ میری قول کو قبول کری جبتک نجانلی اوسکی اصل قرآن
یا حدیث یا اجماع یا روشن قیاس سے اور کہا امام شافعی نی جبکہ صحیح حدیث ہو برخلاف قول
میری کی تو دی مارو میری قول کو دیوار پر اور عمل کرو حدیث ظاہر پر یہانتک کہ کہا ملا علی
قاری نی باوجود اس وجہ کافر کہنی کیدانی کی کافی ہے وجہ کافر کہنی اوسکی کی یہہ کہ ادب
محدثین کی جو عمدہ اماما ان دین مین سی ہین اہانت کی ہے چنانچہ وہ اہانت اوسکی اس لفظ سی کہ ترک
اہل الحدیث کی اشارہ نکرنا چاہیئے سمجہی جاتی ہے جس سی اوسکا کم ادب ہونا جو ہتک کی خاتمہ کی
طرف لیجاتا ہی نکلتا ہی یہہ ملئی کہ یقینی بات ہی کہ اہل حدیث اہل رسول اللہ صلعم کی ہین چنانچہ
اس باب مین کسینی شعر کہا ہی جسکا یہہ مضمون ہے کہ اہل حدیث آنحضرت صلعم کی اصحاب
ہین کیونکہ اگرچہ اونہون نے آنحضرت صلعم کی ذات شریف کی صحبت نہین پائی لیکن آپکے
انفاس قدسی یعنی کلمات پاک کی تو ہم صحبت ہین یہہ ہے آخر کلام ملا علی کا — مین کہتا ہون کہ
اسی شعر کی مناسب ہے جو اور کسینی یہہ مضمون شعر مین ادا کیا ہی کہ دین آنحضرت صلعم کا پسندیدہ ہے
اور واسطی آدمی کی آثار مرویہ خوب سواری ہے یعنی منزل مقصود کا وسیلہ ہی مت پہیر تو
مونہہ اپنا حدیث اور حدیث والون سے کیونکہ رای و عقل اندہیری رات ہی اور حدیث روشن
دن ہے فقط اور اس سے پہلی شاہ ولی اللہ سی منقول ہو چکا ہی کہ جو کوئی صحیحین کے شان کو ہلکا
جانی وہ بدعتی ہے مومنون کی راہ سی الگ راہ لینا والا اور اللہ تعالی فرماتا ہی جو کوئی مخالفت
کری رسول اللہ صلعم کی بعد اسکی کہ اوسکو رستہ معلوم ہو چکا اور بہی لگے اوس راہ کی جو
مومنون کی راہ نہین پہیرینگے ہم اوسکو جدہر پہرتا ہی اور داخل کرینگے ہم اوسکو دوزخ مین

اور وہ کیا بڑی بیہودی کی جگہ ہے اب حضرت مخاطب کی جناب مین بنظر الدین النصیحۃ کی حسبۃ للہ التماس ہے کہ اس کلمہ توہین حدیث سے توبہ کرین اور گنگوہی نفسانی مین ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھین وما علینا الا البلاغ **قولہ الخامس** وہم آنکہ صاحب ہدایہ خود مجتہد مطلق ہے شرعا قول مجتہد باجتہاد غیر رد نہین ہوتا اجماعا چنانچہ صفحہ ۲ ، فی الاشباہ القاعدۃ اولی الاجتہاد لا ینقض بالاجتہاد الخ **جوابہ** اقول اسکے دو جواب ہین اول یہ کہ صاحب ہدایہ کو مجتہد مطلق کہنا محض بیخردی اور بیخبری ہے کسی علمای مسلمین سے آجتک صاحب ہدایہ کو مجتہد قرار نہین دیا سبھی اوسکو مقلدین سے شمار کرتی ہین پس مجتہد کہنا مخاطب کا صاحب ہدایہ کو سوای کذب اور دہوکہ دہی یا جہل اوڑنا دقیقی کی کیا تصور کیا جاوی قال الملا علی القاری فی سم القوارض فی رد الروافض قال کمال باشا ان الفقہاء سبع طبقات الاولی طبقۃ المجتہدین فی الشرع کالائمۃ الاربعۃ والثانیۃ طبقۃ المجتہدین فی المذہب کابی یوسف ومحمد وسائر اصحاب ابی حنیفۃ والثالثۃ طبقۃ المجتہدین فی المسائل التی لا روایۃ فیہا عن صاحب المذہب کالخصاف وابی جعفر الطحاوی وابی الحسن الکرخی وشمس الائمۃ الحلوائی وشمس الائمۃ السرخسی وفخر الاسلام البزدوی وقاضیخان والرابعۃ طبقۃ اصحاب التخریج کابی بکر الرازی واضرابہم فانہم لا یقدرون علی الاجتہاد اصلا لکنہم لاحاطتہم بالاصول وضبطہم للماخذ یقدرون علی تفصیل قول مجمل وحکم مبہم والخامس اصحاب الترجیح من المقلدین کابی الحسن القدوری وصاحب الہدایۃ انتہی مختصرا ملخصا وہکذا فی شرح الدر المختار وغیرہا من کتب طبقات الحنفیۃ **ترجمہ** کہا ملا علی قاری نی اپنی رسالہ سم القوارض مین جو روافضیون کی رد مین ہے کہ کہا کمال باشا نی فقہا کی سات درجہ مین پہلا درجہ مجتہدین شریعت کا جیسی ائمہ اربعہ یعنی مالک ابو حنیفہ شافعی احمد رح دوسرا درجہ مجتہدین

مذہب کا جیسی ابو یوسف محمد اور باقی شاگرد ابو حنیفہ کی رح تیسرا درجہ مجتہدین مسایل کا
جو امام سی مروی نہین جیسی خصاف طحاوی کرخی شمس الائمہ حلوانی شمس الائمہ سرخسی
فخر الاسلام بزدوی قاضیخان چوتہا درجہ اونکا جو مجتہدون کی اقوال سے اور مسایل
نکالتی ہین جیسے فخر الدین رازی اور گروہ اونکا کیونکہ یہہ لوگ اجتہاد پر تو قادر نہین
لیکن چونکہ قاعدون پر وہ احاطہ رکھتی ہین اور اصول کو پہچانتی ہین اسلئی قادر ہین اسپر
کہ مجمل بات کو مفصل کردین اور ایک حکم سی کئی باتین نکالین پانچوان درجہ مقلدون کا
جو ایک مسئلہ کو دوسری پر ترجیح دی سکین جیسی قدوری اور صاحب ہدایہ تمام ہوا مطلب
سم القوارص کا مختصرا یعنی ذکر چھٹے اور ساتوین درجہ کا مع باقی تفصیل کے اسمین چھوڑ گیا
اور ایسا ہی ذکر طبقات در مختار کی شرحون اور کتب طبقات حنفیہ مین مسطور ہی **جواب دوم**
یہہ کہ اگرچہ مجتہد کا قول دوسری مجتہد کی قول سی رد نہین ہوسکتا ہی لیکن حدیث رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سی تو باتفاق تمام مسلمین کے رد ہوسکتا ہی اور اسمین تو بجز منافق اور
مصداق من یشاقق الرسول کی کسیکو دم مارنی کی جگہ نہین چنانچہ بذیل ثبوت دعوی
ثالثہ کی ثابت ہو چکا ہی سو حضرت مجیب کی نزدیک بہی حدیث ہی کی نظر سی بخاری
کی ساتہہ ہدایہ واجب الرد ہی چنانچہ تفصیل اسکی بمقام تمہید صورت نزاع مین گزر چکی
نہ یہہ کہ اجتہاد بخاری سی اجتہاد صاحب ہدایہ کا مردود ہی پس یہہ قاعدہ اشباہ کا
جسکا مفاد عدم نقض اجتہاد مجتہد باجتہاد غیر ہی نہ عدم نقض اجتہاد مجتہد بحدیث رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قول حضرت مجیب کے منافی نہوا بلکہ مدعای مخاطب سی اجنبی ٹہیرا
اور جو مخاطب کا قول کہ یک نکتہ ہم اور سکہاتی ہین محض فضول ہے کیونکہ یہہ نکتہ
نفیسہ تو بعینہا اشباہ والنظایر مین بعد بیان اوس قاعدہ منقولہ جناب کی موجود ہے
اوسکو قاعدہ اشباہ سی علیحدہ اپنی طبع نکتہ زا کا نتیجہ قرار دینا بجز فضولی کی کیا تصور
کیا جاوی **قولہ السادس** اگرچہ کہ شرح سفر السعادۃ و میزان الکبری ہی ضعیف

ہدایہ ہر جا موجود چہ سود الی قولہ چنانچہ در شرح سفر السعادۃ صفحہ ۵۴۱ وکتاب ہدایہ کہ در
دیار مشہور ومعتبرین کتاب ست نیز درین وہم انداختہ چہ مصنف وی رح در اکثر جا
دلیل معقول نہادہ اگر حدیثی آوردہ نزد محدثین خالی از ضعفی نہ غالباً اشتغال آن
استاد در حدیث کمتر بودہ ست ولیکن شرح شیخ ابن الہمام جزاہ اللہ خیرا تلافی آن نمودہ

جوابہ قربان تمہاری اس فہم وذکا وطبع نکتہ زا کی کہ کلام شیخ کو جو سراسر
ہجو اور مذمت ہدایہ کی ہی مدح اور توصیف سمجھی ہو **فقد** یا من از جہل متقابل شدہ تا
کہ گرش ہجو کنم میشود ش مدح عظیم + آپنی لفظ معتبر اور مشہور کی گھمنڈ پر اس عبارت کو
توصیف ہدایہ سمجھہ لیا ہی اور یہہ نہ سمجھا کہ شہرت و اعتبار اسکا مقلدین حنفیہ مین
کس کام ہی جس حالت مین کہ بنا اوسکی احادیث ضعیفہ پر ہی اور اکثر جگہ بنی اوس کا
عقل اور رای ہی یہان تک کہ اوسکی سبب سے حنفیون کا مذہب بدنام ہوا اور ضعیف
مشہور ہوا اور انکا لقب اصحاب الرای ٹھیرا مثل مشہور ہے **مصرع** بدنام کنندہ نام
نکو نامی چند + اور یہی ہی مقصود شیخ عبد الحق کا اوس عبارت سی جسکو تمنے
توصیف ہدایہ کی سمجھہ کر نقل کیا ہی چنانچہ پہلی یہہ اتہام لوگون کی شرح سفر السعادۃ
مین ذکر کر کی پھر وہ عبارت فرمائی ہی اور کہا ہی کہ کتاب ہدایہ کہ در دیار مشہور و
معتبرین کتابہاست نیز درین وہم انداختہ الخ یہانتک کہ کہا کہ اسکی بنا اکثر جگہہ عقل پر ہے
اور جو حدیث لاتا ہی ضعف سی خالی نہین ہوتی اور مؤلف اسکا حدیث مین کم شغل
رکھتا تھا اور شیخ ابن الہمام نی اسکی تلافی اور جبر نقصان کیا ہی پس ادنی اہل عقل
وانصاف پر بہی مخفی نرہیگا کہ یہہ عبارت شیخ کی سراسر مذمت ہی ہدایہ کی نہ تعریف
وتوصیف اوسکی جیسا کہ حضرت مخاطب نا منفعل کی طبع نکتہ زا مین سمایا ہی **قولہ**
السان ع وہمچنین میزان الکبری صفحہ ... قال خصصنا بمزید اعتناء وطالعت
علیہ کتاب تخریج احادیث کتاب ہدایۃ للحافظ الزیلعی وغیرہ

جوابہ اگر اس عبارت مین لفظ خصصہ بمزید اعتناء کو توصیف ہدایہ کی سمجھا ہی تو سراسر غلطی ہی یا دہوکہ دہی کیونکہ ضمیر منصوب خصصہ کی اوس کلام مین ہدایہ کی طرف نہین پھرتی اسلئی کہ ہدایہ کا اسکی پہلی ذکر بہی نہین بلکہ ضمیر اوسکی طرف مذہب امام ابو حنیفہ کی پھرتی ہی اور اوسی کا پہلی خصصہ کے ذکر ہی چنانچہ ابتدا مین اوسکی کہا ہی اعلم یا اخی انی طالعت بحمد اللہ ادلۃ المذاہب الاربعۃ وغیرہا لاسیما ادلۃ مذہب الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ فانی خصصتہ بمزید اعتناء الخ پس خصصتہ کی ضمیر کو ہدایہ کی طرف پہیرنا اور اس جملہ کو ہدایہ کی تعریف سمجھنا بجز غلط فہمی یا دروغ گوئی کی کیا سمجھا جاوی اور اگر جملہ طالعت علیہ کتاب تخریج الہدایۃ کو توصیف سمجھا ہی تو بہی غلطی ہے اسلئی کہ مطالعہ تخریج ہدایہ کی خود ہدایہ کا وثوق و اعتبار ثابت نہین ہوتا یہہ ہی **قولہ الثامن** و بحق بخاری شریف در میزان صفحہ ۵۰ و ممن خرج لہم الشیخان مع کلام الناس فیہم جعفر ابن سلیمان الضبعی الخ **جوابہ** اقول عائذا باللہ من کید الخائنین امام شعرانی نی میزان مین یہہ کلام واسطی رفع جرح کی رواۃ بخاری سی فرمایا ہے اور اسمین بعض رواۃ بخاری کو جسمین کچھہ کچھہ طعن تہی ذکر کر کی پھر اوسکا جواب دیا ہی اور صحیح بخاری کی تعدیل و توصیف فرمائی ہی چنانچہ کہا ہی قال الحافظ المزنی والحافظ الزیلعی رح وممن خرج لہم الشیخان مع کلام الناس فیہم جعفر بن سلیمان الضبعی والحارث بن عبید وایمن بن نابل الحبشی الی ان قال وابی اویس لکن للشیخین شروط فی الروایۃ عمن تکلم الناس فیہ منہا انہم لا یروون عنہ الا ما توبع علیہ وظہرت شواہدہ وعلموا ان لہ اصلا فلا یروون عنہ ما انفرد بہ او خالفہ فیہ الثقات وذلک کحدیث ابی اویس الذی رواہ مسلم فی صحیحہ

مرفوعاً یقول اللہ عز وجل قسمت الصلوٰۃ بینی وبین عبدی
نصفین الحدیث مع انہ لم یتفرد بہ رواہ غیرہ من الثقات کذلک
منھم الامام مالک وشعبۃ وابن عیینۃ رضی اللہ عنھم فی
حدیثہ متابعۃ الی ان قال فقد بان لک انہ لیس لنا ترک حدیث کل من
تکلم الناس فیہ بمجرد الکلام فربما یکون قد توبع علیہ وظھرت شواھدہ
الخ **ترجمہ** کہا حافظ مزی نی اور حافظ زیلعی نے کہ ایک ان راویون سی جنکی حق مین
لوگون نے کلام کیا ہی اور شیخین نے اونکی حدیث روایت کی ہی جعفر بن سلیمان ضبعی ہے
اور ایک حارث بن عبید اور ایک ایمن بن نابل حبشی ہے یہانتک کہ گنتی گنتی کہا کہ ایک
ابو اویس لیکن در حقیقت شیخین انسے یون ہی روایت نہین کرتی بلکہ شیخین نے ان لوگون کی
روایتون مین کئی شرطین لگا رکہی ہین ایک یہہ کہ شیخین اونسی وہی روایت لاوینگی جنمین
انکی ساتہہ اور راوی ثقہ بہی شامل ہون اور اونکی روایتون کی شواہد پائی جاوین اور
شیخین خوب جانتی ہین کہ انکی حدیث کی اصل ثابت ہی اور یہہ نہین کہ ان راویون کی اکیلی
حدیث یا وہ حدیث جو اور ثقات کی مخالف ہو روایت کرین مثال اسکی حدیث ابو اویس
کی ہی جو مسلم نی اپنی کتاب صحیح مین روایت کی ہی انحضرت سی کہ اللہ جل شانہ نی فرمایا
کہ مینی نماز کو یعنی سورہ فاتحہ کو اپنی مین اور اپنی بندی مین آدہون آدہ کر دیا ہی سو
دیکہو اس حدیث مین ابو اویس اکیلا ہی راوی نہین بلکہ یہہ حدیث سوای اوسکی اور
ثقہون سی بہی اسیطرح مروی ہی چنانچہ امام مالک اور شعبہ اور سفیان بن عیینہ سے
بہی ایسی ہی آچکی ہے اور اس حدیث مین ابو اویس کے ساتہہ وہ لوگ بہی شامل ہین
یہانتک کہ کہا شعرانی نی کہ اس بیان سی تجہی معلوم ہوگیا ہی کہ یہہ ہمکو گنجایش نہین
کہ فقط لوگون کی کلام اور اعتراض کرنی سی کسیکی حق مین اوسکی حدیث کو ترک
کر دین کیونکہ کبہی اوسکی حدیث اور ثقہون سی بہی مروی ہوتی ہے اور اوسکی شواہد

ظاہر ہوجاتی ہین تمام ہوا مطلب امام شعرانی کا اور اس کلام سی پانچ سطر پہلی امام شعرانی نی فرمایا
ہی اِنَّ مُجَرَّدَ الکلامِ فی شخصٍ لایُسقِطُ مرویَّتَہ فلابُدَّ مِنَ الفحصِ عن حالِہ وقد خرّج الشیخان
لخلقٍ کثیرٍ مِمَّن تکلّم الناسُ فیہم ترجمہ فقط لوگونکی اعتراض کسی راوی مین روایت کو ساقط
نہین کرتی بلکہ تحقیق اوسکی حال کی لازم ہوتی ہی ورنہ کیونکر ساقط ہو جسحالت مین شیخین نے بہتیری
راویون سی جو محل کلام ہین روایتین کی ہین یعنی بہر وہ بحکم بیان ہٰذا کو ساقط نہین گنی جاتین اب
ان عبارات کو امام شعرانی کی دیکھنا چاہیئی کہ کسطرح طعن مخالفین کو رواۃ بخاری سی ہی رفع
کر رہی ہین اور کس تشریح سی توثیق و تنزیہہ صحیح بخاری کی بجا لا رہی ہین مخاطب سارق نی
اوس طعن مخالفین کو ان عبارات سی انتخاب کر کی شعرانی کی طرف منسوب کر دیا اور اصل
کلام شعرانی کو جو اس طعن کے جواب مین اور بخاری کی تنزیہہ و توثیق مین مرقوم ہی از راہ خیانت
و سرقہ چھپا لیا فعلی اللہ الجزاء اور عنقریب اون جوابات
طعن رواۃ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی بشرح و بسط تمام لکھے جاوینگی
انشاء اللہ تعالی **قولہ التاسع** اتنی سی عبارت مذکورسے گھمنڈ پر ترجیح
(نوان قول مخاطب کا[۱])
بخاری شریف کو بجمیع کتب فقہ متفق کے دیکھا **جوابہ** اتنے ہی عبارت
(اوسکا جواب[۱])
پر بحکم انکہ العاقل تکفیہ الاشارۃ اکتفا کیا گیا اب چونکہ آپنے اسکو اتنی سے سمجھا
تو دیکھا بضمن ثبوت دعوی اول کی بجواب قول ثانی تمہاری کی کیسا عبارات
سلف و خلف کا جھاڑ باندہ دیا اب بھی اگر حق نہ سوجھی تو خدا حافظ **قولہ
العاشر** شیخ موصوف بصفحہ ۲۰ شرح سفر السعادۃ فرمایا ہی و کتب ستہ
(دسوان قول مخاطب کا[۱])
کہ مشہور اند در ان اقسام احادیث از صحاح و حسان و ضعیف موجود و تسمیہ صحاح
بطریق تغلیب **جوابہ** یہہ حکم تغلیب مجموعہ صحاح ستہ پر بنظر کتب اربعہ ترمذی کے
(اوسکا جواب[۱])
و ابو داود و نسائی و ابن ماجہ کی ہے نہ ہر جزو مجموعہ پر کیونکہ باجماع مسلمین سلف و
خلف کی بخاری و مسلم مجرد صحاح سی مولف ہین چنانچہ بضمن ثبوت دعوی اول

بجواب قول ثانی مخاطب کی گزر چکا ہی اور خود شیخ عبد الحق کی کلام مین یہہ تخصیص حکم
تغلیب کی کتب اربعہ سی پائی جاتی ہے چنانچہ مقدمہ اصول حدیث مین جو مشکوۃ
مطبوع کی اول لگ رہا ہی کہتا ہی فصل الکُتُبُ السِّتَّۃُ المشہورۃُ المقرَّرۃ
فی الاسلام التی یقال لہا الصحاح الست صحیح البخاری وصحیح المسلم و
الجامع للترمذی والسنن لابی داود والنسائی وسنن ابن ماجۃ
وعند البعض الموطا بدل ابن ماجۃ وصاحب جامع الاصول اختار
الموطا وفی ہذہ الکتب الاربعۃ اقسام من الصحاح والحسان و
الضعاف وتسمیتہا بالصحاح الستۃ بطریق التغلیب انتہی کلام الشیخ
الموصوف ترجمہ فصل چھہ کتابین مشہور مقرر اسلام مین جنکو صحاح ستہ کہتی
ہین منجملہ ہین صحیح بخاری صحیح مسلم جامع ترمذی سنن ابی داود وسنن نسائی
وسنن ابن ماجہ اور بعض کے نزدیک ابن ماجہ کی جگہ موطا مقرر ہے اور صاحب
جامع الاصول نے اسی کو گنا ہی اور ان چار کتابون مین یعنی ترمذی ابوداود
اور نسائی اور ابن ماجہ مین ہر قسم کی حدیثین صحیح اور حسن اور ضعیف موجود ہین
پھر سب کو جو صحاح کہا جاتا ہی تغلیباً کہا جاتا ہی تمام ہوا کلام شیخ کا اب
دیکھو لفظ فی ہذہ الکتب الاربعۃ تمہاری فہم کو کیسا جھٹلا رہا ہی اور کیا بلند آواز سے
منادی ہے کہ حکم تغلیب کتب اربعہ سی خاص ہے اور صحیحین کو شامل نہین
ایسا ہی کہا ہے بیچ بیان مطلب عبارت شیخ کی پیشوا صاحب رسالہ دلیل قوی
نے حیث قال ودر صحاح ستہ سوای بخاری ومسلم احادیث ہر قسم از صحاح حسان
وضعاف موجود وتسمیہ بصحاح تغلیبی ست چنانچہ شیخ عبد الحق در مقدمہ ترجمہ مشکوۃ
کتب ستہ کہ مشہور اند دران اقسام احادیث از صحاح وحسان وضعاف موجود وتسمیہ
صحاح بطریق تغلیب ست انتہی وبخاری ومسلم اگرچہ التزام این امر کردہ کہ حدیث

غیر صحیح در صحیحین خود نیاورند الخ **قولہ الحادی عشر** ماتحت ادیم السما اصح
من موطا مالک الخ **جوابہ** یہہ قول قبل وجود صحیح بخاری کی تہا اور جب
نیر اعظم بخاری نی طلوع کیا تو اوسکی نورانی سب پر غلبہ کر لیا چنانچہ یہہ امر کئی علما
سی بضمن ثبوت دعوی اول بضمن رد قول ثانی مخاطب کی نقل کیا گیا **قولہ
الثانی عشر** ونیز بانیکہ فرمود شیخ موصوف رح شرح سفر السعادۃ صفحہ ۱۸
اخراج کرد مسلم در کتاب خود بسیاری از رواۃ کہ سالم نیستند از غوائل جرح
وہمچنین در کتاب بخاری جماعۃ اند کہ تکلم کردہ شدہ ست در ایشان پس مدار کار در حق وی
براجتہاد علما وصوابدید ایشان باشد **جوابہ** شیخ عبد الحق نی یہہ کلام ابن
ہمام کا ترجمہ کیا ہی چنانچہ شروع ترجمہ مین ابن الہمام کا نام لیا ہی اور بعد ختم
ترجمہ کی کہا ہی کہ حاصل اس سخن کا یہہ ہے کہ اعتماد تصحیح وتنقید مجتہدین پر چاہیے
یہانتک کہ کہا کہ یہہ بات بڑی مفید ہے واسطی غرض ہماری کی جو تائید ہی
مذہب کی خصوصًا حنفی مذہب کی اور غرض ابن الہمام کی بہی اس کلام سی یہی ہے
یہہ ہی ترجمہ کلام شیخ کا اور اصل کلام سابقًا بضمن رد قول ثالث آچکا ہی
اس سی ثابت ہوا کہ یہہ قدح ابن الہمام کا رواۃ مسلم وبخاری مین محض بسبب
حسد کی ہی شان صحیحین مین اور صرف نظر حمایت وتائید مذہب حنفیہ کی صادر ہوا ہے اور ایسا
کلام عدو حاسد کا ہی نہ منصف عادل کا کہ لایق خطاب اور مستوجب جواب ہو
باینہمہ اسکا جواب لکہا جاتا ہی پس واضح ہو کہ جوابات مطاعن رواۃ شیخین کے
صدہا علمای حدیث نی اجمالًا وتفصیلًا تحریر کئی ہین چنانچہ سابقًا بضمن ثبوت
دعوی اول کی بجواب قول ثانی مخاطب کے صاحب دراسات اور امام سیوطی اور
عطار رشید اور عراقی اور شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی کی کلام سی مجمل جوابات گزر چکے
ہین اور بضمن جواب قول ثالث مخاطب کی ایک جواب امام سخاوی کی طرف سی

نقل کیا گیا اب اس مقام مین مفصل جوابات کلام سے شیخ ابن حجر اور امام نووی کی جو اور اماموں کی کلام سے جیسے امام ابو الفتح قشیری اور امام ابو الحسن المقدسی اور امام ابو عمرو بن الصلاح شہرزوری متمسک ہین نقل کیے جاتے ہین قال

الشیخ الامام رئیس الاسلام ابن حجر فی مقدمۃ فتح الباری شرح صحیح البخاری ینبغی لکل منصف ان یعلم ان تخریج صاحب الصحیح ای راو کان مقتض لعدالتہ عندہ وصحۃ ضبطہ وعدم غفلتہ ولاسیما ما انضاف الی ذلک اطباق جمہور الائمۃ علی تسمیۃ الکتابین بالصحیحین وھذا المعنی لم یحصل لغیر من خرج عنہ فی الصحیحین فھو بمنزلۃ اطباق الجمہور علی تعدیل من ذکر فیھما ھذا اذا اخرج لہ فی الاصول فاما ان خرج لہ فی المتابعات والشواھد والتعالیق فھذا یتفاوت درجات من اخرج لہ فی الضبط وغیرہ مع حصول اسم الصدق لھم وحینئذ اذا وجدنا لغیرہ فی احد منھم طعنا فذلک الطعن مقابل للتعدیل لھذا الامام ولا یقبل الا مبین السبب مفسرا بقادح یقدح فی عدالۃ ھذا الراوی وفی ضبطہ مطلقا او فی ضبط الخبر بعینہ لان الاسباب الحاملۃ للائمۃ علی الجرح متفاوتۃ منھا ما یقدح ومنھا لا یقدح وقد کان الشیخ ابو الحسن المقدسی یقول فی الرجل الذی یخرج عنہ فی الصحیح ھذا جاز القنطرۃ یعنی بذلک انہ لا یلتفت الی ما قیل فیہ قال الشیخ ابو الفتح القشیری فی مختصرہ وھکذا نعتقد وبہ نقول ولا نخرج عنہ الا بحجۃ ظاھرۃ وبیان شاف یزید فی غلبۃ الظن علی المعنی الذی قدمناہ من اتفاق

الناس بعد الشيخين على تسمية كتابيهما بالصحيحين ومن لوازم ذلك تعديل
رواتهما قلت فلا يقبل الطعن منهم الا بقادح واضح لان اسباب الجرح
مختلفة ومدارها على خمسة اشياء البدعة او المخالفة او الغلط
او جهالة الحال او دعوى الانقطاع في السند بان يدعى في الراوي
انه كان يدلس او يرسل فاما جهالة الحال فمندفع عن جميع من
اخرج لهم في الصحيح لان شرط الصحيح ان يكون راويه معروفا
بالعدالة فمن زعم ان احدا منهم مجهول فكانه نازع المصنف
في دعواه انه معروف ولا شك ان المدعي لمعرفته مقدم على
من يدعي عدم معرفته لما مع المثبت من زيادة العلم ومع ذلك
فلا تجد في رجال الصحيح احدا ممن يسوغ اطلاق اسم الجهالة
عليه اصلا واما الغلط فتارة يكثر من الراوي وتارة يقل فحيث
يوصف بكونه كثير الغلط ننظر فيما اخرج له ان وجد مرويا
عنده او عند غيره من رواية غير هذا الموصوف بالغلط
علم ان المعتمد اصل الحديث لا خصوص هذا الطريق وان
لم يوجد الا من طريقه فهذا قادح يوجب التوقف عن
الحكم بصحة ما هذا سبيله وليس في الصحيح بحمد الله من ذلك
شيء وحيث يوصف بقلة الغلط كما يقال سيء الحفظ او له اوهام
او له مناكير وغير ذلك من العبارات فالحكم فيه كالحكم في الذي
قبله الا ان الرواية عن هؤلاء في المتابعات اكثر منها عند
المصنف من الرواية عن اولئك واما المخالفة وينشأ عنها
الشذوذ والنكارة وهذا ليس في الصحيح سوى نزر يسير و

أما دعوى الانقطاع فمدفوعة عمن أخرج لهم البخاري لما علم من شرطه ومع ذلك فحكم من ذكر من رجاله بتدليس أو إرسال أن تسبر أحاديثهم الموجودة عنده بالعنعنة فإن وجد التصريح بالسماع اندفع الاعتراض وأما البدعة فالموصوف بها إما أن يكون ممن يكفر بها أو يفسق فالمكفر بها لا بد أن يكون ذلك التكفير متفقا عليه من قواعد جميع الأئمة كما في غلاة الروافض وليس في الصحيح من حديث هؤلاء شيء البتة والمفسق بها كبدع الخوارج والروافض الذين لا يغلون وغير هؤلاء من الطوائف المخالفين لأصول السنة خلافا ظاهرا لكنه مستند إلى تأويل ظاهره سائغ فقد اختلف أهل السنة في قبول حديث من هذا سبيله إلى آخر ما فصله وقرره شان الجامع الصحيح قد نقلنا كلامه بنحو من الاختصار **ترجمہ** کہا شیخ امام اسلام کی پیر شیخ ابن حجر نی مقدمہ فتح الباری شرح صحیح البخاری مین کہ لایق ہے واسطی مصنف کی کہ جانی کہ روایت کرنا صحیح کتاب کی مصنف یعنی بخاری کا کسی راوی کی حدیث کو چاہتا ہی کہ وہ راوی اوسکی نزدیک عادل ہو اور اوسکا ضبط صحیح ہو اور وہ غافل نہو خاصکر اوسوقت یہہ باتین ضروری معلوم ہوتی ہین جبکہ تقتضای صحت کی ساتھہ اس بات کو بھی ملا دین کہ جمہور علما متفق ہین انکی کتابون کی صحیحین نام رکھنی پر اور یہہ بات سوای اون راویون کی جنسی شیخین نے روایت کی ہی کسی مین پائی نہین جاتی اور یہہ بات نہایت اتفاق جمہو کی ہی اوپر عادل ہونی راویون صحیحین کے لیکن یہہ بات اوس راوی کی شان مین ہے جس سی اصل مقصود روایت ہو رہا وہ جس سی شواہد اور متابعات اور تعلیقات مین روایت ہو سو حال اوسکا ضبط اور عدل وغیرہ کی نظر سی مختلف ہے

باوجود اسکی کہ نام صدق اوسپر بہی بولا جاتا ہی پہر جبکہ پاوین ہم کسی راوی مین
اونمین سی کسیکا طعن و اعتراض تو وہ طعن مقابل ہوگا عادل جاننی اوس
امام کی جسنی اوس راوی کو قبول کرلیا ہی سو وہ طعن مقبول نہوگا جبتک کہ اوسکا
سبب ایسا کہلا کہلا بیان نہو جس سی اوسکی عدالت ٹوٹ جاوی یا اوسکا ضبط
ٹوٹ جاوی یا خاصکر کسی حدیث مین اوسکی ضبط کا خلل ثابت ہو یہہ اسواسطی
شرط کی گئی ہے کہ باعث طعن کرنی اماموں کے راویوں کو مختلف ہوا کرتی ہین کوئی
تو ایسا ہوتا ہی جو عدالت راوی کو توڑتی اور کوئی ایسا کہ نہ توڑسکی اسیواسطی شیخ ابوالحسن
مقدسی کہا کرتی حق مین اوس شخص کے جس سی بخاری مین روایت ہو کہ یہہ شخص
پل کے اوس پار اوترگیا ہی یعنی اب اوسپر جو کوئی طعن کری تو وہ لایق التفات نہین
کہا شیخ ابوالفتح قشیری نے اپنی کتاب مختصر مین کہ میرا بہی یہی اعتقاد ہی اور یہی
کہتا ہون اور اس سے باہر نہوتا چاہیی بجز دلیل ظاہر کی اور بیان شافی کی جو اس
سی غلبہ ظن مین جو علما کی اتفاق سی اوپر صحیحین نام رکہنی ان دو کتابون کی
حاصل ہے بڑہ جاوی جب یہہ بات صحیح ہوئی تو اس سی عدالت صحیحین کے
راویون کی ثابت ہوئی اور لازم آئی کہتا ہون مین یعنی ابن حجر کہ اس تقدیر پر
کسیکا اعتراض و طعن اونکی حق مین قبول نکیا جاویگا بجز باعث طعن و اضح بیانکی
کی اہلئی کہ باعث طعن مختلف ہوتی ہین لیکن پہر پہراکر یہان پانچ چیزین ٹہیرتی ہین
بدعت یا مخالفت یا غلطی یا جہالت حال راوی کی یا دعوی منقطع ہونی سند کا
اسطرح پر کہ فلانا راوی مدلس تہا یا ارسال کیا کرتا تہا سو جہالت حال تو
صحیح بخاری کی تمام راویون سی اوٹہی ہوئی ہے کیونکہ صحیح کے شرط یہہ ہی کہ
اوسکا راوی مشہور ہو عدالت مین پہر جو کوئی کسی صحیح کی راوی کو مجہول کہی
تو گویا اوسنی صحیح کی مصنف سی مقابلہ کیا اس بات مین کہ اوسنی اوس راوی کو مشہور

ومعروف سمجھا تھا اور اوسنی اوسکو مجہول بتایا سو اسمین شک نہین کہ دعوی مشہور
ومعروف کہنی والی کا مقدم ہوگا کیونکہ مشہور کہنی والی کو اوس راوی کی حال سی
زیادہ واقفیت ہی کہ وہ اوسکی نجاننی والی کو نہین ہے باوجود اس حکم کی پہر بہی
صحیح بخاری کی راویون مین ایسا کوئی نہین جسپر جہالت کا بولنا جائز ہو اب سنو غلطی
کا حال سو یہہ کسی راوی سی بہت ہوتی ہے اور کسی سی تہوڑی پس جہان کوئی
راوی بہت غلطی سی موصوف ہوا تو ہم دیکہینگے کہ اوسکی حدیث مصنف کی نزدیک یا
کسی اور محدث کی نزدیک سوای اوسکی کسی اور سی بہی مروی ہی یا نہین اگر مروی ہو
تو معلوم ہوا کہ مصنف کا اعتماد اصل حدیث پر ہی یعنی بنظر اوس راوی کی جو غلطی سی
موصوف نہین ہے بنظر خاص طریق اس راوی غلطی والی کی اور اگر کسی راوی سی بجز
اوسکی مروی معلوم نہو تو البتہ یہہ بات صحت کی خلاف اور باعث توقف ہی اسکی صحیح
کہنی سی لیکن خدا کی فضل سی صحیح بخاری مین ایسی کوئی حدیث نہین ہے اور جہان
کوئی راوی تہوڑی غلطی کرنی سی موصوف ہوا جیسی کہا کرتی ہین کہ فلانا بری
یاد داشت والا ہی اور فلانا وہم رکہتا ہی اور فلانی کی کچہہ منکر حدیثین ہین یا مثل
انکی اور عبارتین تو اسکا حکم بہی وہی ہے جو پہلی قسم کا گزرا یعنی اسکی حدیث کو
دیکہا جاویگا کہ کسی اور سی بہی مروی ہی یا نہین پہر حسب تفصیل سابق حکم جاری
کیا جاویگا لیکن انکی روایتین نزدیک مصنف کی متابعات مین بہت ہین بہ نسبت انکی
روایات کی اب سنو حال مخالفت کا جس سے شاذ اور منکر ہونا حدیث کا پیدا ہوتا ہے
سو یہہ صحیح بخاری مین سوای قدر قلیل کے نہین ہے اب سنو حال دعوی انقطاع
سند کا سو یہہ بخاری کی تمام راویون سی اوٹہا ہوا ہی کیونکہ اوسکی شرط اور التزام
سبکو معلوم ہی کہ وہ بلا ثبوت سماع و لقای باہم راویون کی کسیکی حدیث نہین لاتا باوجود
اسکی مدلس یا صاحب ارسال کہنا اوسکی راوی کو تب تک ہی ہوگا جبتک کے

اونکی حدیثین معنعن یعنی عن عن کی ساتھہ پائی جاوینگی اور جب وہی حدیثین لفظ سماع
سی ملجاوینگی تو پھر وہ اعتراض کہان رہیگا اب رہی بدعت سو اوسی اسکا نافرد
کیا تو کفر کی طرف منسوب ہوگا اور کیا فسق کی پس جو راوی جو بسبب بدعت کی منسوب بکفر
ہوگا اوسمین یہہ ضروری بات ہی کہ کفر اوسکا سب اماموں کا متفق علیہ ہوگا جیسی
غالی رافضیونکا کفر یعنی حضرت علی رض کو چھوٹا خدا جانتی ہین وعلی ہذا القیاس سو
ایسی لوگون سی صحیح بخاری مین کوئی حدیث نہین ہے اور جو راوی کہ بسبب بدعت
کی فاسق گنا جاتا ہی جیسی خارجی یا وہ رافضی جو غالی نہین ہین اور سوای انکی اور
لوگ جو اصول اہلسنت کی مخالف ہین لاکن یہہ اپنی خلاف مین کسی تاویل کو مستند
رکھتی ہین جو اہلسنت مین اوسکی ظاہر یعنی مشہور ہین سو ایسی اہل بدعت کی حدیث
کی قبول کرنیمین اختلاف ہی یعنی بعضی لوگ بعضی وجہون اور شرطون سی قبول
کرتی ہین اور بعضی نہین کرتی تا آخر اوس بیان تک جو شیخ ابن حجر نی تفصیل
سی فرمایا ہی اور صحیح بخاری کو اعتراضون سی بری کیا ہی ہمنی اونکی کلام
کو کسیقدر اختصار سی نقل کیا ہی اور تمھاری مستند اور معتمد صاحب رسالہ دلیل قوی
مولوی احمد علی مولوی سہارنپوری نی واسطی تنزیہہ اور دفع مطاعن رواۃ بخاری
کی بڑا اہتمام کیا ہی چنانچہ مقدمہ صحیح بخاری مطبوعہ مطبع احمدی مین شیخ
الاسلام ابن حجر سی عبارت مذکورہ بالا نقل کرکی کہا ہی ھذا ما ذکرہ
الحافظ ابن حجر فی مقدمۃ فتح الباری فی اول الفصل التاسع ثم
سرد اسماء من طعن فیہم من رواۃ الصحیح واجاب عن الاعتراضات
لکن لما کان بناء ھذہ الفصول علی الاختصار ترکنا التفصیل
وسرنا ان نذکر علی سبیل التمثیل من رواۃ الصحیح المجروحین
عمران بن حطان ومروان ابن الحکم فننقل ما حکاہ الحافظ من

الاعتراض عليهما وما اجاب به عنه عبارته عمران بن حطان
السدوسي الشاعر المشهور كان يرى رأي الخوارج قال ابو العباس
المبرد كان عمران رأس القعدية من الصفرية وخطيبهم وشاعرهم
انتهى والقعدية قوم من الخوارج وكان عمران داعية الى مذهبهم
وهو الذي رثى عبد الرحمن بن ملجم قاتل علي رض وقد وثقه العجلي
وقال قتادة لا يتهم في الحديث وقال ابو داود ليس في اهل
الاهواء اصح حديثا من الخوارج ثم ذكر عمران هذا وغيره
وقال يعقوب بن شيبة ادرك جماعة من الصحابة وصار في
اخر عمره الى ان رأى رأي الخوارج وقال العقيلي حدث عن عائشة
ولم يتبين سماعه قلت ولم يخرج البخاري سوى حديث واحد
من رواية يحيى بن ابي كثير عنه قال سألت عائشة
عن الحرير فقالت ائت ابن عباس فسله قال فسألته فقال
ائت ابن عمر فسله فقال حدثني ابو حفص ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال انما يلبس الحرير في الدنيا من لا خلاق
له في الاخرة انتهى وهذا الحديث انما اخرجه البخاري
في المتابعات فللحديث عنده طرق غير هذا من رواية
عمر وغيره وقد رواه مسلم من طريق اخرى عن ابن عمر
نحوه الى اخر ما نقله المولوي احمد علي عن الحافظ الامام
ابن حجر وقال الامام النووي في مقدمة شرح مسلم
عاب عائبون مسلما رحمه الله بروايته في صحيحه عن
جماعة من الضعفاء المتوسطين الواقعين في الطبقة الثانية

الذين ليسوا من شرط الصحيح ولا عيب في ذلك بل جوابه من
اوجه ذكرها الشيخ الامام ابو عمرو بن الصلاح احدها ان يكون
ذلك فيمن هو ضعيف عند غيره ثقة عنده ولا يقال الجرح
مقدم على التعديل لان ذلك فيما اذا كان الجرح ثابتا
مفسر السبب والا فلا يقبل الجرح اذا لم يكن كذا وقد قال الامام
الحافظ ابو بكر احمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي وغيره
ما احتج البخاري ومسلم وابو داود به من جماعة علم الطعن
فيهم من غيرهم محمول على انه لم يثبت الطعن المؤثر
مفسر السبب الثاني ان يكون ذلك واقعا في المتابعات
والشواهد لا في الاصول الثالث ان يكون ضعف
الضعيف الذي احتج به طرء بعد اخذه عنه الرابع ان
يعلو بالشخص الضعيف اسناده وهو عنده من رواية
الثقات فيقتصر على العالي ولا يطول باضافة النازل
اليه الى اخر ما لخصناه من كلام النووي **ترجمہ**

یہہ وہ تذکرہ ہی جو حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری کی ابتدا فصل نوین
مین ذکر کیا ہے پہر حافظ ابن حجر نے بیان کئی نام اون راویون بخاری
کی جسمین لوگون نے طعن کئی ہین اور پہر اون طعنون کی جوابات تحریر کئی
ہین لیکن جب کہ ان فصلون کی بنا اختصار پر ہی اسلئی تفصیل کو ہمنے چہوڑ
دیا ہی اور بطور تمثیل دو راویون مطعون بخاری کا ذکر کرنا مناسب دیکہا ہی
ایک عمران بن حطان دوسرا مروان پس انکی حق مین جو اعتراض اور
جواب ابن حجر نے بیان کیا سو ہم یہان نقل کرتی ہین پس یہہ ہے عبارت

حافظ ابن حجر کی اونکی بیان مین عمران بن حطان سدوسی شاعر مشہور تہا.
اعتقاد اوسکا خارجیون کا تہا ابو العباس مبرد نی کہا ہی کہ عمران سردار تہا
قعدیہ کا جو صفریہ مین سی ہین اور انکا خطیب اور شاعر تہا قعدیہ ایک قوم
ہی خارجیون مین سی اور یہہ عمران اپنے مذہب کی طرف لوگون کو بلانی
والا تہا اور یہہ وہی ہی جسنی عبد الرحمن ابن ملجم قاتل علی رض کا مرثیہ کہا تہا
لیکن اوسکو عجلی نے ثقہ تبلایا ہی اور قتادہ نی کہا ہی کہ یہہ حدیث مین متہم
نہین کیا جاتا تہا اور ابو داؤد نی کہا ہے کہ بدعتیون مین صحیح حدیث لانی
والا خوارج سی بڑہکر کوئی نہین پہر انہین سی اس عمران وغیرہ کا ذکر کیا اور یعقوب بن
شیبہ نے کہا ہے کہ عمران نے کئی صحابہ کو پایا لیکن اخیر عمر مین خوارج
کی اعتقاد پر ہوگیا اور عقیلی نے کہا ہی کہ اسنی عایشہ سی ایک حدیث
روایت کی ہی لیکن اپنے سماع ظاہر نہین کی مین کہتا ہون کہ بخاری نی
اسکی کوئی حدیث روایت نہین کی بجز ایک حدیث کی جو یحیی بن کثیر نے
اس عمران سی روایت کی ہے کہ اسنی بیان کیا مینی پوچہا عایشہ سے
حکم ریشمی کپڑی کا اونہون نی فرمایا کہ ابن عباس سی جاکر دریافت
کرو کہا کہ پہر مینی ابن عباس کے پاس جاکر پوچہا تو اونہون نی فرمایا
کہ ابن عمر کی پاس جاکر پوچہو پس اونہون نی بیان کیا کہ مجہسی کہا ہے
ابو حفص یعنی عمر بن الخطاب نی کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہے
کہ جو کوئی ریشمی کپڑا دنیا مین پہنی گا اوسکا آخرت مین اوس مین حصہ نہوگا
تمام ہوئی حدیث مذکور سو اس حدیث کو امام بخاری متابعات ہی مین
لایا ہے کیونکہ یہہ اوسکی نزدیک کئی اور طریقون حضرت عمر وغیرہ کی
سی بہی ثابت تہی اسلئی اون روایات کی متابعت مین اسکو بہی لی آیا ہے

اور بلاشبہہ امام مسلم نی بہی اور طریق ابن عمر وغیرہ کی سی اسکو روایت کیا ہی تا آخر اوس
کلام تک جو مولوی احمد علی نے حافظ ابن حجر سی نقل کیا ہے اور کہا امام نووی نے
مقدمہ شرح صحیح مسلم مین کہ عیب پکڑا ہی عیب پکڑنی والون نی مسلم پر رحمہ اللہ کہ اونہون
نے اپنی صحیح مین ضعیف متوسط راویون سی جو دوسری طبقہ کی لوگ ہین اور صحیح کی
شرط پر نہین ہین کیون روایت کی لاکن حقیقت مین یہہ کچہہ عیب نہین بلکہ اسکا کئی وجہ سی
جواب ہو سکتا ہی جن وجوہات کو شیخ امام ابو عمرو بن الصلاح نی ذکر کیا ہی ایک یہہ وجہ
ہے کہ وہ ضعیف راوی جسکو معترض ضعیف کہتا ہی مسلم کی نزدیک ثقہ ہو اسپر کوئی یہہ
اعتراض نکری کہ جرح مقدم ہی تعدیل سے یعنی ضعیف کہنی والی کا قول مقدم ہی بہ نسبت
قول ثقہ کہنی والی کی بحکم اصول کی کیونکہ یہہ اعتراض اوسوقت ہو سکتا ہی جب کہ
جرح جرح کرنی والون کا بابیان سبب ودلیل ہو نہین تو وہ ہرگز مقبول نہین اور ایسا ہی
کہا ہی امام حافظ ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی نی کہ جس راوی کی سند لیکے ہی
بخاری و مسلم وابوداود نی اور لوگون نی اوسپر طعن کیا ہی تو وہ طعن اور جرح اونکا
ثبوت کو نہین پہونچا اور موثر با بیان سبب نہین پایا گیا دوسری وجہ یہہ کہ حدیث
ضعیف راوی کی متابعات مین لی گئی ہو نہ اصل مقصود حدیثون مین تیسری وجہ
یہہ کہ اوس ضعیف راوی مین جو ضعف کہینی نکالا ہی وہ پیچہی کر بعد اوسکی کہ مسلم
اوس سی سند لی چکا ہو پیدا ہوا ہو چوتہی وجہ یہہ ہے کہ سند اوسکی اوس ضعیف
راوی سی بلند ہوتی ہو اور وہ نزدیک مسلم کی بروایت ثقات نیچی کی درجہ میں
ہو پس مسلم بنظر بلندی سند کے اوسی ضعیف کی اسناد کو ذکر کرکی اوسپر اکتفا کرتا ہو
اور ساتہہ اوسکی سند نازل کو جو ثقات کی سند تہی بخوف تطویل ذکر نکرتا ہو تا آخر اوس
کلام تک جسے ہمنی مختصر کرکے نقل کیا ہی امام نووی سی اور امام نووی نی
شرح مسلم مین بذیل احادیث رواۃ مطعونین کی ایک ایک کا مفصل جواب بہی تحریر

کیا ہی شایق طالب کو اصل شرح کا ملاحظہ درکار ہے بالجملہ مطاعن لوگون کی بحث
بعضی اویون بخاری و مسلم کی ایمہ محدثین نے ہبآء منثورا او نسیا منسیا کر دی ہین
اور صحیت پر احادیث شیخین کے کسیکو اہل اسلام مین سی کچھہ اعتراض اور کلام باقی نہین
رہا ہے یہہ بزرگوار ابن الہمام اور تقلید اوسکی عبد الحق ناحق اُن اعتراضات اور مطاعن
کو مقام مصادمہ محدثین مین بغرض نصرت مذہب حنفی کی جان بوجہہ کر باوجود علم او
اطلاع کی جوابات اور رفع اون مطاعن پر پیش کرتی ہین ایسون کی حق مین کیا اچھا کسی
نے کہا ہی **شعر** اِنْ کُنْتَ لَا تَدْرِیْ فَتِلْکَ مُصِیْبَةٌ ✻ وَاِنْ کُنْتَ
تَدْرِیْ فَالْمُصِیْبَةُ اَعْظَمُ ✻ **قولہ الثالث عشر** معہذا اسمعیل بخاری
منتسب مذہب شافعی کا ہی چنانچہ محقق شاہ ولی اللہ در رسالہ انصاف مین تحریر فرماتے
واستدل شیخنا العلامة علی ادخال البخاری فی الشافعیة بذکرہ فی الطبقات الشافعیة
وکلام النووی شاہد لہ پس چاہی غور ہی کہ مجیب لی مخالفین بخاری کو کہ خود وہ تقلید
شافعی کا ہی بدعتی لکھدیا بلا تعقل اسکا کیا علاج **جواب** یہہ دہ انکا تعقل بعین مہلہ کہ
سکا تامل اوسکی پہلو بیچ ہی یہان آپ اوسمین ایسی مصروف ہوئی کہ امام بخاری
کی نام تک نظر بایب نہوئی نام اوسکا محمد مشہور ہے جسکے جگہ نام اونکی باپ کا اسمعیل
فرما دیا اور مسئلہ متنازعہ فیہا سی بہی خواب خرگوش مین چلی گئی کہ متنازع فیہ
ترجیح ہدایہ کی تہی صحیح بخاری پر جسکو چہوڑکر آپ تقلید بخاری کی ثابت کرنی لگی اور
پہر تفریع اوسپر یہہ اجنبی کی کہ مخالفین بخاری کو بدعتی کیون کہا یہہ سب خوبیاں اوس
تعقل بعین مہملہ کے ہین اگر کچہہ تامل کو کار فرما ہوتی تو امام بخاری کا نام کہین نہ کہین
سے ڈہونڈہ بہال کے لکہتی اور بحث ترجیح ہدایہ کو چہوڑکر اثبات تقلید بخاری کی
درپی نہوتی اور بوقت تفریع سمجہتی کہ امام بخاری کی مخالفین کو تو کسینی بدعتی نہین کہا
بلکہ احادیث بخاری کو جسمین بخاری کی تقلید ہونیکو کچھہ دخل نہین ماعداسی مرجح ٹہیرایا

ہی اور اس امر کی مخالف کو مبتدع کہا ہی جسکو ایک جہان مبتدع کہہ رہا ہے الغرض تعقل
چھوڑ کر تامل اختیار کرلی تو ایسی باتین ناشی عدم تامل سی نکہتے آب ہم بقطع نظر انکی
نقل کی خوبیون سی امام بخاری کا اجتہاد بتصریحات ائمہ نقل ثابت کرتی ہین اور خیانت
مخاطب کی عبارت رسالہ انصاف مین ظاہر کرکی اوس سے بہی مجتہد ہونا امام بخاری کا
ثابت کئی دیتے ہین پس اوّلاً اقوال ائمہ نقل متضمن ثبوت اجتہاد امام بخاری بیان
کئی جاتی ہین پہر عبارت رسالہ انصاف سی مجتہد ہونا امام بخاری کا اور خیانت
وسرقہ مخاطب کا ثابت کیا جاویگا قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ مَا اَخْرَجَتْ خُرَاسَانُ
مِثْلَهُ يَعْنِي الْبُخَارِيَّ وَقَالَ اِسْحٰقُ بْنُ رَاهُوْيَهْ لَوْ كَانَ فِيْ زَمَنِ الْحَسَنِ
لَاحْتَاجَ اِلَيْهِ لِمَعْرِفَتِهٖ بِالْحَدِيْثِ وَفِقْهِهٖ وَقَالَ نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ فَقِيْهُ
هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَهٰكَذَا قَالَ يَعْقُوْبُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ وَمِنْهُمْ
مَنْ فَضَّلَهٗ فِي الْحَدِيْثِ وَالْفِقْهِ عَلٰى اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَاِسْحٰقَ ابْنِ رَاهُوْيَهْ
وَقَالَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ
الْبُخَارِيُّ اَفْقَهُنَا وَاَعْلَمُنَا وَاَغْوَصُنَا وَقَالَ اِسْحٰقُ بْنُ رَاهُوْيَهْ هُوَ
اَبْصَرُ مِنِّيْ نَقَلَ هٰذِهِ الْاَقَاوِيْلَ الشَّيْخُ الْاِمَامُ ابْنُ كَثِيْرٍ فِيْ تَارِيْخِ
الْبِدَايَةِ وَالنِّهَايَةِ وَالْاِمَامُ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِيْ شَرْحِهٖ لِلْبُخَارِيِّ
وَتَارِيْخِهٖ وَالشَّيْخُ الْعَلَّامَةُ الْقَسْطَلَانِيُّ فِيْ شَرْحِهٖ لِلْبُخَارِيِّ
وَغَيْرُهٗ مِنْ اَئِمَّةِ الْحَدِيْثِ وَالتَّوَارِيْخِ وَنَقَلَ ابْنُ حَجَرٍ عَنْ اَبِيْ مُصْعَبٍ
رح اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ اَفْقَهُ عِنْدَنَا وَاَبْصَرُ بِالْحَدِيْثِ مِنْ اَحْمَدَ
بْنِ حَنْبَلٍ وَعَنْهُ قَالَ لَوْ اَدْرَكْتُ مَالِكًا وَنَظَرْتُ اِلٰى وَجْهِهٖ وَوَجْهِ
مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمٰعِيْلَ لَقُلْتُ كِلَاهُمَا وَاحِدٌ فِي الْفِقْهِ وَالْحَدِيْثِ وَقَالَ
قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ جَالَسْتُ الْفُقَهَاءَ وَالْعُبَّادَ وَمَا رَاَيْتُ مُنْذُ

عقلات وسئل محمد بن اسمعیل وهو فی زمانہ کعمر فی الصحابۃ وسئل قتادۃ عن طلاق السکران فدخل محمد یعنی البخاری فقال للسائل ھذا احمد بن حنبل واسحق بن راھویہ وعلی ابن المدینی ساقہم اللہ الیک واشار الی البخاری انتہی وقال الامام النووی فی التھذیب ومناقبہ لا تستقصی لخروجھا عن ان تحصی وھی منقسمۃ الی حفظ ودرایۃ واجتہاد الی اخر ما قال وقد عدہ الرملی مجتہدا مستقلا لکنا لا نطیل الکلام بنقل عبارتہ ترجمہ

کہا امام احمد نے کہ دیار خراسان نے بخاری جیسا کوئی نہیں نکالا یعنی وہان ایسا کوئی نہیں پیدا ہوا اور کہا اسحق ابن راھویہ نے اگر ہوتا بخاری حسن بصری کی زمانہ مین تو وہ محتاج ہوتا بخاری کا بسبب اسکی کہ وہ خوب جانتا تہا حدیث اور اجتہاد اور کہا نعیم بن حماد نے بخاری کی حق مین کہ یہہ اس امت کا مجتہد ہی اور ایسا ہی کہا ہی یعقوب ابن ابراہیم دورقی نے اور بعضون نے اسکو امام احمد بن حنبل اور اسحق بن راہویہ سی بہی غالب ٹہیرایا ہی حدیث اور اجتہاد مین اور کہا ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن نے کہ محمد بن اسمعیل بخاری ہم سب سے بڑہکر مجتہد ہی اور عالم اور غور والا ہی اور کہا اسحق بن راہویہ نے کہ بخاری مجہسے بہی زیادہ بصیرت والا ہی نقل کیا ان اقوال کو شیخ حافظ ابن کثیر نے تاریخ بدایۃ والنہایہ مین اور حافظ ابن حجر نے شرح بخاری اور اپنی تاریخ مین اور شیخ علامہ قسطلانی نے شرح بخاری مین اور انکی سوا ہی اوروں نے بہی اماموں حدیث اور تواریخ کی سی اور نقل کیا ہے ابن حجر نے ابو مصعب سے کہ محمد بن اسمعیل بخاری ہماری نزدیک امام احمد بن حنبل سی بہی بڑا مجتہد اور بڑی بصیرت والا تہا حدیث مین اور اسی ابو مصعب سی یہہ بہی نقل کیا ہی کہ اگر مین امام مالک کو دیکہتا تو کہتا کہ یہہ امام بخاری فقہ و

حدیث مین برابر ہین اور کہا قتیبہ ابن سعید نی کہ ہمنشین رہا مین مجتہدون اور زاہدون
اور عابدون کا لیکن نہین جب سی ہوش سنبھالا ہی محمد بن اسمٰعیل کی برابر کسیکو
نہین دیکہا اور کہا کہ یہہ اپنے زمانہ مین ایسا تہا جیسی عمر صحابہ مین اور سوال کیا
کسی نی قتادہ سی کہ سوالی کی طلاق کا کیا حکم ہی پس اوسوقت امام بخاری نکلی
پس کہا قتادہ نی سایل کو کہ یہہ احمد بن حنبل ہے اور اسحق بن راہویہ ہے اور
علی بن مدینی ہے انکو اللہ تیری طرف کہینچ لایا ہے اور اشارہ کیا بخاری کی
طرف اور کہا امام نووی نی مہذب مین کہ مناقب امام بخاری کے پوری پوری
بیان نہین ہوسکتی کیونکہ شمار سی باہر ہین اور وہ منقسم ہین حفظ اور فہم اور اجتہاد
پر تا آخر اوس کلام تک جو نووی نی فرمایا ہی اور امام رملی نی بہی بخاری کو
مجتہد مستقل شمار کیا ہی اب ہم اوسکی کلام نقل کرنے سی عبارت کو طول نہین
کرتے **اب حال** عبارت رسالہ شاہ ولی اللہ کا جس سی مخاطب جا لیتا ہی
سنا چاہئی کہ معنی عبارت مذکور کی یہہ نہین کہ امام بخاری امام شافعی کا مسایل
فرعیہ مین جو محل بحث ہین مقلد تہا جیسا کہ مخاطب نی اسپر متفرع کیا ہی بلکہ مطلب
اوسکا یہہ ہے کہ امام بخاری اپنی اجتہاد مین امام شافعی کی طرف منتسب تہا کیونکہ
طریق اجتہاد اور ترتیب دلایل اور استنباط مسایل مین رای امام بخاری کو
رای امام شافعی سی توافق اور تطابق تہا اور مخاطب نی بہی اولا اسی انتساب
کا دعوی کیا ہی اگرچہ بعد نقل عبارت مذکورہ کی بحکم آنکہ دروغگو را حافظہ نباشد
اوس دعوی کو فراموش کرکی تقلید بخاری کا مدعی ہوگیا ہی الحاصل اس
عبارت سی شاہ صاحب کی مجتہد ہونا بخاری کا ثابت ہوتا ہی نہ مقلد ہونا
غایۃ ما فی الباب یہہ کہ اجتہاد بخاری آپکی نزدیک منتسب ہے نہ مستقل اور عدم
استقلال اجتہاد سی کسی مجتہد کی مقلد ہونا اوس مجتہد کا لازم نہین آتا

یہہ مطلب عبارت مذکورہ کا عبارات ما قبل و ما بعد سی ایسا روشن ہوتا ہے جیسا
نصف النہار کا روشن آفتاب مخاطب ان سب عبارات کو مضر مطلب سمجھہ کر سرقہ
کر گیا اور شیر مادر کی طرح غٹ غٹ کر کی نوش کر گیا ہی ہم اس مقام مین اون سب
عبارات کو نقل کر کے سرقہ و خیانت مخاطب ثابت کرتی ہین اور مجتہد مطلق منتسب
غیر مقلد ہونا امام بخاری کا اون عبارات سی ثابت کئی دیتے ہین پس واضح ہو کہ اصل وہ
کلام جس نے مخاطب چرا لیتا ہی شاہ صاحب کا خود اپنا کلام نہین بلکہ فقیہ ابن زیاد
یمنی شافعی کا کلام ہے جو اوسکی فتاوی ہی شاہ صاحب نے نقل کیا ہی اوسکی ابتدا
مین امام بلقینی شافعی کے مجتہد مطلق غیر منتسب ہونیکا دعوی ہی پہر اوسکی تائید و
تنظیر مین بعضی اور مجتہدین مطلقین منتسبین کا حال اجتہاد منقول ہے اور شرح قنیہ اور
شرح مہذب اور کتاب الرد علی من اخلد الی الارض اور تہذیب اور کتاب اقیسی کے
شہادات سی اونکی اجتہاد مطلق کا ثبوت دیا ہی پہر معنی منتسب ہونی اوس مجتہد منتسب
کی جنسی مقلد ہونا اوسکا باطل ہو اور اجتہاد ثابت ہو بیان کئی ہین پہر امام بخاری
کو اونکی سلک مین منسلک کیا ہی اور مثل اونکی مجتہد مطلق منتسب قرار دیا ہی حیث
قال بعد ذکر البلقینی وغیرہ من المجتہدین المطلقین المنتسبین ومعنی انتسابہ
الی الشافعی انہ جری علی طریقتہ فی الاجتہاد واستقراء الادلۃ و
ترتیب بعضہا علی بعض ووافق اجتہادہ اجتہادہ واذا خالف احیانا لم یبال
بالمخالفۃ ولم یخرج عن طریقتہ الا فی مسائل وذلک لا یقدح فی دخولہ فی
مذہب الشافعی ومن ہذا القبیل محمد بن اسمعیل البخاری فانہ معدود
فی طبقات الشافعیۃ وممن ذکرہ فی طبقات الشافعیۃ تاج الدین
السبکی وقال انہ تفقہ بالحمیدی وتفقہ الحمیدی بالشافعی واستدل
شیخنا العلامۃ علی ادخال البخاری فی الشافعیۃ بذکرہ فی

طبقاتھم وکلام النووی شاھد لہ انتھی ما فی الانصاف نقلا عن فتاوی الفقیہ ابن زیاد مختصرا ترجمہ اور معنی اسکی منسوب ہونیکی طرف شافعی کی یہہ ہین کہ وہ چلا ہی شافعی کی انداز پر اجتہاد مین اور دلیلون کی تلاش اور ترتیب مین اور اسکا اجتہاد شافعی کی اجتہاد کی موافق ہو گیا ہی اور کبہی اوس سی مخالفت بہی کرتا ہی تو کچہہ پروا نہین کہتا کیونکہ اس مخالفت سی اوسکی انداز سی نکل نہین جاتا بجز چند مسایل کی جنمین خروج اوسکا ثابت ہوتا ہی سو وہ اوسکی داخل ہونیکو شافعیون مین توڑ نہین دیتا اوراسی قسم سی یعنی مجتہدین منتسبین سے جو شافعی کی طرف بسبب توافق اجتہاد و ترتیب دلایل کی منسوب ہین امام بخاری ہین جو طبقات شافعیہ مین سعد ومین سبکی نے اونکو طبقات شافعیہ مین ذکر کیا ہی اور کہا ہی کہ بخاری نی فقاہت پید اکی حمیدی سی اور حمیدی نے امام شافعی اور ہماری استاذ نی امام بخاری کی طبقات شافعیہ مین مذکور ہونی کو اسپر دلیل ٹہیرایا ہی کہ وہ شافعیون مین داخل ہے اور نووی کا کلام بہی اسپر شاہد ہی تمام ہوا جو انصاف مین فقیہ ابن زیاد سی نقل کیا ہی مختصر ہو کر اسکی بعد شاہ صاحب نے عبارت کتاب انوار کی متضمن تفسیر معنی منتسب ہونی مجتہد کی جس سی صاف ثابت ہوتا ہی کہ مجتہد منتسب مقلد نہین ہوتا اور منتسب ہونا اوسکا محض توافق رای کی سبب سے ہوا کرتا ہی نقل کی ہے حیث قال ومن شواھد ما ذکرنا ایضا ما فی کتاب الانوار حیث قال والمنتسبون الی مذھب الشافعی وابی حنیفۃ ومالک واحمد اصناف احدھا العوام وتقلیدھم الشافعی متفرع علی تقلید المیت والثانی البالغون الی رتبۃ الاجتھاد والمجتھد لا یقلد مجتھدا وانما ینسبون الیہ لجریھم علی طریقتہ فی الاجتھاد واستعمال الادلۃ وترتیب بعضھا علی بعض والثالث المتوسطون وھم الذین لم یبلغوا رتبۃ الاجتھاد لکنھم وقفوا علی اصول الامام وتمکنوا من قیاس ما لم یجدوہ منصوصا علی ما نص علیہ وھؤلاء مقلدون لہ

انتہی مافی الانصاف نقلاً عن الانوار ترجمہ جہانپر کہ کہاہی مولانا شاہ ولی اللہ نی کہ اسکی شاہد وں سی وہ بہی ہی جو کتاب انوار مین کہاہی کہ جو لوگ مذہب شافعی وغیرہ کی طرف منسوب ہین وہ کئی قسم ہین ایک عامی سو اونکی تقلید تو فرع ہی تقلید میت کی دوسرے وہ جو رتبہ اجتہاد کو پہونچ گئی ہین سو مقلد نہین کیونکہ ایک مجتہد دوسری کی تقلید نہین کرتا پہر جو انکو طرف شافعی کی منسوب کرتی اور شافعی المذہب کرکہاتے ہین تو محض اسی سبب سے کہ یہہ لوگ اپنے اجتہاد او استعمال و ترتیب دلایل مین امام شافعی کی انداز پر چلی ہین تیسری بیچ بیچ کی لوگ جو رتبہ اجتہاد کو نہین پہونچی لیکن اپنے امام کی قواعد پر مطلع ہین اور اوسکی اقوال پر اور نئی باتون کو قیاس کرسکتی ہین سو فقط یہی لوگ مقلد ہین تمام ہوا جو انصاف مین انوار سی منقول ہے اسکی بعد آپنی مجتہد مطلق کی دو قسم بیان کئی ہین ایک مستقل دوسرے منتسب الی المستقل پہر اون دونون کے خصایل بیان کئی ہین اوس سی بہی یہی ثابت ہوتا ہی کہ مجتہد منتسب مجتہدین مطلقین مین داخل ہے اور ربقہ تقلید سی آزاد لہذا آپکی اوس کلام کو بہی یہان نقل کیا جاتا ہے

قَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِعْلَمْ اَنَّ هٰذَا الْمُجْتَهِدَ قَدْ يَكُوْنُ مُسْتَقِلًّا وَقَدْ يَكُوْنُ مُنْتَسِبًا اِلَى الْمُسْتَقِلِّ وَالْمُسْتَقِلُّ مَنِ امْتَازَ عَنْ سَائِرِ الْمُجْتَهِدِيْنَ بِثَلَاثِ خِصَالٍ اَحَدُهَا اَنْ يَتَصَرَّفَ فِي الْاُصُوْلِ وَالْقَوَاعِدِ الَّتِيْ يُسْتَنْبَطُ مِنْهَا الْفِقْهُ وَثَانِيْهَا اَنْ يَجْمَعَ الْاَحَادِيْثَ وَالْاٰثَارَ فَيُحَصِّلَ اَحْكَامَهَا وَيَتَنَبَّهَ لِمَاٰخِذِ الْفِقْهِ مِنْهَا وَيَجْمَعَ مُخْتَلِفَاتِهَا وَيُرَجِّحَ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَيُعَيِّنَ بَعْضَ مُحْتَمَلَاتِهَا وَثَالِثُهَا اَنْ يُفَرِّعَ التَّفَارِيْعَ الَّتِيْ تَرِدُ عَلَيْهِ مِمَّا لَمْ يُسْبَقْ بِالْجَوَابِ فِيْهَا مِنَ الْقُرُوْنِ الْمَشْهُوْدِ لَهَا بِالْخَيْرِ وَالْمُجْتَهِدُ الْمُنْتَسِبُ هُوَ الْمُقْتَدِيْ الْمُسَلِّمُ لَهٗ فِي الْخَصْلَةِ الْاُوْلٰى الْجَارِيْ مَجْرَاهُ فِي الْخَصْلَةِ الثَّانِيَةِ وَالْمُجْتَهِدُ فِي الْمَذْهَبِ هُوَ الَّذِيْ سَلَّمَ مِنْهُ الْاُوْلٰى وَالثَّانِيَةَ وَجَرٰى مَجْرَاهُ فِي التَّفَارِيْعِ

علی منہاج تقاربہ انتہی مختصرًا غایۃ الاختصار **ترجمہ** فرمایا مولانا
شاہ ولی اللہ رحمہ نے جان لی کہ یہہ مجتہد یعنے مجتہد مطلق کبہی مستقل ہوتا ہی اور کبہی منسوب
طرف کسی مستقل کے پس مستقل وہ ہی جو ممتاز ہو باقی مجتہدین سی تین خصلتون مین
ایک خصلت یہہ کہ تصرف کری اون قاعدون مین جنسی مسایل فقہی نکالی جاوین خصلت
دوسری یہہ کہ احادیث اور آثار کو اکہٹا کری اور انسی احکام حاصل کری اور انمین
مسئلہ نکلنی کے جگہ کو جان جاوی اور متعارض احادیث کو آپسمین متفق کر دی اور بعضی
احادیث مرجحہ کو غیر مرجحہ پر ترجیح دی اور جن حدیثون کی معانی کئی احتمال رکہتے
ہون انمین ایک احتمال کو معین کر دی خصلت تیسری یہہ کہ جو مسایل فرعیہ پہلی کسی نے
نہ نکالی ہون جب اسپر وہ پیش ہون انکو اون احادیث سی استنباط کر لی اور مجتہد منسوب
طرف دوسری کی وہ ہی کہ جو خصلت اول مین تو اوسی کی چال چلے اور اوسکو قبول کر لی
اور خصلت دوسری مین خود اوس جیسا ہو اور ان دونون کی سوای ایک اور مجتہد فی المذہب
کہلاتا ہی یہہ وہ ہی جو خصلت اولی مین بہی اسی کی چال چلے اور خصلت ثانی مین بہی
اوسکا تابع ہو رہے اور خصلت ثالث مین یعنی استنباط مسایل فرعیہ جدیدہ مین اوسکی
قایم مقام ہو تمام ہوا کلام شاہ صاحب کا نہایت مختصر ہو کر سو ان عبارات سی شاہ
صاحب کی صاف ثابت ہوتا ہی کہ امام بخاری آپکے نزدیک بہی مجتہد تہا نہ مقلد
امام شافعی کا اور منسوب ہونا اوسکا طرف شافعی کی اور معدود ہونا شافعیون مین محض
بنظر توافق رای و اتحاد طریق اجتہاد امام بخاری اور امام شافعی کے تہا نہ بنظر مقلد ہونے
امام بخاری کی اب آیندہ جو مخاطب نے سب و شتم سی اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کیا ہی
اوسکا جواب وجزای بعد آنکہہ بند کرنی کے اللہ سی پاوینگا **بیت** بوقت صبح شود
ہمچو روز معلومت * کہ با کہ باختہ عشق در شب دیجور * ربنا افتح بیننا وبین
قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین

التماس برای آینده

اگر اسکے جواب مین کچھہ آپکو لکھنا منظور ہو تو قلم کو سب و شتم و طعن و تشنیع سی روک کر
لکھنا اپکی تو اسطرف سی آپکے دشنام و مطعون کی جواب دینی سی اعراض اور عمل آیہ
وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا پر کیا گیا آیندہ شاید نفس راغب انتقام
ہو جاوی اور متمسک لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ کا اور
جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ہو بیٹھی وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ
بِالسُّوْءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ لہذا آپ پہلی ہی سی اپنی نفس کو سمجہا دین اور یہہ
شعر سنا دین صائب دہن خویش بدشنام میالا صائب کین زر قلب بہر کس دہی باز دہد
وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰے

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ منح الباری از تالیف فاضل اجل عالم با عمل جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول حامی دین ب المشرقین ب المغربین حافظ حدیث رسول الثقلین مولانا ابو سعید المدعو بہ محمد حسین البٹالوی ثم اللاہوری دامت برکاتہم و عمت فیوضاتہم در احسن زمان و اسعد اوان پانزدہم شہر رجب المرجب ۱۲۸۶ ہجری از قالب طبع بر آمدہ باعث ذوق رشد اسلامیان و موجب ازدیاد رشاد ایمانیان گردید ایزد تعالی ببرکت انفاس طیبہ آن مشیر مسلک دین قویم و رہنمای صراط مستقیم ما رہروان شرع را چراغ توفیق فرا راہ نہاد و بسر منزل یقین رسانا دہو الموفق و منہ السداد

اکنون رسالہ تبیان فی رد البرہان کہ بر حواشی اوراق پشت بود در متن اوراق نوشتہ میشود

تتمہ رسالہ تبیان فی رد البرہان

وجوب تعیین نقل کرکے امام نووی سے اوسکا رد نقل کرتی ہین اور عدم تعیین کو مدلل و
مرجح فرماتی ہین چنانچہ ارشاد کرتے ہین وقطع الکیا الهراسی یجب علی العامی ان
یلتزم مذهبا معینا واختار فی جمع الجوامع انه یجب ذلك ولا یفعله
لمجرد التشهی بل یختار مذهبا یقلده فی کل شیء یعتقده راجحا او
مساویا لغیره لا مرجوحا وقال النووی الذی یقتضیه الدلیل انه لا یلزمه
التمذهب بمذهب بل یستفتی من شاء ولکن من غیر تلقط للرخص ولعل
من منعه لم یثق بعدم تلقطه واذا التزم مذهبا معینا فیجوز له الخروج
عنه علی الاصح وفی کتاب زبد لابن ارسلان **قطعه**

والشافعی ومالك ونعمان / واحمد بن حنبل وسفیان
وغیرهم من سائر الائمة / علی هدی والاختلاف رحمة

وفی شرحه غایة البیان لو اختلف جواب
مجتهدین متساویین فالاصح ان للمقلد ان یتخیر بقول من شاء منهما
وتقدم ما فی التحفة فی هذه المسائل انتهی اور وہ عبارت جسکو ان جیورون نے
شاہ ولی اللہ کی طرف منسوب کیا ہی وہ درحقیقت شاہ صاحب کی اپنی عبارت نہین
بلکہ وہ ابو الفتح ہروی کی عبارت ہے شاہ صاحب نے اسکو مثل عبارت کیا الہراسی اور
صاحب جمع الجوامع کی نقل کرکی پہر اوسکو رد کیا ہی اور عدم التزام کو اوسکی مقابلہ
مین ثابت کیا ہی ان کذابون نے وہ عبارت ابو الفتح ہروی کی شاہ ولی اللہ کی
عبارت ٹہرائی ہے اور اوسکی رد کو جو شاہ صاحب سے صادر ہوا ہی سرقہ کرلیا ہی
تمام عبارت اوس رسالہ کی نقل کیجاتی ہے تاکہ اونکا سرقہ اور بہتان عام وخاص پر
واضح ہو قال رحمه الله فی خاتمة عقد الجید وقال ابو الفتح الهروی وهو

من تلامذة الامام مذهب عامة الاصحاب في الاصول ان العامي لا مذهب
له فان وجد مجتهدا قلده وان لم يجد ووجد متبحرا في المذهب قلده و
ان يفتيه على مذهب نفسه وهذا تصريح بانه يقلد المتبحر في نفسه
والراجح عند الفقهاء ان العامي المنتسب الى مذهب لا يجوز له مخالفته
ولو لم يكن منتسبا الى مذهب فهل يجوز ان يتخير ويقلد اي مذهب
شاء فيه خلاف مبني على انه يلزمه التقليد بمذهب معين ام لا وفيه
وجهان قال النووي والذي يقتضيه الدليل انه لا يلزمه بل يستفتي
من شاء ولكن من غير تلقط للرخص وهذا اخر ما اردنا ايراده في هذه
الرسالة هذا اخر ما قاله مولانا الاجل شاه ولي الله قدس سره وما فيه
من اشتراط عدم التلقط للرخص ففيه بحث مبسوط في المعيار من صفحة
۱۱۰ الی صفحہ ۱۱۲ – اس عبارت سے سرقہ اور بہتان ان خاینون کا ثابت ہوا اور حضرت
شاہ ولی اللہ کا قایل تعیین نہونا خوب متحقق ہوگیا اور اوسکے ضمن مین قایل تعیین نہونا صاحب
بحر الرائق حنفی اور امام نووی کا بھی ثابت ہوگیا اور انکے سوا اور علما سے بھی مروی ہے
کہ عامی کا کوئی مذہب نہین ہوتا چنانچہ صاحب رد المحتار حاشیہ در المختار سے معیار الحق کی
صفحہ ۷۶ مین اور صاحب منتہم الصول سے معیار الحق کی صفحہ ۳۷ مین سید بادشاہ شارح
تحریر ابن الہمام سے صفحہ ۱۷ مین مفصل منقول ہے اور امام سیوطی سے میزان شعرانی کی
صفحہ ۱۷ اور صفحہ ۴۴ مین منقول ہے انکی عبارت بعینہا عنقریب نقل کیجاویگی اور
جو آپنے رسالہ انصاف شاہ ولی اللہ کی عبارت نقل کی ہے جسکا مضمون یہ ہے
کہ جب کسیکو ہند یا کسی اور ملک مین شافعی وغیرہ مذہب کا نہ کوئی عالم ملے نہ کتاب تو اسپر
تقلید خاص مذہب ابو حنیفہ کی واجب ہوجاتی ہے **اسکا جواب** یہ ہے کہ بحث
وجوب تعیین شرعی اختیاری مین ہے جو منجانب شارع بلا دخل خارجی عارض کے ہوتا ہے

نہ وجوب اضطراری مین جو موجبات عارضی سی ہوا کرتا ہے اور شاہ صاحب کی اس
عبارت سی وجوب اضطراری نکلتا ہی نہ شرعی اختیاری بلکہ شرعی اختیاری وجوب کے
اس سی نفی ثابت ہوتی ہے اور بلا غبار واضح ہوتا ہے کہ جسجگہ اور مذہب کی روایت
یا کتاب یا کوئی عالم فتوی تبلانی والا موجود ہو جیسی حرمین یا اسوقت مین اکثر
دیار ہند جہان اندنون بسبب کثرت چہپ جانے کتب مختلف مذاہب کے ہر مذہب کی روایت
ملجاتی ہے اور علمای حقانی ہر مذہب کے بات تبلا سکتی ہین ایسی جگہ کسیکو تقلید خاص
مذہب ابو حنیفہ کی واجب نہین ہے چنانچہ یہہ بیان شاہ صاحب کی عبارت مین صراحۃً
پایا جاتا ہے مخاطب شیر بہادر نے جو اکیلا عقل و نقل دونون سی لڑ رہا ہے ان سب
عبارات کو شاہ صاحب کے سرقہ کر لیا ہے لہذا ہم اون عبارات کو نقل کر کی اونسی عدم
وجوب بتعیین شرعی اختیاری ثابت کر دیتے ہین پس سنو جناب شاہ صاحب نے رسالہ انصاف
مین بیان مجتہد منتسب اور مجتہد فی المذہب کی ذیل مین ارشاد فرمایا ہی کہ سنہ دو سو ہجری کے
بعد جو کوئی رتبہ اجتہاد کو پہونچا ہے وہ ایک مذہب پر اعتماد کرنی سی اور اوسی کی التزام
سے پہونچا ہی اور یہی واجب تہا اوس زمانہ مین اگرچہ پہلے اوسکی یہہ التزام پایا نہین گیا اور
اوسوقت یہہ امر واسطی تحصیل رتبہ اجتہاد کی کچہہ واجب بہی نہ تہا پھر اس دعوی پر عبارت
فتاوی ابن زیاد اور عبارت کتاب انوار کو شاہد لا کر یہہ اعتراض وارد کیا ہی کہ پہلی زمانہ
مین واسطی تحصیل اجتہاد کی التزام مذہب کا واجب نہونا اور بعد دو سو برس کی اسکا
واجب ہو جانا کیونکر متصور ہے پھر اسکی جواب مین یہہ ارشاد کیا ہی کہ ہر چند اصلی واجب تو
یہی تہا کہ تمام امت مین کوئی مجتہد جاننی والا مسایل فرعیہ کا دلایل تفصیلیہ سے ہو اور
اسکی واسطی کئی طریق ممکن تہی جنسے بلا تعیین حاصل کرنا اجتہاد کا واجب تہا یعنی پہلی
دو سو برس تک مروج تہا لیکن جسحالت مین کہ بعد دو سو برس کی بجز ایک طریق خاص
یعنی اعتماد مذہب معین کی اور کوئی طریق تحصیل اجتہاد کا باقی نرہا تو بسبب نا چاری کے

وہی طریق خاص بحق طالب تبہ اجتہاد کی واجب السلوک ہوگیا جیسے بہوکی آدمی کو
اگرچہ بلا تعیین کسی ہکسی طریق سی کہانا مول لیکر یا جنگل سے میوہ اوٹھاکر یا شکار کرکی
مخمصہ دور کرنا واجب ہوجاتا ہی نہ خاص کرنا کسی طریق معین کا لیکن درصورت میسر
ہوہی شکار یا میوہ کی خاص کرلینا طریق معین یعنی مول لینا کہانیکا واجب ہوجاتا ہی اسکی
بعد چند مثالیں اور ذکر کرکے فرمایا ہے کہ اسی پر قیاس کرنا چاہیے تعیین مذہب کو جو
بعض مواضع میں جہاں کہیں سوای ایک مذہب کے نہ کتاب ملی نہ علما بسبب ناچاری
کی واجب ہوجاتی ہے اور جہاں سب مذاہب کی معرفت میسر ہو وہاں یہہ تعیین
واجب نہیں ہوتی یہہ ہے خلاصہ ترجمہ کلام شاہ صاحب کا اور اصل عبارت جناب کے
یہہ ہے حالُ النّاسِ قبلَ المائةِ الرّابعةِ وبيانُ سببِ الاختلافِ بين الاوائلِ
والاواخرِ في الانتسابِ الى مذهبٍ من المذاهبِ وعدمِه وبيانُ سببِ
اختلافِ العلماءِ في كونِهم من اهلِ الاجتهادِ في المذهبِ والفرقُ بين هاتينِ
المنزلتينِ اعلم انّ النّاسَ كانوا في المائةِ الاولى والثّانيةِ غيرَ مجتمعينَ على
التّقليدِ لمذهبٍ واحدٍ الى ان قال بل كان النّاسُ على درجتينِ العلماءُ
والعامّةُ وكانَ من خبرِ العامّةِ انّهم كانوا في المسائلِ الاجماعيّةِ التي
لا اختلافَ فيها بين المسلمين او بين جمهورِ المجتهدين لا يقلّدونَ الّا صاحبَ
الشّرعِ وكانوا يتعلّمونَ صفةَ الوضوءِ والغسلِ واحكامَ الصّلوةِ والزّكوةِ
وغيرَ ذلكَ من ابائِهم ومعلّمي بلادِهم فيمشونَ على ذلكَ واذا وقعتْ
لهم واقعةٌ نادرةٌ استفتوا فيها ايَّ مفتٍ وجدوا من غيرِ تعيينِ مذهبٍ
قالَ ابنُ الهمامِ في اخرِ التّحريرِ كانوا يستفتونَ مرّةً واحدًا ومرّةً غيرَه
غيرَ ملتزمينَ مفتيًا واحدًا انتهى وامّا العلماءُ فكانوا على مرتبتينِ منهم من
امعنَ في تتبّعِ الكتابِ والسّنّةِ والآثارِ حتّى حصلَ له بالقوّةِ القريبةِ

من الفعل ملكة أن ينتصب للفتيا في الناس يجيبهم في الوقائع
غالبا بحيث يكون جوابه أكثر مما يتوقف فيه ويخص باسم المجتهد
وهذا الاستعداد يحصل تارة باستفراغ الجهد في جمع الروايات
فإنه ورد كثير من الوقائع في الأحاديث وكثير منها في آثار الصحابة
والتابعين وتبع التابعين مع ما لا ينفك عنه العاقل العارف
باللغة من معرفة مواقع الكلام وصاحب العلم بالآثار من معرفة
طرق الجمع بين المختلفات وترتيب الدلائل ونحو ذلك كحال
الإمامين القدوتين أحمد بن حنبل وإسحق بن راهويه وتارة بإحكام
طرق التخريج وضبط الأصول المروية في كل باب عن مشائخ
الفقه من الضوابط والقواعد مع جملة صالحة من السنن والآثار
كحال الإمامين القدوتين أبي يوسف ومحمد بن الحسن ومنهم
من حصل له من معرفة القرآن والسنن ما يتمكن به من معرفة
رأس الفقه وأمهات مسائلها بأدلتها التفصيلية وحصل له غالب
الرأي ببعض المسائل من أدلتها وتوقف في بعضها واحتاج في ذلك
إلى مشاورة العلماء لأنه لم يتكامل له الأدوات كما يتكامل للمجتهد
المطلق فهو مجتهد في البعض غير مجتهد في البعض وبعد المائتين
ظهر فيهم التمذهب للمجتهدين بأعيانهم وقل من لا يعتمد على مذهب
مجتهد بعينه وكان هذا هو الواجب في ذلك الزمان وسبب ذلك
أن المشتغل بالفقه لا يخلو عن حالتين إحداهما أن يكون أكبر همه
معرفة المسائل التي قد أجاب فيها المجتهدون من قبل من أدلتها
التفصيلية ونقدها وتنقيح مأخذها وترجيح بعضها على بعض فهذا

أمر جليل لا يتم له إلا بإمام يأتسي به وقد كفي مؤنة فرش المسائل
وإيراد الدلائل في كل باب باب فيستعين به في ذلك ثم يشتغل بالنقد
والترجيح ولا بد لهذا المقتدي أن يستخرج أشياء مما لم يسبق إليه
إمامه ويستدرك عليه أشياء فإن كان استدراكه أقل من
موافقته عد من أصحاب الوجوه في المذهب وإن كان أكثر لم يعد
تفرده وجها في المذهب وكان مع ذلك منتسبا إلى صاحب
المذهب في الجملة ممتازا عمن يأتسي بإمام آخر في كثير من أصول
مذهبه وفروعه ويوجد لمثل هذا بعض مجتهدات لم يسبق بالجواب
فيها إذ الوقائع متتالية والباب مفتوح فيأخذها من الكتاب
والسنة وآثار السلف من غير اعتماد على إمامه ولكنها قليلة
بالنسبة إلى ما سبق بالجواب فيه وهذا هو المجتهد المطلق المنتسب
وثانيتهما أن يكون أكثر همه معرفة المسائل التي استفتيه
المستفتون مما لم يتكلم فيه المتقدمون وحاجته إلى إمام يأتسي
به في الأصول الممهدة في كل باب أشد من حاجة الأول لأن
مسائل الفقه متعانقة متشابكة فروعها يتعلق بأمهاتها
فلو ابتدأ هذا بنقد مذاهبهم وتنقيح أقوالهم لكان ملتزما لما
لا يطيقه ولا يتفرغ طول عمره فلا سبيل إلى ما همه إلا أن
يجيل النظر فيما سبق ويفرع التفاريع وقد يوجد لمثل هذا استدراك
على إمامه بالكتاب والسنة وآثار السلف والقياس لكنها قليلة
بالنسبة إلى موافقاتها وهذا هو المجتهد في المذهب إلى أن
قال مولينا بعد ما نقل عن فتاوى ابن حجر وكتاب الأنوار ما يؤيد

مقالته فان قلت كيف يكون شيء واحد غير واجب في زمان واجبا في زمان
آخر مع ان الشرع واحد فليس قولك لم يكن الاقتداء بالمجتهد المستقل واجبا
ثم صار واجبا الا قولا متناقضا قلت الواجب الاصلي هو ان يكون في
الامة من يعرف الاحكام الفرعية من ادلتها التفصيلية اجمع على ذلك
اهل الحق ومقدمة الواجب واجبة فاذا كان للواجب طرق متعددة وجب
تحصيل طريق من تلك الطرق من غير تعيين واذا تعين له طريق واحد وجب
ذلك بخصوصه كما اذا كان الرجل في مخمصة شديدة يخاف منها الهلاك
وكان لدفع مخمصته طرق من شراء الطعام والتقاط الفواكه من الصحراء و
اصطياد ما يتقوت به وجب تحصيل شيء من هذه الطرق لا على التعيين فاذا وقع
في مكان ليس هناك صيد ولا فواكه وجب عليه بذل المال في شراء الطعام
وكذلك كان للسلف طرق الى تحصيل هذا الواجب وكان الواجب تحصيل
طريق من تلك الطرق لا على التعيين ثم انسدت تلك الطرق الا طريق
واحد فوجب ذلك الطريق بخصوصه الى ان قال مولانا بعد ذكر المثالين
الآخرين وسواهما مما نحن فيه كثيرة جدا وعلى هذا ينبغي ان يقاس
وجوب التقليد لامام بعينه فانه قد يكون واجبا وقد لا يكون واجبا
فاذا كان الانسان في بلاد الهند وما وراء النهر وليس هناك عالم
شافعي ولا مالكي ولا حنبلي ولا كتاب من كتب هذه المذاهب وجب عليه
ان يقلد لمذهب ابي حنيفة ويحرم عليه ان يخرج من مذهبه لانه حينئذ
يخلع عن عنقه ربقة الشريعة ويبقى سدى مهملا بخلاف ما اذا كان
في الحرمين فانه متيسر له هناك معرفة جميع المذاهب ولا يكفيه ان
يأخذ من السنة العوام ولا ان يأخذ من كتاب غير مشهور ذكر كل

ذٰلِكَ فِي النَّهرِ الفَائِقِ شَرحِ كَنزِ الدَّقَائِقِ اِنتَهٰى كلام مولانا الاجل شاہ ولی اللہ
بِحَذفٍ كَثِيرٍ وَاختِصَارٍ غَيرِ يَسِيرٍ اس عبارت سی مولانا ولی اللہ کی خوب واضح ہوگیا کہ آپکی
نزدیک واجب ہونا تعیین مذہب کا اوسجگہ ہے جہان کہین سوای ایک مذہب کے اور مذاہب سے اطلاع
ممکن نہو اور جسجگہ اور مذاہب سے اطلاع ممکن ہو جیسی حرمین یا آجکل دیار ہند وہان تقلید مذہب
معین آپکے نزدیک واجب نہین پس اس سی وجوب اضطراری ثابت ہوا جیسے ہمنی بیان کیا ہے
نہ وجوب شرعی اختیاری جسکا مخاطبین کو دعوی ہی اور تضمن اس تفصیل کے جواب استدلال مخاطبین
کا ساتھ اس عبارت رسالہ الانصاف کی وَبَعدَ المِائَتَينِ ظَهَرَ فِيهِم التَّمَذْهُبُ لِلمُجتَهِدِينَ
بِأَعيَانِهِم الخ تیز ادا ہوچکا اور معلوم ہوگیا کہ جو مطلب اس عبارت کا مخاطب سمجہا ہے
وہ صحیح نہین ہے مخاطب اسکا مطلب یہہ سمجہا ہی کہ بعد دوسو برس کی عامہ مقلدین مین
تعیین مذہب کا رواج ہوگیا تہا اور اوس زمانہ مین یہی واجب تہا اور فی الحقیقت مطلب اوس عبارت
کا بدلیل عبارات ماقبل ومابعد کی یہہ ہے کہ بعد دوسو برس کی مجتہدین فی المذہب اور مجتہدین
منتسبین مین التزام طریق اجتہاد مجتہدین مروج ہوگیا تہا اور اوس زمانہ مین یہی واجب تہا اگرچہ
پہلے مجتہدون کو یہہ امر ضروری تہا اور جو آپنی عبارت سوالات عشر کی متضمن اس
مضمون کی نقل کی ہے کہ حنفی المذہب کو بعض احکام مین شافعی مذہب کی طرف انتقال
کرنا تین شرطون سی جایز ہی اول یہہ کہ کسی مسئلہ مین شافعی مذہب کو کتاب اللہ اور حدیث کی راہ سے
مرجح وغالب پاوی دوسرے یہہ کہ اپنے مذہب مین تنگی پاوی اور معذور ہوجاوی تیسری یہہ کہ
انتقال مین احتیاط وعزیمت کی نظر رکہی اور ساتھ ان شروط کی عدم تلفیق کی بہی رعایت
رکہی **جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ عبارت عین حجت ہے مخاطب پر اور اوسکی پیشواؤن اور
ہم مذہبون پر کیونکہ اس مین انتقال بلحاظ شروط کی اجازت ہی اور یہہ لوگ مطلق انتقال مذہب
کو اگرچہ اون شروط کی مطابق ہو کفر سی بڑہکر جانتی ہین جہان کسینی حنفی ہوکر شافعی مذہب کے
کسی مسئلہ پر عمل کیا وہ اونکی نزدیک لامذہب بنا اور دین سی خارج ہوا خواہ اوسنی اوس مسئلہ کو

حدیث کی راہ سی مرجح دیکھکر اختیار کیا ہو خواہ تنگی اور عذر سی برتا ہو خواہ اسمین احتیاط پر چلا ہو
پہر معلوم نہین کہ یہہ لوگ باوجود ناجایز جاننی مطلق انتقال کے ایسی عبارتین متضمنہ جواز
کس سوبہہ سی نقل کرتی ہین کچھہ حیا وشرم رکھتی ہون تو ایسی عبارات کو جو انکی بقاعل اور اعتقاد
کی مخالف ہین چہپا رکھین اور انکی نقل و استدلال سی ساکت رہین ؎ آنانکہ خشیم برگل
تحقیق واکنند ✤ از ہرچہ فہم رنگ نگیرد حیا کنند ✤ در صحبتی کہ غیر خموشی علاج نیست ✤ بر بہرزہ
تکیہ بیچون وچرا کنند ✤ یہہ عبارتین تو اہل حق کی اقوال کی موید ہین اور انہین کی دعاوی
کو مثبت ہین چنانچہ اصل اوسی فتوی مین جسکی جواب ہین مخاطب کی تحریر ہی استدلال
ساتہہ انکی موجود ہی جہانپر کہ کہا ہی جب معلوم ہو چکا کہ یقین ایک مذہب کی فرض وواجب
نہین ہے تو حنفی کو بہی عمل کرنا اوپر مذہب شافعی وغیرہ کی مضایقہ اور ممنوع نہین شرعًا
خصوصًا جب تنگی ہو ایک مذہب مین یا کوئی حدیث صحیح غیر منسوخ پا وی تو بلاریب واسپر عمل
کری یہہ عین دین ہے چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز سوالات عشرہ مین فرماتی ہین اول انکہ
ارزوی دلیل حقیت قول بعضی ایمہ با وجود عبور ادلہ مخالف آن ترجیح یافتہ باشد برین تقدیر
ہیچ قیدی نیست در آن مسئلہ موافق حدیث صحیح غیر منسوخ ظاہر الدلالتہ عمل نماید گو درمسایل دیگر
مقلد یک شخص باشد تمام ہوا کلام مولانا مغفور کا بطور اختصار کی یہانتک ختم ہوئی عبارت
فتوی علماء دہلی کی آپ ہی اسمقام مین کلام اون شروط مین جو اس عبارت مین مذکور ہین
سو شرط اول تو انمین علی الاطلاق مسلم الثبوت ہی فی الواقعہ انتقال مین ترجیح مذہب کی
بحکم کتاب وسنت کی رعایت چاہیی اور درصورت غیر مرجح ہونی کسی مذہب کی انتقال طرف
اوسکی بیجا ہیی شرط ثانی کی یون تفصیل چاہیی کہ منتقل اگر کسی مذہب مین تنگی پاوی اور وہ اس
تنگی کا متحمل نہو اور شریعت سی مخاطب عمل بالرخصتہ کا ہو تو اوسکو اختیار ہی جس مذہب کو
آسان اپنی لایق دیکہے اوسکی طرف انتقال کری اور اگر وہ اس تنگی کا متحمل ہو سکتا ہی اور شریعت سے
مخاطب اختیار عزیمت کا ہے تو رخصت والی مذہب کے طرف انتقال نکری شرط تیسری مین

یہہ ضمیمہ چاہیئی کہ رعایت واحتیاط وعزیمت کی ساتھہ اپنی اہلیت کو بھی دیکھہ لی اگر یہہ اہل عزیمت
واحتیاط کا ہی تو اوسکی رعایت اوسپر واجب ہہی اور اگر یہہ اہل رخصت کا ہے تو اوسپر رعایت
احتیاط واجب نہین اور باوجود عدم احتیاط کے دوسرے مذہب مین انتقال اسکا جایز ہے زیادہ
تفصیل اور دلیل اسکے بضمن رد قول قہستانی کی جو عنقریب آتا ہی لکھی جاویگی تیسری شرط چوتھی یعنی
رعایت تلفیق سو محل کلام ہے بنا اسکی مذہب متاخرین پر ہی اور کوئی دلیل شرعی اسپر قایم نہین نہ
کتاب نہ سنت نہ اجماع نہ قیاس اور متقدمین خصوصًا اور سارے حنفی مذہب کی نزدیک یہہ تلفیق جایز ہے
اور انتقال مذہب مین رعایت عدم تلفیق کی کچھہ ضرورت نہین اس سی زیادہ بیان اسکا جواب مین
قول مابعد کی آتا ہی **اور جو آپ نی** درمختار سی نقل کیا ہی کہ حکم ملفق بالاجماع باطل ہے
اسکا جواب اسی درمختار کی شرح طحطاوی سی اور سید بادشاہ کی تحریر سی اور صاحب بحر الرائق
حنفی کے رسالہ سی اور ابن ملا فروخ مکی حنفی کی رسالہ قول سدید سی جسمین فتوی بعض علمای خوارزم
اور نقل امام ابو یوسف سی استشہاد ہی معیار الحق مین صفحہ ۱۱۵ سی صفحہ ۱۱۸ تک مرقوم ہی خلاصہ اسکا
یہہ کہ صاحب درمختار کا دعوی اجماع عدم جواز تلفیق پر باطل ہہی اور مذہب مختار و منصور مین تلفیق
مذہب جایز ہی اور امتناع تلفیق فقط بعض متاخرین کی رای ہے کوئی دلیل نص یا اجماع یا قیاس
اسپر قایم نہین **اور جو آپنی** درمختار سی نقل کیا ہی کہ رجوع یعنی پھر جانا مجتہد کی تقلید سی بعد
عمل کے باطل ہے اور آپکی پیشوای محمد شاہ نی اسپر اجماع کا بھی دعوی کیا ہے **اسکا جواب**
عقد الفرید شرنبلالی حنفی سی اور مسلم الثبوت فاضل محب اللہ حنفی سی اور تقریر الاصول صاحب
ہدایہ حنفی سی اور مغتنم الحصول فاضل قندہاری حنفی سی اور رد المحتار حاشیہ درمختار سی اور
طحطاوی حاشیہ اسی درمختار سی اور شرح مسلم الثبوت سی معیار الحق مین صفحہ ۱۰۴ سے صفحہ ۱۰۹
تک پڑہی کر دو قریب سطر ہے حاصل اوسکا یہہ ہے کہ دعوی اجماع کا عدم جواز رجوع بعد العمل
پر فقط ابن حاجب اور آمدی نی کیا ہی باقی محققین اوسکے جواز کی قایل ہین اور جو عدم جواز
رجوع کی بھی یہہ معنی نہین کہ جب کسی مقلد نی کسی مجتہد کی قول پر ایکدفعہ عمل کیا تو اوسکو

تمام عمر اوس قول سی رجوع کرنا اور اوسکا چھوڑ دینا جائز نہین بلکہ معنی اوسکی یہہ ہین کہ جس حادثہ
معینہ مین کسی مجتہد کے قول پر عمل کر چکا ہے خاص اوس حادثہ مین اوسکی قول سی رجوع نکرے اوسکے
سوا اور حوادث مین اوسکو اختیار ہے جسکی چاہی تقلید کرلی اور اس مجتہد کی قول کو بلاشک
چھوڑ دی اس مقام مین ایک عبارت ردالمحتار کی عبارات متذکرہ سی بمراد تمثیل نقل کیجاتی
ہے قَالَ فِی شَرْحِ قَوْلِ صَاحِبِ الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَاَنَّ الرُّجُوْعَ عَنِ التَّقْلِیْدِ الخ اَوْ هُوَ مَحْمُوْلٌ عَلٰی
مَنْعِ التَّقْلِیْدِ فِیْ تِلْكَ الْحَادِثَةِ بِعَیْنِهَا لَا مِثْلِهَا كَمَا صَرَّحَ بِهِ الْاِمَامُ السُّبْكِیُّ وَتَبِعَهُ
عَلَیْهِ جَمَاعَةٌ وَذٰلِكَ كَمَا صَلَّی الظُّهْرَ بِمَسْحِ رُبْعِ الرَّاْسِ مُقَلِّدًا لِلْحَنَفِیِّ فَلَیْسَ لَهُ
اِبْطَالُهَا بِاعْتِقَادِ لُزُوْمِ مَسْحِ الْكُلِّ مُقَلِّدًا لِلْمَالِكِیِّ وَاَمَّا لَوْ صَلّٰی یَوْمًا عَلٰی مَذْهَبٍ
وَاَرَادَ اَنْ یُّصَلِّیَ یَوْمًا اٰخَرَ عَلٰی غَیْرِهٖ لَا یُمْنَعُ مِنْهُ عَلٰی اَنَّ فِیْ دَعْوَی الْاِتِّفَاقِ
نَظَرًا فَقَدْ حُكِیَ الْاِخْتِلَافُ فَیَجُوْزُ اتِّبَاعُ الْقَائِلِ بِالْجَوَازِ كَذَا اَفَادَهُ الْعَلَّامَةُ
الشُّرُنْبُلَالِیُّ فِی الْعِقْدِ الْفَرِیْدِ ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذِكْرِ فُرُوْعِ اَهْلِ الْمَذَاهِبِ صَرِیْحَةً بِالْجَوَازِ
وَكَلَامٍ طَوِیْلٍ فَتَحَصَّلَ مِمَّا ذَكَرْنَاهُ اَنَّهٗ لَیْسَ عَلَی الْاِنْسَانِ الْتِزَامُ مَذْهَبٍ مُعَیَّنٍ
وَاَنَّهٗ یَجُوْزُ لَهُ الْعَمَلُ بِخِلَافِ مَا عَمِلَهٗ عَلٰی مَذْهَبِ غَیْرِ اِمَامِهٖ مُسْتَجْمِعًا شُرُوْطَهٗ
وَالْعَمَلُ بِاَمْرَیْنِ مُتَضَادَّیْنِ فِیْ حَادِثَتَیْنِ لَا تَعَلُّقَ لِوَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بِالْاُخْرٰی انتهی
مَا فِیْ رَدِّ الْمُحْتَارِ حَاشِیَةِ الدُّرِّ الْمُخْتَارِ اور اسی مضمون کی ایک مثال خود زبان
گوہر فشان حضرت امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد سی فتاوی عالمگیری مین منقول
ہے اور معیار الحق کی صفحہ ۱۴ مین موجود طالب شایق اصل فتاوی عالمگیری یا کتاب معیار الحق
مین اسکو ملاحظہ کری اور جو آپنے درمختار سی نقل کیا ہی کہ مقلد کی قضا خلاف اپنی مذہب کے
نافذ نہین ہوتی اسکا جواب معیار الحق کی صفحہ ۱۲۶ مین باستشہاد فتح القدیر کی یہہ مسطور
ہے کہ نافذ نہونا قضاء مقلد کا خلاف مذہب اپنی امام کی اس سبب سی نہین ہے کہ مقلد کو خروج
اپنے مذہب سے ناجائز ہی بلکہ اس نظر سی ہے کہ اسکو خاص ایک مذہب کی قضا سپرد کی گئی

ہے عام اختیار نہیں دیا گیا تاکہ ہر مذہب کی موافق قضا کرسکیں نافذ نہونا قضا کا خلاف
اپنے مذہب کے لوازم تعین مذہب سے نہوا بلکہ ولایت خاصہ کی تقتضا سی ہی اور یہان علاوہ اس جواب کے
قول در مختار کا صاف ابطال کیا جاتا ہی اور بمقابل اوسکی نافذ ہو جانا قضا ہی مقلد کا خلاف
اپنے مذہب کے بعض شروح در مختار و بحر الرائق و فتاوی عالمگیری وغیرہ معتبرات حنفیہ سی ثابت
کیا جاتا ہی قوله وَاَمَّا التَّقْلِيْدُ فَلَا يَنْفُذُ الخ يُعَارِضُهُ صَرِيْحُ عِبَارَةِ شَرْحِ الطَّحَاوِي
السَّابِقَةِ وَبِمَا بَعْدَهَا فَاِنَّ وَضْعَهَا فِي الْمُقَلِّدِ كَذَا فِي الطَّحْطَاوِيِّ وَذُكِرَ فِي شَرْحِ
الطَّحَاوِيِّ وَجَامِعِ الْفَتَاوٰى لِقَاضِي اِذَا لَمْ يَكُنْ مُجْتَهِدًا وَلٰكِنَّهُ قَضٰى بِتَقْلِيْدِ فَقِيْهٍ
ثُمَّ تَبَيَّنَ اَنَّهُ خِلَافُ مَذْهَبِهِ يَنْفُذُ وَلَيْسَ لِغَيْرِهِ نَقْضُهُ الخ اِذَا قَضٰى فِي
فَصْلٍ مُجْتَهَدٍ فِيْهِ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ بِذٰلِكَ الْاَصَحُّ اَنَّهُ لَا يَجُوْزُ قَضَاؤُهُ وَاِنَّمَا يَنْفُذُ
اِذَا عَلِمَ بِكَوْنِهِ مُجْتَهَدًا فِيْهِ قَالَ شَمْسُ الْاَئِمَّةِ وَهٰذَا ظَاهِرُ الْمَذْهَبِ كَذَا فِي
خِزَانَةِ الْمُفْتِيْنَ وَفِي الْخُلَاصَةِ اَنَّ هٰذَا الشَّرْطَ يَعْنِي كَوْنَهُ عَالِمًا بِالْاِخْتِلَافِ
وَاِنْ كَانَ ظَاهِرَ الْمَذْهَبِ لٰكِنْ يُفْتٰى بِخِلَافِهِ كَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ وَذُكِرَ فِي مَجْمُوْعِ
النَّوَازِلِ سُئِلَ شَيْخُ الْاِسْلَامِ عَطَاءُ بْنُ حَمْزَةَ عَنْ اَبِ الصَّغِيْرَةِ زَوَّجَهَا مِنْ
صَغِيْرٍ وَقَبِلَ اَبُوْهُ وَكَبِرَ الصَّغِيْرَانِ وَبَيْنَهُمَا غَيْبَةٌ مُنْقَطِعَةٌ وَقَدْ كَانَ التَّزْوِيْجُ
بِشَهَادَةِ الْفَسَقَةِ هَلْ يَجُوْزُ لِلْقَاضِي اَنْ يَبْعَثَ اِلٰى شَافِعِيِّ الْمَذْهَبِ لِيُبْطِلَ هٰذَا
النِّكَاحَ بِسَبَبِ اَنَّهُ كَانَ بِشَهَادَةِ الْفَسَقَةِ قَالَ نَعَمْ وَلِلْقَاضِي الْحَنَفِيِّ اَنْ يَفْعَلَ ذٰلِكَ
بِنَفْسِهِ اَخْذًا بِهٰذَا الْمَذْهَبِ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ مَذْهَبَهُ وَهِيَ مَسْئَلَةُ الْقَضَاءِ عَلٰى
خِلَافِ مَذْهَبِهِ اِلٰى اٰخِرِ مَا فِي الْفَتَاوٰى الْعَالَمْگِيْرِيَّةِ یہہ چند عبارتیں معتبرات حنفیہ
کی الزاماً نقل کی گئی ہیں انسے صاف ثابت ہوتا ہی کہ قضا مقلد کی خلاف اپنی مذہب کے نافذ
ہو جاتی ہے اور قول در مختار کا مذہب ائمہ حنفیہ کی خلاف ہے اب مخاطبین کو لازم ہے
کہ ان روایات ائمہ مذہب کو بسر و چشم قبول کر کی قضا ہی مقلد بخلاف مذہب نافذ سمجھیں اور

دعوی وجوب التزام مذہب معین سی رجوع کرین آور درصورت نمانتی ان روایات ائمہ کے
اپنے تئین لامذہب سمجھکر اورون کو معذور کہین اور جواب نے فتاوی حمادیہ سی نقل کیا
کہ جو کوئی اہل اجتہاد سی نہو اور وہ ایک قول سی دوسری کی طرف انتقال کری تو لایق تعزیر
ہے اسکا جواب تحریر ابن ہمام اور شرح تحریر ابن امیرحاج اور شرح تحریر سید بادشاہ اور
عقد الفرید شرنبلالی حنفی اور جزیل المواہب امام سیوطی اور شرح مسلم الثبوت اور رد المحتار حاشیہ
درمختار سی معیار الحق مین صفحہ ۱۲۰ سی صفحہ ۱۲۲ تک مبسوط ہی حاصل تقریر شرح مسلم الثبوت
اور رد المحتار کا اوسکی جواب مین یہہ ہے کہ حکم تعزیر اسی انتقال کی نسبت ہے جسمین تلاعب اور کھیل
مقصود ہو اور غرض فاسد ملحوظ ہو ورنہ انتقال غرض صحیح اور نیت صالح سی محمود اور ماجور
ہوگا اور حاصل تقریر یا ہے کتابون کا کتب مذکورہ بالا سی یہہ ہے کہ یہہ حکم تعزیر محض
تشدید اور الزام بلا موجب ہے اور دعوی بلا دلیل ہے کوئی دلیل شرعی یا عقلی التزام مذہب اور
عدم جواز انتقال پر قایم نہین لہذا مقلد کو اختیار ہے جس مذہب پر چاہی چلے اور جسطرف
چاہی انتقال کری زیادہ تفصیل اور تائید اس جواب کی کلام سی شعرانی اور ملا علی قاری وغیرہ کی بذیل
رد قول قہستانی کی بجواب قول ما بعد مخاطب کی آویگی انشاء اللہ تعالی اور جواب نے
قہستانی سی نقل کیا ہی کہ جو لوگ مواضع اختلاف مین سب کو حق کہتی ہین جیسی معتزلہ وہ
لوگ عامی کو ہر مذہب پر چلنی کا اختیار دیتی ہین اور جو لوگ مواضع اختلاف مین حق ایک جانب
سمجھتے ہین وہ لوگ عامی کی واسطی التزام مذہب ضروری کہتی ہین اسکا جواب یہہ ہے کہ
قہستانی اس لایق نہین کہ اسکی قول یا نقل پر اعتماد کیا جاوی اور احکام حلال و حرام فرض و
واجب مین اسکی بات سنی جاوی یہہ شخص ایک خنگلی جاہل بے تمیز تھا اور علم و فقاہت سی
محض عاری کتابین سچا کرتا تھا اور اسی ذریعہ سی جس کتاب مین کوئی بات واہی تباہی
دیکھتا اوسکو اپنی تصنیف مین درج کردیتا جیسی حاطب اللیل یعنی رات کو اندھیرے مین لانی والا
سوکھی گیلی گھاس پلاس کانٹا سانپ بچھو سب کچھہ بلا تمیز اوٹھا لاتا ہے ویسی ہی

حضرت کا انداز تھا اسیواسطی علمائی لقب آپکا حاطب اللیل بتقریر کرر کہا اور علم و کمال آپکا فقط
کتابفروشی مین جو بمثل الحمار یحمل اسفارا اسی پر بکہ نہین ہے منحصر کرر کہا ہی چنانچہ ملا علی قاری
حنفی بد رسیتا وہ کلام ہین عصام الدین کی رسالہ سہم العوارض فی رد الروافض فرماتی ہین
ثُمَّ اَغْرَبَ اَیْضًا یَعْنِی الْقُهُسْتَانِیَّ فِی نَقْلِهٖ اَنَّهٗ لَوِ انْتَقَلَ حَنَفِیٌّ اِلَی الشَّافِعِیِّ لَمْ
تُقْبَلْ شَهَادَتُهٗ وَاِنْ کَانَ عَالِمًا کَمَا فِی اٰخِرِ الْجَوَاهِرِ وَهٰذَا کَمَا تَرٰی لَا یَجُوْزُ لِمُسْلِمٍ
اَنْ یَتَفَوَّهَ بِمِثْلِهٖ فَاِنَّ الْمُجْتَهِدِیْنَ مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ کُلُّهُمْ عَلَی الْهِدَایَةِ
وَلَا یَجِبُ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَنْ یَّکُوْنَ حَنَفِیًّا اَوْ شَافِعِیًّا اَوْ مَالِکِیًّا
اَوْ حَنْبَلِیًّا بَلْ یَجِبُ عَلٰی اٰحَادِ النَّاسِ اِذَا لَمْ یَکُنْ مُجْتَهِدًا اَنْ یُقَلِّدَ اَحَدًا
مِنْ هٰؤُلَاءِ الْاَعْلَامِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ
وَلِقَوْلِ بَعْضِ مَشَائِخِنَا مَنْ تَبِعَ عَالِمًا لَقِیَ اللّٰهَ سَالِمًا وَاَمَّا مَا اشْتَهَرَ
عَنِ الْحَنَفِیَّةِ مِنْ اَنَّ الْحَنَفِیَّ اِذَا انْتَقَلَ اِلٰی مَذْهَبِ الشَّافِعِیِّ یُعَزَّرُ وَاِذَا کَانَ
الْاَمْرُ بِالْعَکْسِ یُخْلَعُ فَهُوَ قَوْلٌ مُبْتَدَعٌ وَمُخْتَرَعٌ نَعَمْ لَوِ انْتَقَلَ لِطَمَعٍ مَّا فِی
مَذْهَبِهِ الْاَوَّلِ سَوَاءٌ کَانَ حَنَفِیًّا اَوْ شَافِعِیًّا یُعَزَّرُ فَتَدَبَّرْ فَاِنَّهٗ یَجِبُ
حَمْلُهٗ عَلٰی مَا تَقَرَّرَ وَتَحَرَّرَ وَلَقَدْ صَدَقَ عِصَامُ الدِّیْنِ فِیْ حَقِّ الْقُهُسْتَانِیِّ
اَنَّهٗ لَمْ یَکُنْ مِنْ تَلَامِذَةِ شَیْخِ الْاِسْلَامِ الْهَرَوِیِّ لَا مِنْ اَعَالِیْهِمْ وَلَا
مِنْ اَدَانِیْهِمْ وَاِنَّمَا کَانَ دَلَّالَ الْکُتُبِ فِیْ زَمَانِهٖ وَلَا کَانَ یَعْرِفُ الْفِقْهَ وَ
غَیْرَهٗ بَیْنَ اَقْرَانِهٖ وَیُؤَیِّدُهٗ اَنَّهٗ یَجْمَعُ فِیْ شَرْحِهٖ هٰذَا بَیْنَ الْغَثِّ وَالسَّمِیْنِ وَالصَّحِیْحِ
وَالضَّعِیْفِ مِنْ غَیْرِ تَحْقِیْقٍ وَتَدْقِیْقٍ فَهُوَ کَحَاطِبِ اللَّیْلِ جَامِعِ الرَّطْبِ وَالْیَابِسِ فِی النَّیْلِ
سَامَحَهُ اللّٰهُ بِفَضْلِهٖ وَکَرَمِهٖ وَلَا جَعَلَنَا مِمَّنْ تَزِلُّ قَدَمُهٗ اَوْ قَلَمُهٗ انتہی اس عبارت
کا ترجمہ یہی مناسب معلوم ہوتا ہی تاکہ اس سے اتباع قہستانی کی کہ دمہ کے سامنی خاک ڈرہی اور اہل
حق اتباع سنت کی آنکھین سرد ہوں ترجمہ اسکا یہہ ہے کہ پہر قہستانی نی ایک انوکھی بات

نقل کی ہے وہ یہہ ہے کہ اگر حنفی المذہب شافعی مذہب کے طرف انتقال کری تو اوسکی گواہی مقبول نہین اگرچہ
وہ عالم ہی ہو چنانچہ آخر کتاب جواہر مین یہہ مسئلہ مذکور ہے سو اس بات کو تم دیکھتی ہو ایسی ہے کہ مسلمان کو
ایسی بات کا موہنہ سی نکالنا جایز نہین کیونکہ مجتہد سبہی اہلسنت و جماعت کی ہدایت پر ہین اور کسیکو یہہ لازم نہین
کہ خاص کر حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی ہو جاوی بلکہ عام لوگون مین جو کوئی رتبہ اجتہاد کو نہ پہونچا ہو
اوسپر بلا التعیین اتباع کسی مجتہد کا اونمین سی واجب ہے کیونکہ اللہ تعالی نی فرمایا ہے پوچہہ لو تم کسی اہل
ذکر سی اگر تم نہین جانتے اور ہماری بعض مشایخ نی کہا ہے کہ جو کوئی کسی عالم کا تابع ہو گیا وہ اللہ
تعالی کو باسلامت ملیگا اور جو یہہ حنفیون سی مشہور کرتی ہین کہ اگر کوئی حنفی المذہب شافعی مذہب کے طرف
انتقال کری تو اوسکو تعزیر دیجاوی اور اگر شافعی المذہب حنفی مذہب کے طرف آوی تو اوسکو خلعت
دیجاوی یہہ ایک بدعت اور بناوٹ کی بات ہی البتہ اگر مذہب اول پر طعن کر کی انتقال کری تو لایق تعزیر ہے
خواہ حنفی ہو خواہ شافعی پس اسکو سوچ لی کیونکہ اسی پر عمل کرنا چاہیے حکم تعزیر کو اور بلا اشتباہ صحیح فرمایا ہے
عصام الدین نے قہستانی کے حق مین کہ یہہ شیخ الاسلام ہروی کی شاگردون مین نہ تہا نہ بڑون مین نہ
چہوٹون مین بجز اسکے کہ شیخ الاسلام کی زمانہ مین کتابون کا دلال تہا اور کچہہ نہ تہا اور اپنی ہمعصرون مین
نہ فقہ جانتا تہا نہ کوئی اور علم اور اس بات کا موید یہہ امر ہی کہ یہہ اپنے اس شرح مین سب رطب و یابس صحیح
ضعیف روایتین جمع کیے جاتا ہی نہ کسی روایت کی تحقیق کرتا ہے نہ صحت دیکہتا ہی پس حاطب اللیل
یعنی رات کو ایندہن لانی والی کی طرح ہے جو سب کچہہ گیلی سوکہی مین کی سمیٹ لاتا ہی اللہ تعالی
اسکو ان باتون پر نہ پکڑی اور اسکا قصور معاف کری اور ہمکو اونمین نکری جنکا قدم یا قلم پہسل
جاوی تمام ہوا کلام ملا علی قاری کا اب حضرات مخاطبین اتباع قہستانی کیا تو قہستانی کی
اتباع اور اوسکی کلام کے تمسک سی توبہ کرین اور کیا ملا علی قاری کی اس انعام و اکرام اور عطای
خطاب کو بحق قہستانی تعصب اور گستاخی سمجہکر اوسکے اتباع اور اوسکی کلام کی تمسک سی جو جا بجا
عمل مین لاتی ہین استغفار بجا لاوین اب ہم بقطع نظر قہستانی کی جہل و بی اعتباری سے رد اوسکی
کلام کا علمای مذہب سے نقل کرتی ہین اور اسکا یہہ دعوی کہ مواضع اختلاف مین سب کو حق پر کہنا

فقط معتزلہ کا مذہب ہے باطل کر دکھاتی ہیں واضح ہو کہ مسئلہ تعدد حق سے معتزلہ کو کچھ خصوصیت
نہیں بڑے بڑے رئیس ائمہ اہلسنت وجماعت کا بھی یہی مذہب ہے شیخ ابو الحسن وغیرہ اشاعرہ اور قاضی
ابو بکر باقلانی اور امام ابن عبد البر مالکی اور امام ابو یوسف اور امام محمد شاگردان امام مذہب حنفی اور ابن
شریح اور شیخ اکبر صاحب فتوحات مکی اور شیخ عبد الوہاب شعرانی یہہ سب حضرات یہی مذہب کہتے
ہیں کہ مواضع اختلاف میں سب حق پر ہوتے ہیں چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ عقد الجید میں فرماتے ہیں
اختلفوا في تصويب المجتهدين في المسائل الفرعية التي لا قاطع فيها هل كل مجتهد فيها
مصيب أو المصيب فيها واحد وقال بالأول الشيخ أبو الحسن الأشعري والقاضي
أبو بكر وأبو يوسف ومحمد بن الحسن وابن شريح ونقل عن جمهور المتكلمين من الأشاعرة
والمعتزلة وفي كتاب الخراج لأبي يوسف إشارات إلى ذلك تقاربه التصريح
الخ اور محی السنہ بغوی تفسیر معالم میں فرماتے ہیں واحتج من ذهب إلى أن كل مجتهد مصيب
بظاهر الآية أي آية كلا آتيناه حكما وعلما والخبر حيث وعد الثواب للمجتهد على
الخطاء وهو قول أصحاب الرأي وذهب جماعة إلى أنه ليس كل مجتهد مصيب
بل إذا اختلف اجتهاد المجتهدين في حادثة كان الحق مع واحد لا بعينه انتهى
اور ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں ومنها أن المجتهد قد يخطي وقد يصيب
وذهب بعض الأشاعرة والمعتزلة إلى أن كل مجتهد مصيب انتهى مختصرا اور
شیخ عبد الوہاب شعرانی جنکے کلام سے مخاطب بھی جابجا متمسک ہے میزان کبری کے صفحہ ۱۱
میں فرماتے ہیں وكذلك ابن عبد البر كان يقول كل مجتهد مصيب و صفحہ ۳۱
میں اسکے فرماتے ہیں فإن قلت فإذا قلتم أن جميع مذاهب المجتهدين لا يخرج
شيء منها عن الشريعة فأين الخطاء الوارد في حديث إذا اجتهد الحاكم وأخطأ
فله أجر وإن أصاب فله أجران مع أن استمداد العلماء كلهم من بحر الشريعة
فالجواب أن المراد بالخطاء ههنا هو خطاء المجتهدين في عدم مصادفة

الدليل في تلك المسئلة لا الخطاء الذي يخرج به عن الشريعة لانه اذا خرج عن
الشريعة فلا اجر له لقوله صلعم كل عمل ليس عليه امرنا فهو رد اه وقد اثبت
الشارع له الاجر فما بقي الا ان معنى الحديث ان الحاكم اذا اجتهد وصادف
نفس الدليل الوارد في ذلك عن الشارع فله اجران وان لم يصادف عين
الدليل وانما صادف حكمه فله اجر واحد فالمراد بالخطاء ههنا الخطاء
الاضافي لا الخطاء المطلق فافهم فان اعتقادنا ان سائر الائمة المسلمين
على هدى من ربهم الى ان قال في صفحه ۳۴ فيا سعادة من اطلعه الله على
عين الشريعة ورأى ان كل مجتهد مصيب ويا ندامة من قال المصيب
واحد والباقي مخطئ الى ان قال في صفحه ۳۵ نقلا عن فتوحات الشيخ
محي الدين ابن العربي لا ينبغي لاحد ان يخطئ مجتهدا او يطعن في كلامه
هذا اخر ما نقلناه عن الشعراني مختصرا غاية الاختصار امر کی عبارتین شعرانی
کی متضمن اس مضمون کی آئندہ بہی کئی جگہ آوینگی مگر اس مسئلہ تعدد حق مین تفصیل مطلوب ہے
اور اس امر کی تنقیح لابدی ہے کہ دو قول باہم مخالف جنمین ایک کا متقضاے حلت ایک شی کی
ہوا اور متقضاے دوسرے کا حرمت اوس چیز کی کیونکر حق ہو سکتے ہین سو ایک صورت اسکی
امکان کی جسمین طالب حق کو اطمینان حاصل ہو اسمقام مین لکہی جاتی ہے جسکو اس سے زیادہ تفصیل
اور تحقیق مطلوب ہو وہ کتاب عقد الجید کی اوائل مین نظر کرے بیان اس صورت کا یہہ ہے کہ
مسئلہ تعدد حق مین حق ہونا اور لایق عمل ہونا دو قول مختلف کا ایک شخص کے حق مین ایک ہی
وقت ایک ہی حالت مین مراد نہین ہے جسمین دو ضدونکا باہم جمع ہونا لازم آتا ہی بلکہ حق
اور لایق عمل ہونا اونکا دو شخصونکی حق مین ہے جنمین ایک شخص کے نسبت ایک قول حق اور
لایق عمل ہے اور دوسرے کی واسطے دوسرا قول حق اور لایق عمل ہے یا ایک ہی شخص کے واسطے
ایک حالت اور ایک زمانہ مین ایک قول حق اور لایق عمل ہے اور دوسرے حالت اور دوسرے

زمانہ مین دوسرا قول حق اور لایق عمل ہے انمین ایک قول عزیمت اور احتیاط او تشدید پر محمول ہے اور یہہ ایک شخص قوی الایمان قوی الجسم غیر معذور اور غیر ضعیف کے حق مین لایق عمل ہے اور دوسرا قول جواز اور رخصت اور تخفیف پر محمول ہے اور یہہ دوسرے شخص ضعیف الایمان ضعیف الجسم معذور لاچار کی حق مین لایق عمل ہے اور ان دونون قولون مین پہلا قول دوسرے شخص کی حقمین واجب التعمیل والقبول نہین ہے اور دوسرا قول پہلی شخص کے حق مین جائز العمل والاعتماد نہین علی ہذا القیاس حق ہونا اون دونون کا ایک شخص کے حقمین دو وقتون او دو حالتون مین سمجھنا چاہیے الغرض حق اور لایق عمل ہونا ہر ایک قول کا ایک شخص کے حق مین ایک حالت مین نہین بلکہ دو شخصون کے حق مین ہے یا ایک شخص کے حق مین دو حالتون اور دو وقتون مین ہے پس اس تقدیر پر دونون قول مختلف با وجود ضدیت کی حق ہی ہے اور دو ضدونکا جمع ہونا بھی لازم نہ آیا اس مضمون کو امام شعرانی نے میزان کبری تیس جزو کی کتاب مین ادا کیا ہے اور محض اسی مضمون کے اثبات مین وہ کتاب تصنیف کی ہے دو ایک عبارتین اوسکی اس مقام مین بنظر تصدیق اس مضمون کی نقل کیجاتی ہین قال رحمہ اللہ فی خطبۃ کتابہ وتوضیح لک ذلک ان تعلم یا اخی ان الشریعۃ جاءت من حیث الامر والنہی علی مرتبتین تخفیف وتشدید لا علی مرتبۃ واحدۃ کما سیأتی ایضاحہ فی المیزان فان جمیع المکلفین لا یخرجون عن قسمین ضعیف وقوی من حیث ایمانہ وجسمہ فی کل عصر وزمان فمن قوی منہم خوطب بالتشدید والاخذ بالعزائم ومن ضعف منہم خوطب بالتخفیف والاخذ بالرخص وکل منہما حینئذ علی شریعۃ من ربہ فلا یؤمر القوی بالنزول الی الرخصۃ ولا یکلف الضعیف بالصعود للعزیمۃ وقد رفع الخلاف فی جمیع ادلۃ الشریعۃ واقوال علمائہا عند کل من عمل بہذہ المیزان وقول بعضہم ان الخلاف الحقیقی بین طائفتین مثلا لا یرتفع بالحمل محمول علی من لم یعرف قواعد ہذا الکتاب لان الخلاف

الذی لا یرتفع من بین اقوال ائمة الشریعة مستحیل عند صاحب هذه المیزان
فامتحن یا اخی ما قلته لک فی کل حدیث ومقابله او کل قول ومقابله تجد
کل واحد منهما لا بد ان یکون مخففا والآخر مشددا ولکل منهما رجال
فی حال مباشرتهم الاعمال ومن المحال ان لا یوجد لنا قولان معا فی حکم واحد
مخففان او مشددان وقد یکون فی المسئلة الواحدة ثلاثة اقوال او اکثر او قول
مفصل فالحاذق یرد کل قول الی ما یناسبه ویقاربه فی التخفیف والتشدید
بحسب الامکان وقد قال الامام الشافعی رحمه الله وغیره ان اعمال
الحدیثین او القولین اولی من الغاء احدهما وان ذلک من کمال مقام الایمان
الی ان قال ثم ان لکل من المرتبتین رجالا فی حال مباشرتهم للتکالیف فمن
قوی منهم من حیث ایمانه وجسمه خوطب بالعزیمة والتشدید الوارد فی الشریعة
صریحا او مستنبطا منها فی مذهب ذلک المکلف او غیره ومن ضعف من حیث
مرتبة ایمانه وجسمه خوطب بالرخصة والتخفیف الوارد کذلک فی الشریعة
صریحا او المستنبط منها فی مذهب ذلک المکلف او مذهب غیره کما اشار الیه
قوله تعالی فاتقوا الله ما استطعتم خطابا عاما وقوله صلی الله علیه وسلم اذا
امرتکم بامر فاتوا منه ما استطعتم ای کذلک فلا یومر القوی المذکور بالنزول
الی مرتبة الرخصة والتخفیف وهو یقدر علی العمل بالعزیمة والتشدید لان
ذلک کالتلاعب بالدین کما سیاتی ایضاحه فالمرتبتان المذکورتان علی الترتیب
الوجوبی لا علی التخییر فلیس لمن قدر علی استعمال الماء حسا او شرعا ان یتیمم
بالتراب ولیس لمن قدر علی القیام فی الفریضة ان یصلی جالسا ولیس لمن قدر
علی الصلوة جالسا ان یصلی علی الجنب الی ان قال فامتحن یا اخی بهذه المیزان
جمیع الاوامر والنواهی الواردة فی الکتاب والسنة وما ابتنی وتفرع علی ذلک

من جميع اقوال المجتهدين ومقلديهم الى يوم الدين تجدها كلها لا تخرج عن مرتبتي
تخفيف وتشديد ولكل منهما رجال كما سبق ومن تحقق بما ذكرنا ذوقا
وكشفا كما ذقناه وكشف لنا وجد جميع اقوال المجتهدين ومقلديهم داخلة في
قواعد الشريعة المطهرة وصحت مطابقة قوله باللسان ان سائر الائمة على
هدى من ربهم لاعتقاده ذلك بالجنان وعلم جزما ويقينا ان كل مجتهد مصيب
ورجع عن قوله المصيب واحد لا بعينه الى ان قال اذا نظرت بعين الانصاف
تحققت بصحة الاعتقاد ان سائر ائمة الاربعة ومقلديهم على هدى من
ربهم في ظاهر الامر وباطنه ولم تعترض على من تمسك بمذهب من مذاهبهم
على من انتقل من مذهب منها الى مذهب لا على من قلد غير امامه منهم في اوقات
الضرورات الى ان قال من الواجب على كل مقلد من طريق الانصاف ان لا يعمل
برخصة قال بها امام مذهبه الا ان كان من اهلها وانه يجب عليه العمل
بالعزيمة التي قال بها غير امامه حيث قدر عليها لان الحكم راجع الى كلام
الشارع بالاصالة لا الى كلام غيره لاسيما ان كان دليل الغير اقوى خلاف
ما عليه بعض المقلدين حتى انه قال لي لو وجدت حديثا في البخاري ومسلم
لم يأخذ به امامي لا اعمل به وذلك جهل منه بالشريعة واول من يتبرأ
منه امامه وكان من الواجب عليه حمل امامه على انه لم يظفر بذلك الحديث
او لم يصح عنده اذ لم اظفر بحديث مما اتفق عليه الشيخان قال بضعفه احد
ممن يعتد بتضعيفه ابدا هذا آخر ما لخصناه من كلام الشعراني رحمه الله تعالى
وسازيد عليه عبارات اخرى له فيما سيجئ ان شاء الله تعالى والمراد
من المقلدين الذين الحقهم بالمجتهدين في كونهم على هدى من ربهم وكون
اقوالهم داخلة في قواعد الشريعة المطهرة هم المجتهدون في المذهب ومن

يلونهم من اصحاب الطبقة الثالثة المذكورة في الصفحة الثامن والاربعين من هذا المجلد في متن منح الباري فانهم مع ما معهم من ملكة الاستنباط يسمون مقلدين كما قال مولانا شاه ولي الله في عقد الجيد واما الذي هو دونه في الرتبة فهو مجتهد في المذهب هو مقلد لامامه فيما ظهر فيه نصه الى اخر ما قال وقد نقلناه فيما سلف في هذه الرسالة اس بيان سے ثابت ہوگیا کہ مسئلہ تعدد حق عین حق ہے اور اکابر اہلسنت اسکے قایل ہین اور خصوصیت سکے متفرع سی جیسا کہ قہستانی سمجہا ہی باطل ہے اور جب یہہ خصوصیت باطل ہوئی تو تعیین مذہب امام واحد جسکو قہستانی نی اسی خصوصیت پر متفرع کیا تہا نیز باطل ہوگئی بحکم اذا بطل الاصل بطل الفرع اور اگر ہم بطور تنزل مذہب وحدت حق کو مان لین اور تسلیم کرلین کہ مواضع اختلاف مین حق ایک ہی شخص ہوتا ہی اور باقی سب خطا پر جب بہی اس سی تعیین مذہب امام واحد کی ثابت نہین ہوتی اسلئے کہ بنا بر اس مذہب کے وہ ایک جسکی جانب حق ہے کوئی معین نہین سب کی طرف اوسکا احتمال ہے اور سب مین دایر ہے چنانچہ بضمن عبارت بغوی گزرا کان الحق مع واحد لا بعينه اور بضمن عبارت شعرانی گزرا رجع عن قوله المصيب واحد لا بعينه اور علی ہذا القیاس اور کتابون مین مسطور اور لوگون مین مشہور ہے کہ حق دایر ہی کسی ایک جانب معین نہین پھر اس سے تعیین ایک مذہب کی کیونکر ثابت ہوگی یہہ اوسوقت ثابت ہو جبکہ وہ صاحب حق خاص کر معین ہوا اور حق ہونا اوسکی مذہب کا بالیقین معلوم ہوا اور اوسکے سوای سب کا خطا پر ہونا یقینا ثابت ہو سو ان باتون کی ثبوت کا قایلین وحدت حق کو بہی دعوی نہین اسیواسطے وہ حق کو دایر کہتی ہین اور الحق مع واحد لا بعينه بول رہے ہین اور صاحب بحر الرائق رسالہ وقف مین مسئلہ قضا بخلاف مذہب مین لکھتی ہین رفی فتاوی الصغری وذكر الصدر الشهيد في شرح ادب القضاء ان قضى القاضي في المجتهدات ينفذ وان لم يكن عن اجتهاد لان القضاء لا ينتقض ما لم يظهر الخطاء بيقين وفي المجتهدات لا نتبين

ذلك فلا ينتقض اذا قضى في المجتهد فيه انتهى ما قال صاحب البحر وفيه
تصريح بان المجتهدات لا يتيقن فيها الخطاء بيقين اگر کسی کو شبهه گزری که درمختار مین
لکها هی که اگر کوئی همارے مذهب اور همارے مخالفین کے مذهب کا حال همسے دریافت کرے تو هم
یهه کهینگی همارا مذهب صواب هے اور خطا هونا اوسکا احتمالی هے اور مذهب مخالفین کا خطا هی اور حق
هونا اوسکا احتمالی هی پس اس سی حق هونا اپنی مذهب کا بالیقین ثابت هوا اور یقینی
کا ثبوت نکل آیا تو جواب اسکا یهه هے که یهه قول درمختار کا محدثات اور مخترعات نسفی کی هے
پہلے اوسکے کوئی اسکا قایل نهین هوا اور کوئی دلیل شرعی بهی اسپر قایم نهین اسیواسطی درمختار
کی شارحین طحطاوی اور شامی نے اوسکو رد کر دیا هی اور حنفیونکی شرح ابن الهمام اور ابن حجر شافعی
ابن ملا فروخ کی حنفی سی خلاف اوسکا نقل کیا هے عبارتین اونکی سعید الحق کی صفحه ۹۴ و صفحه ۹۵ مین
موجود هین وهان نظر کرنی چاهیی اس مقام مین اسکی رد مین تهوڑی سی عبارت میزان کی نقل
کیجاتی هے صفحه ۳۱ مین میزان کی کهاهی فان قلت فما الجواب ان نازعنا احد فيما
قلناه من المقلدين الذين يعتقدون ان الشريعة جاءت على مرتبة واحدة
وهي ما عليه امامه فقط ويرى غير قول امامه خطاء يحتمل الصواب فقلنا
له الجواب اننا نقيم عليه الحجة من فعل نفسه وذلك اننا نراه يقلد غير
امامه في بعض الوقائع فنقول له هل صار مذهب امامك فاسدا حال
عملك بقول غيره ومذهب لغيره صحيحا ام مذهبك باق على صحته حال
عملك بقول غيره ولعله لا يجد له جوابا سديدا يجيبك به ابدا على وجه
الحق انتهى خلاصه جواب قول قهستانی یهه که اول تو قول قهستانی بسبب اوسکی جهل کی لائق
اعتبار و التفات نهین اور بعد تسلیم اوسکی لیاقت کی نفس الامر کی مطابق نهین اور بعد تسلیم
مطابقت کی اوسکی مدعا کو مثبت نهین اب حضرات مخاطبین کو چاهیی که ایک دو اور ایسی
شخصونکی قول معرض مباحثه مین پیش کرین اور اپنی پیشواؤن کی قلعی کهلوا دین اور حج

آینی امام غزالی کا کلام اس مضمون کا نقل کیا ہے کہ مقلد جسکو افضل جان لی امام اسکے سوای دوسری کی تقلید اوسکو جایز نہین بلکہ اوسکے پیروی اوسپر واجب ہے جواب اوسکا یہہ ہے کہ حاصل اوسکا عدم جواز تقلید مفضول با وجود افضل کے ہے ابتدا ہو خواہ بعد تقلید افضل کے اور یہہ اجماع صحابہ کی برخلاف ہی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم با وجود اس اعتقاد کی کہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سب صحابہ سی افضل ہین پہر اور لوگون کی تقلید ابتدا ہی کر لیتی اور بعد مقلد ہونی دونون حضرت کی بعض مسایل مین نیز کر لیا کرتے لہذا جمہور مجتہدین حنفیہ اور مالکیہ اور اکثر حنبلیہ اور شافعیہ اسی جواز کی قایل ہین اور قول عدم جواز کو بدستاویز اجماع صحابہ ضعیف اور مردود کہتی ہین چنانچہ کتب اصول فقہ وغیرہ مین اقوال اونکے مدلل باجماع صحابہ منقول ہین کہا مولانا ولی اللہ نی عقد الجید مین اذا اراد ھذا المتبحر ان یعمل فی مسئلۃ بخلاف مذھب امامہ مقلدا فیھا لامام اخر ھل یجوز لہ ذلک اختلفوا فیہ فمنعہ الغزالی وشرذمۃ وھو قول ضعیف عند الجمھور لان مبناہ علی ان الانسان یجب علیہ ان یاخذ بالدلیل فاذا فات ذلک بجھلہ بالدلائل فمنا اعتقاد افضلیۃ امامہ مقام الدلیل فلا یجوز لہ ان یخالف الدلیل الشرعی ورد بان اعتقاد افضلیۃ الامام علی سائر الائمۃ مطلقا غیر لازم فی صحۃ التقلید اجماعا لان الصحابۃ والتابعین کانوا یعتقدون ان خیر ھذہ الامۃ ابو بکر ثم عمر وکانوا یقلدون فی کثیر من المسائل غیرھما بخلاف قولھما ولم ینکر علی ذلک فکان اجماعا علی ما قلناہ واما افضلیۃ قولہ فی ھذہ المسئلۃ فلا سبیل الی معرفتھا للمقلد الصرف فلا یجوز ان یکون شرطا للتقلید اذ یلزم ان لا یصح تقلید جمھور المقلدین فلو سلم ففی مسئلتنا ھذا علیکم لانہ کثیرا ما یطلع علی حدیث یخالف مذھب امامہ او قیاس قوی یخالف مذھبہ فیعتقد الافضلیۃ فی تلک المسئلۃ لغیرہ وذھب الاکثرون الی جوازہ منھم الامدی وابن الحاجب وابن الھمام والنووی واتباعھم کابن حجر والرملی

وجماعات من الحنابلة والمالكية ممن يفضي ذكر اسمائهم الى التطويل وهو
الذي انعقد عليه الاتفاق من مفتي المذاهب الائمة الاربعة من المتاخرين
واستخرجوه من كلام اوائلهم انتهى اور کہا شیخ ابن الہمام حنفی نے تحریر الاصول میں
اور محب اللہ حنفی نے مسلم میں اور ابن امیر حاج حنفی اور سید بادشاہ نے تحریر کی شرحوں میں اور فاضل
قندھاری نے مغتنم الحصول میں اور امام ابن عبد البر مالکی اور اکمل صاحب عنایۃ اور مولانا عبد العلی
شارح مسلم اور امام شعرانی نے اپنی تصانیف عدیدہ میں اور انکے سوای بیسیوں علما نے نقل
القرافي الاجماع من الصحابة رضي الله عنهم على ان من استفتى ابا بكر وعمر
رضي الله عنهما وقلدهما فله بعد ذلك ان يستفتي غيرهما من الصحابة ويعمل
به من غير نكير واجمع العلماء على ان من اسلم فله ان يقلد من شاء من العلماء
بغير حجر ومن ادعى رفع هذين الاجماعين فعليه الدليل انتهى ما قاله هؤلاء
المذكورون نقلا عن القرافي واللفظ للشعراني وقال صاحب المغتنم بعد نقله
اقول وانت تعلم ان اجماع الصحابة لا يحتمل النسخ باجماع اخر انتهى ما في
المغتنم اور سید شامی نے حاشیہ در مختار میں کہا ہے في تحرير ابن الهمام وشرحه يجوز تقليد
المفضول مع وجود الافضل وبه قال الحنفية والمالكية واكثر الحنابلة والشافعية
وفي رواية عن احمد وطائفة كثيرة من الفقهاء لا يجوز اور کہا سید طحطاوی نے حاشیہ
در مختار میں بل نصوا على جواز التقليد مع وجود الفاضل اور کہا فاضل قندھاری نے
مغتنم الحصول میں تقليد المفضول مع وجود الافضل في العلم جائز عند الاكثر
وعليه الحنفية والمالكية واكثر الشافعية واحمد في رواية وممنوع عند كثير
وعليه ابن سريج والقفال وابن السمعاني واحمد في رواية لنا كثر القطع بان
الصحابة مع تفاوت في رتبهم كانوا يفتون مع الاشتهار والتكرير من غير
نكير على المفتي ولا على المستفتي فكان اجماعا قال الامدي لولا الاجماع لكان

مَذْهَبُ الْخَصْمِ اَوْلَى الْمَانِعُوْنَ اَقْوَالُهُمْ لِلْمُقَلِّدِ كَالْاَدِلَّةِ لِلْمُجْتَهِدِ وَاُجِيْبَ اَوَّلًا بِاَنَّهُ قِيَاسٌ يُعَارِضُ الْاِجْمَاعَ الَّذِيْ ذَكَرْنَا وَثَانِيًا بِالْفَرْقِ فَاِنَّ التَّرْجِيْحَ سَهْلٌ عَلَى الْمُجْتَهِدِ بِخِلَافِ الْعَامِيِّ فِي الْمُسَلَّمِ اَنَّ التَّرْجِيْحَ قَدْ يَكُوْنُ بِالتَّحَرِّيْ كَمَا قَالَ عُلَمَاؤُنَا فِيْ تَعَارُضِ قِيَاسَيْنِ اَقُوْلُ قَدْ مَرَّ عَنِ الْفَتْحِ اَنَّ تَحَرِّيَ الْعَوَامِ لَيْسَ بِوَاجِبٍ وَلَا مُوْجِبٍ اِنْتَهٰى مَا فِي الْمُغْتَنَمِ مُخْتَصَرًا پس بمقابل اجماع صحابہ اور اتفاق جمہور علما کی قول امام غزالی جسکے بنا ضعیف دلیل پر ہے کیونکر تسلیم کیا جاوی مخاطبین سے تعجب ہے کہ اونہوں نے خفی ہو کر مذہب حنفیہ کو اس مسئلہ میں بالای طاق رکھدیا ہے اور امام غزالی شافعی المذہب کا اتباع اختیار کر لیا ہی باوجود اسکی پہر حنفی کے حنفی بنی بیٹہی ہین کوئی اور اگر ایسا کری تو اوسکو لا مذہب کہتے ہین اللہ تعالی انکو ہدایت بخشی اور نظر انصاف عنایت کری اور جو آپنے میزان شعرانی کی یہہ عبارت نقل کی ہے فَلَوْلَا اِلْزَامُهُمْ لِلْعَامِيِّ بِمَذْهَبٍ مُعَيَّنٍ لَضَلَّ عَنْ طَرِيْقِ الْهُدٰى اِنْتَهٰى یعنی اگر علما عامی کے واسطی ایک مذہب لازم نکرتے تو وہ راہ ہدایت سی گمراہ ہو جاتا اسکا جواب یہہ ہے کہ اس عبارت کا میزان کبری امام شعرانی مین کہین پتہ نہین اور اگر یہہ لوگ اس عبارت کو میزان سی نکال دین تو جواب اوسکا یہہ ہے کہ اسی میزان کی اندر او عبارتین اسکے معارض اور مخالف بہی موجود ہین اور بلند آواز سی پکار رہی ہین کہ عامی کا کوئی مذہب نہین ہوتا اور اوسکی واسطی تعیین مذہب کے ضرورت بہی نہین جس مذہب پر چاہی چلے اور ہر موافق قول جس عالم کی چاہی عمل کری پس ان عبارات کی معارض و مقابل اوس عبارت منقولہ مخاطبین کو بفرض صحت نقل کیونکر مانا جاوی اور دو کلامونکو جو باہم مخالف و معارض ہون کیونکر تسلیم کیا جائی اور وہ عبارتین جنمین عامی کی تعیین مذہب کے نفی کی ہے اور اوسکو سب مذاہب پر عمل کرنے مین مخیر فرمایا ہی یہہ ہین وَنَقَلَ السُّيُوْطِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْ جَمَاعَةٍ كَثِيْرَةٍ مِنَ الْعُلَمَاءِ اَنَّهُمْ كَانُوْا يُفْتُوْنَ النَّاسَ بِالْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ لَا سِيَّمَا الْعَوَامَّ الَّذِيْنَ لَا يَتَقَيَّدُوْنَ بِمَذْهَبٍ وَلَا يَعْرِفُوْنَ قَوَاعِدَهُ وَلَا نُصُوْصَهُ وَيَقُوْلُوْنَ حَيْثُ وَافَقَ فِعْلُ هٰؤُلَاءِ الْعَوَامِ قَوْلَ عَالِمٍ فَلَا بَأْسَ بِهِ

عدم تعین

تمام ہوئی عبارت میزان کی جو صفحہ ۱ مین فرمائی ہے اور اوسیمین دوسری جگہ بیان احوال منتقل مذہب مین کلام امام سیوطی کو متمسک ٹہیرا کر نقل کیا ہی حیث قال الثانی ان یکون الحامل له علی الانتقال امرا دنیویا کذلک لکنه عامی لا یعرف الفقه ولیس له من مذهب سوی الاسم کغالب المباشرین وارکان الدولة وخدام المدارس فهذا امره خفیف اذا انتقل عن مذهبه الذی کان یزعم انه متعبد به ولا یبلغ الی حد التحریم لانه الی الان عامی لا مذهب له فهو کمن اسلم جدیدا له التمذهب بای مذهب شاء من مذاهب الائمة تمام ہوئی عبارت میزان کی جو صفحہ ۴۸ مین فرمائی ہے علاوہ اسکے اور علمای مذاہب سے بھی یہی مروی ہی کہ عامی کا کوئی مذہب نہین مذہب اوسکا وہی ہے جو اوسکو کسی عالم نے بتلا دیا چنانچہ سابقا حاشیہ صفحہ ۳۷ اور متن صفحہ ۷۶ مین حضرت شاہ ولی اللہ اور صاحب بحر الرائق سے صراحۃً اور امام نووی سے اشارۃً منقول ہو چکا اور صاحب در المختار اور صاحب منتہی الوصول اور سید بادشاہ شارح تحریر کی اقوال کا پتہ و نشان بقید صفحات معیار الحق کی تبلادیا گیا پھر اب اوس عبارت میزان غیر صحیح النقل والبیان کو مقابل عبارات صریحہ صحیحہ اوسی میزان کے اور معارض اقوال صحیحہ اون علمای والاشان کی بلا دلیل و برہان کسطرح تسلیم کیا جاوے اور جو آپنے میزان شعرانی کی یہہ عبارت نقل کی ہی واما من لم یصل الی شهود عین الشریعة الاولی وجب علیه التقلید بمذهب واحد اور دوسری عبارت فان قیل هل یجب علی المحجوب عن الاطلاع علی عین الشریعة التقلید بمذهب معین ام لا فالجواب نعم الخ یعنی جو کوئی محجوب ہو اور مرتبہ مشاہدہ عین الشریعہ کی دور ہو اوسپر تقلید ایک مذہب کی واجب ہے جواب اسکا ہی میزان سی تفصیل تمام لکھا جاتا ہی ناظرین با انصاف اوسکو توجہ تام سی استماع فرماوین پس اولا ایک تمہید لکھی جاتی ہے پھر جواب مرقوم ہوگا وہ تمہید یہہ ہے کہ ان عبارتون مین تقلید عامی سی کچھ مطلب نہین بلکہ بیان تقلید عالم محجوب کا مقصود ہے بشہادت دو امر کی اول یہہ کہ امام شعرانی کی نزدیک عامی کا کوئی مذہب ہی نہین چنانچہ قول

سابق کی رو مین اوسنی منقول ہوچکا دوسری یہ کہ بعض عبارتون مین شعرانی کی جو عنقریب
نقل کیجاتی ہین اس محجوب کے حق مین یہہ کہاہی کہ جب اسکو شریعت پر اطلاع ہوجاوی اور اسکا
حجاب اوٹھہ جاوی اور یہہ ترجیح مذہب کو چھوڑکر تساوی مذاہب کا اعتقاد کرلی تو اوسپر تقلید
معین واجب نہین رہتے سوان باتون کا پایا جانا عامی مین متصور نہین یہہ تمہید ہوچکی تو اب جواب
لکھا جاتا ہی کہ ہرچند امام شعرانی کی نزدیک بحق محجوب عین شریعت کا وصل نہو تو تقلید ایک
مذہب کے واجب ہے لیکن وجوب اوسکا جبہی تلک ہے کہ وہ حجاب تقلید مین بند رہتے اور عین شریعت
تک نہ پہونچی اور سب مذاہب کو مساوی نجانی اور جبکہ حجاب اوسکا اوٹھہ جاوی اور وصول عین شریعت
اوسکو نصیب ہو اور اپنے اعتقاد ترجیح مذہب کو چھوڑکر سب مذاہب کو مساوی جاننی لگے تو اوسوقت وہ
وجوب تقلید معین سے آزاد ہوجاتا ہی اور التزام مذہب اوسپر واجب نہین رہتا چنانچہ عبارت منقولہ
مخاطب سے یہہ مطلب ثابت ہوتا ہی اور کہی اور عبارتون مین شعرانی کی تصریح یہی آچکا ہی صفحہ ۳۸ مین
میزان کی ہی فَاِنْ وَصَلْتَ اِلٰی شُهُوْدِ عَيْنِ الشَّرِيْعَةِ الْاُوْلٰى فَهُنَاكَ لَا يَجِبُ عَلَيْكَ
التَّقَيُّدُ بِمَذْهَبٍ لِاَنَّكَ تَرٰى اِتِّصَالَ جَمِيْعِ مَذَاهِبِ الْمُجْتَهِدِيْنَ بِهَا وَلَيْسَ مَذْهَبٌ
اَوْلٰى بِهَا مِنْ مَذْهَبٍ فَيَرْجِعُ الْاَمْرُ عِنْدَكَ اِلٰى مَرْتَبَتَيِ التَّحْقِيْقِ وَالتَّشْدِيْدِ بِشَرْطِهِمَا
انْتَهٰى اور رفع اس حجاب کا اور وصول عین شریعت کا جسسی وجوب تعیین مذہب رفع ہوجاتا ہی
امام شعرانی کی نزدیک دو طریق سی ہی ایک طریق کشف و ذوق دوسرا طریق تصدیق و تسلیم
سو اگرچہ رفع حجاب طریق اول سی تو اونکی نزدیک اہل باطن و صاحبان کشف ہی سی مختص ہے اور اس طریق
خاصکر انہین کا التزام ہوتا ہی لیکن رفع اوس حجاب کا طریق ثانی سی تمام علما کی واسطی حاصل ہو سکتا ہی
اور اس طریق سے سب علما کا مذہب چھٹ جا سکتا ہی سو امام شعرانی نی حاصل کرنی اس طریق کی سب علما کو
وصیت کی ہی اور اس طریق سی رفع حجاب اور ترک التزام مذہب کا سب محجوبین کو ارشاد کیا ہے جہانپر کہ کہا ہے کہ جنکو وصول
شریعت بطریق ذوق و کشف میسر نہین اور رفع حجاب اونکا اس طریق سی متصور نہین تو وہ طریق
تسلیم ہی کو اختیار کرلین اور اسی طریق سی اپنا حجاب اوٹھا کر ترجیح و تعیین مذہب معین کو

چھوڑ دین اور سب مذاہب کو مساوی جان لین اور جیسی ہو نہ سکی سب مذاہب کو ہدایت پر کہتی
ہین ویسی دل سے بھی اعتقاد کر لین اور نفاق سی بچ جاوین اور التزام مذہب معین کو ترک کر کی
سب مذاہب کو دو مرتبہ تخفیف و تشدید عزیمت و رخصت پر منقسم سمجھکر لایق رخصت ہون تو اوسپر
عمل کرین خواہ کسی مذہب مین ہو لایق عزیمت ہون تو اوسپر عمل کرین خواہ کسی مذہب مین ہو اور
یہہ نہ سمجھین کہ فلان رخصت ہماری مذہب مین نہین ہے ہم کیونکر عمل مین لاوین اور فلان عزیمت
ہماری امام نی نہین فرمائی ہم کسطرح اختیار کرین بلکہ یقیناً جان لین کہ درصورت انکی اہل رخصت
ہونیکی یہہ عمل بالرخصت کے امام کی طرف سی مختار ہین خواہ وہ کسی مذہب مین ہو اور درصورت
انکے اہل عزیمت ہونیکی یہہ عمل بالعزیمت کی امام کی طرف سی مامور ہین خواہ وہ کسی مذہب مین
ہو کسی امام نی یہہ نہین فرمایا کہ جو کچھہ ہم کہین عزیمت ہو خواہ رخصت وہ ہر شخص کو ہماری
اتباع سی واجب القبول ہے وہ اوسکا اہل ہو خواہ نہو اور ہر شخص کو ہماری اتباع سی اور مذاہب
کی رخصتون اور عزیمتون پر عمل کرنا ناجایز ہی اگرچہ وہ اس عمل کے اہلیت رکھتا ہو حاصل کلام شعرانی
یہہ ہے کہ سب علما کو لازم ہی کہ اپنی حجاب تقلید و ترجیح مذہب کو دور کرین اور تساوی مذاہب
کی قایل ہو جاوین کشف و یقین سی محروم ہون تو تسلیم ہی پر اکتفا کرین اور تخصیص اور
تعیین مذاہب کو بالای طاق رکھکر سب مذاہب حسب حالت کی اہل ہون اوسپر عمل کر لیا کرین
اس مضمون سے تمام کتاب میزان مشحون ہے اور اسی کی اثبات مین یہہ کتاب تصنیف ہے
اور اوسمین صدہا علما کی اقوال سی اس مضمونکی تائید ہی طالب شایق اوس کتاب کو اول سی آخر
تک مطالعہ کرے اور حظ اس تقریر کا اوٹھاوی ہم اس مقام مین چند عبارتین اوسکی بمصداقہ
اس مضمونکی ہین نقل کرتی ہین صفحہ ۲ مین اس کتاب کی فرماتی ہین وَکَانَ مِنْ اَعْظَمِ الْبَوَاعِثِ
عَلٰی تَالِیْفِھَا لِلْاِخْوَانِ فَتْحُ بَابِ الْعَمَلِ بِمَا تَضَمَّنَہٗ قَوْلُہٗ تَعَالٰی شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ
مَا وَصّٰی بِہٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ وَمَا وَصَّیْنَا بِہٖٓ اِبْرٰھِیْمَ وَمُوْسٰی وَ
عِیْسٰٓی اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْہِ وَلِیُطَابِقُوْا فِیْ تَقْلِیْدِھِمْ بَیْنَ قَوْلِھِمْ

باللسان ان سائر ائمة المسلمين على هدى من ربهم وبين اعتقادهم ذلك
بالجنان ليقوموا بواجب حقوق ائمتهم في الادب معهم ويحوزوا الثواب المرتب
على ذلك في الدار الآخرة ويخرج من قال ذلك منهم بلسانه ان سائر
ائمة المسلمين على هدى من ربهم ولا يعتقد ذلك بقلبه عما هو متلبس به
من صفة النفاق الاصغر ويسد المقلدون باب المبادرة الى الانكار على
من خالف قواعد مذهبهم ممن هو من اهل الاجتهاد في الشريعة فانه على
هدى من ربه اذا علمت ذلك واردت ان تعلم ما اومأنا اليه من دخول
جميع اقوال الائمة المجتهدين ومقلديهم الى يوم الدين في شعاع نور الشريعة
فتامل وتدبر فيما ارشدك يا اخي اليه وذلك ان تعلم وتحقق جازما ان
الشريعة المطهرة جاءت من حيث شهود الامر والنهي في كل مسئلة ذات
خلاف على مرتبتين تخفيف وتشديد لا على مرتبة واحدة كما يظنه بعض المقلدين
ثم ان لكل من المرتبتين رجالا في حال مباشرتهم التكاليف فمن قوي منهم من
حيث ايمانه وجسمه خوطب بالعزيمة والتشديد الوارد في الشريعة صريحا
او المستنبط منها في مذهب ذلك المكلف او غيره ومن ضعف منهم من حيث مرتبة
ايمانه او ضعف جسمه خوطب بالرخصة والتخفيف الوارد كذلك في الشريعة صريحا
او مستنبطا منها في مذهب ذلك المكلف او مذهب غيره انتهى ملخصا و صفحه ۱ مين
وثاني مين فاعمل يا اخي بهذه الميزان وعلمها لاخوانك من طلبة المذاهب الاربعة
ليعملوا بها علما ان لم يصلوا الى مقام الذوق لها بطريق الكشف كما اشار اليه
قوله تعالى فان لم يصبها وابل فطل وليفوزوا ايضا بصحة اعتقادهم في كل ائمتهم
ومقلديهم وليطابقوا بقلوبهم قولهم باللسان ان سائر الائمة على هدى من
ربهم ان لم يكن ذلك كشفا ويقينا فليكن ايمانا وتسليما انتهى صفحه ۱۲ مين و ثاني

إنّ من الواجب على كل مقلد من طريق الانصاف أن لا يعمل برخصة قال بها
إمامه إلا أن كان من أهلها وأنه يجب عليه العمل بالعزيمة التي قال بها غير إمامه
حيث قدر عليها انتهى وقد مر أتم من هذا او صفحہ ١٦ مین فرمائی ہین ثم لا يخفى
يا أخي أن كل من فعل الرخصة بشرطها أو المفضول بشرطه فهو على هدى من
ربه في ذلك ولو لم يقل به إمامه انتهى او صفحہ ١٧ مین فرمائی ہین قال الزركشي
وبعد إذ علمت هذا فحينئذ تعرف أن أحدا من الأئمة الأربعة أو غيرهم لم
يتقلد أمر المسلمين في القول برخصة أو عزيمة إلا على حد ما ذكرنا من هذه
القاعدة فينبغي لكل مقلد للأئمة أن يعرف مقاصدهم انتهى كلام الزركشي
وهو أعظم شاهد لصحة هذه الميزان فلم ينقل لنا عن أحد من الأئمة الأربعة
ولا غيرهم فيما بلغنا أنه كان يطرد الأمر في كل عزيمة قال بها أو رخصة قال بها في
حق جميع الأمة أبدا وإنما ذلك في حق قوم دون قوم وقد بلغنا أنه كان يفتي
الناس بالمذاهب الأربعة الشيخ الإمام الفقيه المحدث المفسر الأصولي الشيخ
عبد العزيز الديريني وشيخ الإسلام عز الدين بن جماعة المقدسي والشيخ العلامة
الشيخ شهاب الدين البرلسي والشيخ علي النبتيتي الضرير ونقل الشيخ الجلال السيوطي
رح عن جماعة كثيرة من العلماء أنهم كانوا يفتون الناس بالمذاهب الأربعة
لا سيما العوام الذين لا يتقيدون بمذهب إلى آخر ما قال او صفحہ ٢ مین فرمائی ہین
فإن قلت فعلى ما قررتم من أن سائر الأئمة الأربعة على هدى من ربهم فكل
شخص يزعم أنه يعتقد أن سائر أئمة المسلمين على هدى من ربهم نفرت نفسه
من العمل بقول غير إمامه وحصل له الحرج والضيق فهو غير صادق في اعتقاده
المذكور فالجواب نعم والأمر كذلك ولا يكمل الاعتقاد إلا أن تساوى عنده العمل
بقول كل مجتهد على حد سواء بشرطه السابق في الميزان انتهى ما قال وأراد

رعاية المقلد للعزيمة او الرخصة كما مر اور صفحہ ۳۰ مین فرماتی ہین وسمعت سیدی علیا الخواص رحمه الله يقول لا يكمل لمؤمن العمل بالشريعة كلها وهو مقلد بمذهب واحد ابدا ولو قال صاحبه اذا صح الحديث فهو مذهبي لترك ذلك المقلد الاخذ باحاديث كثيرة صحت عند غير امامه الى ان قال بعد ختم كلام الخواص وهو كلام نفيس فان الشريعة انما يكمل احكامها بضم جميع الاحاديث والمذاهب بعضها الى بعض حتى تصير كانها مذهب واحد ذو مرتبتين انتهى ملخصا اور صفحہ ۳۶ مین فرماتی ہین فان قلت فاذن من الزم الناس بالتقيد بمذهب واحد فقد ضيق عليهم وشق عليهم فالجواب انه ليس في ذلك مشقة لان صاحب ذلك المذهب لم يقل بالزام الضعيف بالعزيمة بل جوز له الخروج من مذهبه الى الرخصة التى قال بها غيره فرجع مذهب هذا الامام الى مرتبتي الشريعة انتهى اور صفحہ ۲۳۳ مین جلد ثانی کی فرماتی ہین ولكن ذلك اخر ما فتح الله به من ايضاح كتاب الميزان الشعرانية المدخلة لجميع اقوال المجتهدين ومقلديهم في الشريعة المحمدية وتوجيه اقوالهم وقد حاولت الجمع بين اقوال الائمة ومقلديهم وتوجيه كل منهما لتجمع الاخوان من مقلدى الائمة الاربعة بين اعتقادهم بالجنان وقولهم باللسان ان سائر ائمة المسلمين على هدى من ربهم ايمانا وتسليما ان لم يصلوا الى ذلك نظرا وكشفا كما مر بيانه في الخطبة انتهى

ان عبارات سی ہمارا مدعا تصدیق ہوا اور خوب محقق ہو گیا کہ اگرچہ امام شعرانی ان محجوبان وقتیکہ وہ حجاب مین پہنسا ہو التزام مذہب معین کو واجب کہاہی لیکن اوس حجاب مین پہنسنے رہنے اور اوسکے سبب ایک مذہب پر ہمیشہ کو جمی رہنی کی اجازت نہین دی بلکہ اوس حجاب کی اوٹہا دینی اور التزام مذہب معین کی چہوڑ دینے کی نہایت تاکید سی بار بار وصیت کی ہی

اور یہ کہا ہی کہ اگر محجوب کا حجاب کشف و یقین سی نہ اوٹھی اور اوسکو ذوق و یا نظر و استدلال سے
وصول اس رتبہ کا نصیب نہو تو وہ تصدیق و تسلیم ہی سی شرف اس رتبہ کا حاصل کرے اور
ہمارے کہدینی ہی سی اپنی حجاب تقلید و ترجیح مذہب کو اوٹھا کر سب مذاہب کو مساوی
جان لی آور التزام مذہب معین ترک کر کی سب مذاہب مین سی جس بات کا اپنی تئین اہل جانے
اوسپر عمل کر لیا کرے اب حضرات مخاطبین کو دیکھیے کہ تمام میزان تیس جزو کی کتاب مین سے
جو اس مضمون مین تصنیف ہی دو سطرین اپنی ڈہب کے سمجھ کر لی لین اور باقی کتاب کو بالائے
طاق رکہا تو گویا آپ لوگون نے فرط عادت تقلید سی اوس شخص کے تقلید کو اختیار کیا ہی جسنے
لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ کو نماز نہ پڑہنی کی دلیل سمجھ کر پیش کیا تہا اور اَنْتُمْ سُکَارٰی کو اور ون کے
واسطی چہوڑ دیا تہا واہ سبحان اللہ تقلید ہو تو ایسی ہو یہانتک جوابات ایک ایک
روایت مخاطب کی جو بحث اول او ربحث دوم مین بہوس اثبات حصر کا ردر مذاہب ایہ چہار اور تمنای
وجوب تقلید مذہب مجتہد واحد لایا تہا تحریر ہوئی اب بجواب اون خرافات مخاطب کی جو
بجواب بعض عبارات فتوی علما کی بولا ہی قلم اوٹہایا جاتا ہے اسکی بعد جواب بحث سوم اور
چہارم اور پنجم رسالہ جناب کا قلمبند کیا جاوے گا پس واضح ہو کہ علما ی دہلی کی فتوی میں پہ
عدم ثبوت تقلید معین سی یہہ عبارت میزان شعرانی کی منقول ہے وَكَانَ الْاِمَامُ ابْنُ عَبْدِ
الْبَرِّ يَقُوْلُ لَمْ يَبْلُغْنَا عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الْاَئِمَّةِ اَنَّهٗ اَمَرَ اَصْحَابَهٗ بِالْتِزَامِ مَذْهَبٍ
مُعَيَّنٍ لَا يَرٰى صِحَّةَ خِلَافِهٖ بَلِ الْمَنْقُوْلُ عَنْهُمْ تَقْرِيْرُهُمُ النَّاسَ عَلَى الْعَمَلِ
بِفَتْوٰى بَعْضِهِمْ بَعْضًا لِاَنَّهُمْ كُلَّهُمْ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ یعنی ابن عبد البر کہا کرتی
کہ کسی امام سی حکم دینا التزام مذہب معین کا اپنی اتباع کو مروی نہین ہے بلکہ ایک دوسری کی فتوی پر عمل
کرنیکی تقریر اور اجازت اونسی منقول ہے اسکی جواب مین آپنی کہا ہی کہ یہہ عبارت حق ہی اوس
شخص کے ہی جو درجہ اجتہاد کی قریب ہو اور اگر اس عبارت کو اس شخص پر محمول نکرین تو آمین اور
اوس عبارت مین جو وجوب التزام محجوبان گزر چکی ہی تعارض ہوگا جواب الجواب مین

فقیر ملتمس ہے کہ اگرچہ شعرانی نی اوس عبارت مین تارکینے حجاب محجوب کی اوسکی التزام مذہب کے وجوب پر تصریح کی ہے لیکن اوس حجاب مین پہنسی رہنے اور اوس التزام پر جمی رہنی کی اجازت نہین دی ہے بلکہ بہت جگہ اس میزان مین اوس حجاب کے اوٹہا دینی کا کشف و نظر سی خواہ تسلیم وتصدیق سی ارشاد کیا ہی اور التزام مذہب کے ترک کرنے کا بڑی تاکید اور تشدید اور دلیلون کی زور اور تائید سی حکم دیا ہی چنانچہ مفصل بیان اسکا بجواب آخر روایات مسئلہ مخاطب کی گذرا لہذا اوس عبارت متضمنہ التزام اور اس عبارت مویدہ عدم التزام مین کچہہ تعارض نہین تاویل کرنا اور خاص کردینا اس عبارت کا بحق صاحب مرتبہ اجتہاد کی جسکو مخاطب نے اس تعارض موہوم پر متفرع کیا ہی باطل ہوگیا **علاوہ** یہہ کہ بہتیرے عبارتون مین شعرانی کی امر عدم التزام بحق عامہ مقلدین کی پایا جاتا ہی اور اونمین لفظ کان مقلد موجود ہے چنانچہ عبارات منقولہ سابق مین گذر چکا ہے اس سے بہی تاویل کرنا اور خاص کرنا آپکا عبارت مسطورۃ الفتوی کو اوس شخص سے جو رتبہ اجتہاد کی قریب ہو باطل ہوتا ہی اور توجیہ القول بما لا یرضی بہ قایلہ مین داخل ہوتا ہی اور **نیز اوس فتوی مین** عدم التزام کی مویدات سی اجماع صحابہ کو قرافی سی بواسطہ شعرانی کی نقل کیا ہی ھکذا الفاظہ ونقل القرافی الاجماع من الصحابۃ علی انہ من استفتی ابا بکر وعمر وقلدہما فلہ ان یستفتی بعد ذلک غیرہما من الصحابۃ ویعمل بہ من غیر نکیر **اسکی جواب مین** آپنے ملا علی قاری سی بلا نام ونشان اوسکی کتاب کے نقل کیا ہی انما کان ذلک فی ذلک الزمان لان مسائل الصحابۃ لم تکن کافیۃ لجمیع الوقائع لانہم لم تمہدوا الاصول لاستخراج الاحکام فلاجل الضرورۃ محل للمقلد اتباع الامامین اما فی زماننا فمذہب الائمۃ الاربعۃ کافیۃ لمعرفۃ الکل فلا ضرورۃ الی الاتباع الامامین تمام ہوا کلام ملا علی قاری کا مطابق نقل مخاطب کی جیسا غلط وصحیح آپکی رسالہ مین منقول تہا ویسا ہی ہمنی نقل کردیا ہی اور چ

اسمین غلطیان خطوط سی نشان دی گئی ہین وہ حضرت مخاطب کی لیاقت علمی کے نشانیان ہین
اسیواسطی انکو تغیر نہین دیا اور حاصل مطلب اوسکا بفحوای جملہ لاجل الضرورۃ یحل کے
یہہ ہے کہ زمانہ صحابہ مین بہی التزام مذہب ایک ہی شخص کا واجب تہا اور اتباع دوسرے کا حرام
لیکن صحابہ مین اس واجب کا متروک ہونا اور اس فعل حرام کا مروج رہنا ضرورت کی سبب سے تہا
اور بحکم قاعدہ الضرورات تبیح المحظورات کی اوس ترک واجب اور فعل حرام پر اتفاق
(ضرورتین مباح کردیتی ہین ممنوعات کو)
ہوگیا تہا نعوذ باللہ من قولهم ذلک کبرت کلمۃ تخرج من افواههم ان یقولون
(پناہ پکڑتے ہین ہم ساتہہ اللہ کے انکی اس بات سے بڑی بات ہے جو نکلتی ہے انکے مونہون سے نہین کہتے)
الا کذبا **جواب الجواب** مین فقیر کہتا ہے کہ اولا تو ملا علی قاری سی ایسی واہی
بات کہنی کی امید نہین غالبا یہہ ان لوگون کا افترا ہے اور اگر انکو اپنی راست بازی کا دعوی ہے
تو اوس کلام کی سند صحیح کتاب معتبر و مشہور و متداول سی نکال کر بتلا دین اور اگر اونہون نے
بالفرض یہہ بات کہی ہے تو قول اونکا نامقبول اور پایہ اعتبار سی ساقط ہے اصلی کہنا آپکا
فعل اجماعی صحابہ کو حرام کہنا اور اوسکی وقوع کو ضرورت پر حمل کرنا اوسوقت صحیح ہوتا جبکہ وجوب
اتباع امام واحد اور حرام ہونا اتباع دو اماموں کا کسی دلیل شرعی سی ثابت ہوتا تا کہ اوسکی رعایت نے
آپکو اوس فعل اجماعی مین گنجایش تاویل اور کلام کی نکلتی ورنہ آپ جس اجماع کو صحابہ کی چاہینگے
فعل حرام قرار دیکر اوسکے وقوع کو ضرورت پر حمل کر لینگی اور ایک کن دین کی بیخ کو کندہ کردینگے
اور آجتک وجوب اتباع امام واحد اور حرام ہونا اتباع دو اماموں کا کسی دلیل شرعی سی ثابت نہین بلکہ
اسکا خلاف یعنی عدم وجوب اتباع امام واحد دلیل سی ثابت ہے چنانچہ اقوال علما کی مصرح اس مدعا
کی کہ اتباع امام واحد واجب نہین اور اسکی وجوب پر کوئی دلیل قایم نہین اور اتباع دو اماموں کا
حرام نہین بلکہ بلا تردد جایز ہے عنقریب نقل کئی جاوینگی پہر باوجود ثابت نہونی وجوب اتباع
امام واحد کی اور ثابت نہونی حرمت اتباع دو اماموں کی اوس اجماع قطعی صحابہ کو کیونکر فعل حرام
مانکر وقوع اوسکا ضرورت کی سبب سے تسلیم کیا جاوے اسمین تو اجماع صحابہ سے انکار ہے بلکہ
اسلام کا ابطال ہے آپ سنو اون اقوال علما کو جو وجوب اتباع امام واحد اور حرمت اتباع دو اماموں

کی نفی کرتی ہین اور اسکی خلاف یعنی عدم تعیین مذہب کی تصدیق کرتی ہین اور اس کلام فرجام
ہادم رکن اسلام کی جڑ اوکھاڑتی ہین پس اولا انہین حضرت ملا علی قاری کا کلام نقل کیا جاتا
ہی شرح عین العلم مین مسئلہ احتساب مین لکھتی ہین کہ احتساب یعنی روکنا ممنوعات شرعیہ سی
محل اختلاف مین بیجا ہی پس حنفی شافعی کو متروک التسمیہ عمداً کی کھانی سی اور ضب کی کھانی سی
نروکی اور شافعی حنفی کو نبیذ غیر مسکر کے پینی سے اور ذوی الارحام کی وراثت لینی سے
نروکی اور اگر شافعی اپنے مذہب والی کو نبیذ پیتی دیکھے یا حنفی اپنی مذہب والی کو سرخ کپڑا
پہنتے دیکھے تو یہہ صورت محل تامل ونظر ہی سو ظاہر بنا بر بیان احیاء العلوم کی اس صورت مین
روکنا لازم ہی کیونکہ اسمین خلاف مذہب اپنی امام کا پایا جاتا ہے اور یہہ بری بات ہے
اس کلام کی بعد اسکا خلاف ایک جماعت علما سی نقل کرتی ہین اور اوسمین عام اجازت
دیتی ہین کہ جس مذہب سی کوئی چاہے موافق اپنی مرضی کی باتین نکال لے اور بلاشک رخصتون
پر عمل کیا کری کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ تم سوال کرو اہل ذکر سی اگر تم نہین ہو جانتے اور
آنحضرت نی فرمایا ہی کہ جو کوئی کسی عالم کی تابع ہوا وہ اللہ کو باسلامت ملا پہر فرمایا ہی کہ
اللہ تعالی نی کسیکو یہہ تکلیف نہین دی کہ حنفی ہو جاوی یا مالکی یا شافعی یا حنبلی بلکہ علما کو
یہہ تکلیف دی ہی کہ کتاب اللہ اور سنت پر عمل کرین یعنی خواہ کسی مذہب کے موافق ہو اور
جہلا کو یہہ تکلیف دی ہی کہ علما کا اتباع کرین یعنی خواہ کوئی ہو اور کسی مذہب کا حکم بتاوی
یہہ ہی حاصل ترجمہ کلام جناب کا اور اصل کلام آپکا بقدر ضرورت ہوامش صفحہ ۶۹ پر
اس رسالہ مین گذر چکا ہی اور اسی مضمون کا دوسرا کلام آپکا صفحہ ۸۸ مین اس رسالہ کی
سہم القوارض سی منقول ہو چکا ہے اب اور علمای مذاہب کے اقوال کو نقل کیا جاتا ہی
کتاب طوالع الانوار حاشیہ درمختار مین ملا عابد سندہی شیخ ابو المعالی سی نقل کرکی
فرماتی ہین وُجُوبُ تَقْلِیْدِ مُجْتَہِدٍ مُعَیَّنٍ لَا حُجَّۃَ عَلَیْہِ لَا مِنْ جِہَۃِ الشَّرِیْعَۃِ وَلَا مِنْ
جِہَۃِ الْعَقْلِ کَمَا ذَکَرَہُ الشَّیْخُ ابْنُ الْہُمَامِ مِنَ الْحَنَفِیَّۃِ فِیْ فَتْحِ الْقَدِیْرِ وَفِیْ کِتَابِ

المسمى بتحرير الاصول ولعدم وجوبه صرح الشيخ ابن عبد السلام في مختصر
منتهى الاصول من المالكية والمحقق عضد الدين من الشافعية وذكر
ابن امير حاج في شرح التحرير ان القرون الماضية من العلماء اجمعوا
على انه لا يحل لحاكم ولا مفت تقليد رجل واحد بحيث لا يحكم ولا
يفتى في شيء من الاحكام الا بقوله انتهى اور **قول سدید** مین ابن ملا فروخ
مکی حنفی فرماتی ہین اعلموا انه لم يكلف الله تعالى احدا من عباده بان يكون
حنفيا او مالكيا او شافعيا او حنبليا بل اوجب عليهم الايمان بما
بعث به سيدنا محمدا صلى الله عليه وسلم اور **شرح تحریر** مین سید بادشاه
لکھتی ہین افتى الشيخ المتفق على علمه وصلاحه العلامة عز الدين بن
عبد السلام في فتاواه لا يتعين على العامي اذا قلد اماما في مسئلة ان
يقلده في سائر المسائل لان الناس من لدن الصحابة الى ان ظهرت
المذاهب يسئلون العلماء المختلفين من غير نكير اور **تحصيل التعرف**
في معرفة الفقه والتصوف مین شیخ عبد الحق مخاطبی ائمہ ملکیہ مین و بیان نے
بعض جزئیات فقہ متضمنہ عدم التزام مذہب کو نقل کرکی فرمایا ہی وهذا كله دليل على
انه يجوز الرجوع من فقيه الى فقيه وان يكون الشخص حنفي المذهب
في مسئلة وشافعي المذهب او غيره في اخرى ولا يجب تقليد امام بعينه
اور کتاب **تحبیر شرح تحریر** مین ابن امیر حاج کی اور اس کتاب کی مختصر مین سید
بادشاہ کی اور **مسلم الثبوت** مین فاضل محب الله حنفی کی اور اسکی **شرح** مین مولوی
عبد العلی نے اور **مغتنم الحصول** مین فاضل حبیب الله قندھاری کی اور سوا انکے
اور بہت سی علمای اصولیین نے فرمایا ہی لا واجب الا ما اوجبه الله و
رسوله ولم يوجب الله ورسوله على احد ان يتمذهب بمذهب رجل

مِنَ الْاَئِمَّۃِ فَیُقَلِّدُہٗ فِیْ کُلِّ مَا یَاْتِیْ وَیَذَرُ غَیْرَہٗ وَزَادَ فِیْ شَرْحِ الْمُسَلَّمِ

تَاَیُّحَابِہٖ تَشْرِیْعٌ جَدِیْدٌ اور **کتاب تقریر الاصول** مین علامہ اکمل لکہتے ہین

وَمِنَ الْمَعْلُوْمِ اَنَّہٗ لَا یَشْتَرِطُ اَنْ تَکُوْنَ لِلْمُجْتَہِدِ مَذْہَبٌ مُّدَوَّنٌ وَاَنَّہٗ لَا یَلْزِمُ

اَحَدًا اَنْ یَّتَمَذْہَبَ بِمَذْہَبِ اَحَدٍ مِّنَ الْاَئِمَّۃِ بِحَیْثُ یَاْخُذُ بِاَقْوَالِہٖ کُلِّہَا

وَیَدَعُ اَقْوَالَ غَیْرِہٖ کُلَّہَا اور **عقد الفرید** مین ملا حسن شرنبلالی حنفی بعد بیان طویل اور

بحث عریض کے لکہتے ہین فَیَحْصُلُ مِمَّا ذَکَرْنَاہُ اَنَّہٗ لَیْسَ عَلَی الْاِنْسَانِ اِلْتِزَامُ مَذْہَبٍ

مُعَیَّنٍ وَاَنَّہٗ یَجُوْزُ لَہُ الْعَمَلُ بِمَا یُخَالِفُ مَا عَمِلَہٗ عَلٰی مَذْہَبِہٖ مُقَلِّدًا فِیْہَا غَیْرَ

اِمَامِہٖ مُسْتَجْمِعًا شُرُوْطَہٗ اِلٰی اٰخِرِہَا قَالَ اِنْ اقوال ہ اللہ سی ثابت ہوا کہ وجوب اتباع

مجتہد اور اور حرمت اتباع دو مجتہدون کی شرعا ثابت نہین اور اسپر کوئی دلیل شرعی قایم

نہین بلکہ اسکا خلاف یعنی عدم التزام مذہب مجتہد واحد اور جواز اتباع مذاہب مجتہدین

متلفین بلا ارتیاب ثابت ہی اور دلایل سے مویدہی باوجود اسکی پہر کس مانع کی قتضا

سی اور کس مشکل کے تقتضا سی اوس اجماع قطعی صحابہ کو ظاہر سی پہیر کر اوسمین لٹ

تاویل و تسویل کو جگہ دیوین کہ تہا تو اتباع دو مجتہدون کا زمانہ صحابہ مین بہی حرام لیکن

اجماع صحابہ کا اس فعل حرام پر ضرورت کی سبب سے ہو گیا تہا اور صحابہ نی بحکم قاعدہ

اَلضَّرُوْرَاتُ تُبِیْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ کی اوس فعل حرام پر اتفاق کر لیا تہا نعوذ باللہ من

یعنے ضرورتین مباح کردیتی ہین ممنوعات کو

ذلک یہہ بات پیروان صحابہ کو موہنہ سی نکالنی بڑی مشکل ہے اہل بدعت جو چاہین سو

کہین علاوہ یہہ کلام اور وجہ سی بہی باطل ہے وہ یہہ ہے کہ اگر صحابہ کی وقت مین سبب

اس ضرورت کی کہ اونکی مسایل سب حوادث کی واسطی کافی نہ تہی اور اصول اونکی ممہد

نہ تہی عدم التزام فعل حرام لاچاری کو حلال تہا تو ایمہ اربعہ وغیرہم مجتہدین ہی کے

زمانہ مین جیسے عدم التزام حرام سمجہا جاتا اور رواج اسکا موقوف ہوتا اسوقت تو مسایل

تام و عام و کافی و وافی ہر ایک مجتہد کی مذہب مین غالبا مضبوط ہو چکی تہی اور قواعد

ممہد ہو چکی ستھے حالانکہ زمانہ مجتہدین مین بہی اس عدم التزام کا رواج موقوف
نہوا اور باوجود رفع ضرورت کے ایک ایک امام کا اتباع رایج نہوا اور کسینی ایمہ مجتہدین سے
اس فعل حرام سی لوگون کو نروکا اور امر واجب یعنی اتباع مذہب امام واحد کا حکم نہ دیا چنانچہ
عبارات منقولہ سابق سی صاف ثابت ہو چکا ہی جناب مخاطب بہی اس امر کی مقر ہین چنانچہ
صفحہ ۳۱ مین اپنے رسالہ کی فرماتی ہین وآنچہ مجیب گفتہ کہ ہیچ روایت از اصحاب و ایمہ اربعہ در
وجوب تقلید مذہب معین صادر نشدہ جوابش آنکہ مسلم دارم کہ روایت از ایشان نشدہ لیکن با عوی
نکنیم کہ دران زمان تقلید بمذہب معین واجب بود از جہت کثرت اجتہاد بلکہ بعد از ما تین تقلید
بمذہب معین درمیان امت جاری شدہ بسبب قلت اجتہاد انتہی بلفظہ الشریف اور اگر
کہو کہ ایمہ اربعہ وغیرہم مجتہدین کی وقت مین بہی مسایل کافی نہو چکے تہی اور قاعدہ اصول
مقرر نہوئی تہی اور وہ ضرورت جو زمانہ صحابہ مین درپیش تہی انکے زمانہ مین مرتفع نہوئی
تہی اسلئی انہمین بہی اس فعل حرام یعنی عدم التزام کا رواج رہا تو جواب اسکا یہہ کہ
پہر کیا ملا جی ہی کی وقت گیارہوین صدی مین سب مذاہب کی اصول ممہد ہوئی تہی اور
کیا اوسیوقت ایمہ اربعہ کی مذاہب کل مسایل کی معرفت کو مکتفی بنی تہی اور کیا اوسی
وقت وہ ضرورت مستمرہ متوارثہ مرتفع ہوئی تہی تا بحکم ارتفاع اوس ضرورت کی اتباع مذہب
واحد کا گیارہوین صدی مین واجب ہوگیا ہو تہیہ تو دیوانون کی باتین ہین صاحب ہوش
وحواس ایسی باتین کب کہتا ہی اور ملا علی قاری کی یہہ کب شان ہی کہ وہ نہون نے یہہ بات
کہی ہو الحق یہہ عبارت ان خاینون نے اپنے پاس سی بناکر درج رسایل کرلی ہے یا کسی
اور مفتری نی کسی کتاب مین ملا جی کی ملادی ہے چنانچہ اکثر علما کی تصنیفات مین یہہ
خیانتین مفسدون سے واقع ہوئی ہین پس معلوم ہوا کہ اجماع صحابہ عدم التزام مذہب اور
اوسکی مشروعیت اور حقیت کی سبب سے تہا لاچاری اور ضرورت کی جہت سی نہ تہا اور اوسی
اجماع کی حکم سی زمانہ مجتہدین مین بہی اوس عدم التزام کا رواج چلا آیا اور اونکی بعد

اور سلف صالحین اور خلف منصفین مین بہی اوسی کا رواج چلا آیا ہے اور اسوقت بہی بحکم اوس
اجماع کی وہ عدم التزام محمود اور مباح ہے اور ناجایز کہنے والا اسکا اجماع صحابہ کا منکر ہی واللہ
یَهْدِی مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ اور جواب **آپ نے** اس کلام مردود کی تائید مین
عبارت برہان امام الحرمین کی اسمضمونکے نقل کی ہے کہ عمل بمذاہب صحابہ جایز نہین بلکہ اتباع
مذہب ایمہ اربعہ لازم ہی کیونکہ اونہون نے مسایل کو واضح کر دیا ہی یہہ عبارت باوجودیکہ تائید
سی اوس کلام کی عاری ہے کیونکہ اسمین تعیین مذہب کا ذکر نہین تاہم جواب اوسکا حواشی
صفحہ ۱۲ مین اس رسالہ کی گزر چکا **اور جواب** لی عبارت شرح سفر عبدالحق کے اس مضمون
کی نقل کی ہے کہ قرار متاخرین کا یہی ہے کہ مذہب کو معین کر لی اور دوسری عبارت شیخ کی اس
مضمون کی کہ عوام بلکہ علما اس زمانہ کو متابعت مجتہدین سی چارہ نہین **جواب** اول
عبارت کا آخری سے یہہ ہے کہ تحقیقات سابقہ سی ثابت ہو چکا ہی کہ متفق علیہ صحابہ کرام کا بہی
یہی عدم تعیین مذہب ہے اور معمول و مروج زمانہ ائمہ اربعہ وغیرہم متقدمین و سلف صالحین
بہی یہی عدم تعیین ہے اور اکثر علمای متاخرین نے بہی اسی عدم تعیین کو حق اور مدلل کہا ہے
اور خود حضرت شیخ صاحب نے بہی عمداً یا خطاءً اقرار کیا ہی کہ متقدمین مین تعیین مذہب کا رواج نہ تہا
اور یہی قریب بانصاف ہے اور یہی آیت فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ کی عام اور مطلق ہونے کا
مقتضا ہی ہے چنانچہ عبارت آپکی نقل کیجاتی ہے پھر قرارداد بعض متاخرین کو بمقابل اجماع
صحابہ اور سلف صالحین اور اکثر متاخرین کی اور بمقابل اقرار خود حضرت شیخ کی کون پوچہتا ہی
اور وہ عبارت جناب کی متضمن اوس اقرار کی یہہ ہے جو صفحہ ۲۷ مین شرح سفر السعادۃ کی درمیانی
ہی گویند کہ طریقہ پیشینیان برخلاف این بود ایشان اتباع مجتہد واحد را از واجبات نمی دانستند
مجتہد الی عمل باجتہاد خود بود و سبیل عوام رجوع بایشان بی آنکہ التزام متابعت احدی کنند
و انکار بر دیگری نمایند حتی در مسایل نوشتہ اند کہ اگر مردی را در مادہ زنی واقعہ افتاد و حکم
آن از مفتی پرسید و بجانبی از حل و حرمت حکم کرد و بحکم وی عمل نمود وقت دیگر باز نی دیگر

ہمان واقعہ رو نمود و مفتی دیگر کہ نہ بر مذہب اول ست رجوع آورد وی بر خلاف اول حکم کرد
اگر باین زن دیگر معاملہ بحکم این مفتی دیگر کند جائز باشد ہر چند واقعہ یکی ست آن زن مثلاً
بحکم مذہب اولی حلال بود و این بحکم مذہب ثانی حرام ولیکن در مادہ یکزن درست نبود اسکی
بعد شیخ نے ایک جماعت سے مشروط ہونا انتقال کا ساتھہ اون شروط کی جنکا بیان سوالات
عشرہ سی سابقاً لکھا گیا ہی نقل کیا ہی بعد اسکی پہر قول متقدمین اور موئیدات اوسکی ذکر
کرتی ہین اور فرماتی ہین و ایشان گویند کہ مجتہد را نیز نرسد کہ یکی را بمذہب خود دعوت کند
و التزام و اتباع خود را بر وی لازم گرداند و نقل کردہ اند کہ بعضی مجتہدین نیز در وقت وجود
مصلحت دفع حرج بمذہب غیر خود عمل کردہ اند تا می آرند کہ وقتی امام شافعی رحمہ اللہ حلق اکر
کردہ بود و موہا بر بدن و جامہ وی افتادہ بود پس ہمچنان نماز کرد ظاہر این بمذہب وی مانع
جواز نماز یا کراہت آن بود و از امام ابو یوسف ؒ نیز می آرند کہ وقتی در حمام [illegible] بود پس خبر
دادند کہ موشی در چاہ کہ بآن وضو کردہ بود افتادہ ست فرمود کہ امروز بقول برادران خود
کہ اہل مدینہ اند عمل کردیم کہ چون آب بقدر قلتین گردد پلید نگردد و تحقیق این طایفہ آنست کہ تمامہ
متمسک بکتاب و سنت اند و مقتدایان دین اند و دیگر تعیین و تخصیص را چہ وجہ باشد و نص فاسئلوا
اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ نیز ہمین مثبت ہست و این مذہب بظاہر نزدیک تر بانصاف
نماید و بفہم زود تر در آید بدا آخر ما نقلناہ من کلام الشیخ مختصراً اور ایسا ہی شیخ نے کتاب تحقیق
التعرف فی معرفۃ الفقہ و التصوف مین قول متقدمین معہ شواہد و دلایل کے نقل کر کی اخیر مین
اوسکے کہا ہی وَهٰذَا الْقَوْلُ اَقْرَبُ اِلَى الْاِنْصَافِ وَالْعَدْلِ اِنْتَهٰى یعنی قول عدم
تعیین مذہب نہایت قریب ہے انصاف اور عدل کی پہر اب اس اقرار خود بدولت کی برخلاف
اور اجماع صحابہ او سلف صالحین کی خلاف دوسری بات آپکی اپنی عقل سے کہین یا کتابی
سے نقل کرین کیونکر تسلیم کیجاوی رہا جواب دوسری عبارت جناب کا سو مقام پہلی ہی
قدر بس ہے کہ مخاطب اوسکو تائید مین تعیین مذہب کے لایا ہی اور اسمین تعیین کا ذکر نہین

نہین آمین تو مطلق مجتہدین کی اتباع پر تصریح ہی سو مدعای مخاطب سی اجنبی ہے زیادہ
تفصیل وجوہ فساد اس عبارت کی دریافت کرنی ہو تو کتاب دراسات کی اوایل مین دیکھو
اور نیز اوس **فتوی مین** آیہ اَطِیعُوا اللّٰہَ وَاَطِیعُوا الرَّسُولَ وَاُولِی الاَمرِ مِنکُم وَاِن
تَنَازَعتُم فِی شَیءٍ فَرُدُّوہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُولِ الآیۃ نقل کرکی اس سی یہہ بات نکالی
ہے کہ مسئلہ تقلید مجتہد معین مین بہی طرف قرآن اور حدیث کی رجوع کرنا چاہیئی اور دیکہا چاہیے
کہ آیا یہہ تقلید معین قرآن وحدیث سی فرض وواجب معلوم ہوتی ہے یا نہین اور بلا رجوع قرآن
وحدیث کے ناحق جہگڑنا نچاہیئے اسکی جواب مین آپنی فرمایا ہے کہ اس آیہ سی وجوب تقلید اولی الامر
مستفاد ہی سو ایمہ اربعہ ہین بالاجماع اور معنی فردوہ الی اللہ والرسول کی یہہ ہین کہ عالم ہون تو
اپنے تنازع کو کتاب وسنت کی طرف رد کرین اور اگر جاہل ہون تو عالم بکتاب وسنت کی طرف
رد کرین اور علما کی پیروی کرین سو پیروی منحصر ہے چارون اماموں مین **جواب الجواب**
مین فقیر ملتمس ہے کہ واہ آپکی تیز فہمی اور باریک بینیے کہ سوال از آسمان وجواب از ریسمان علمای
دہلی تو یہہ کہین کہ بحکم اس آیہ کی مسئلہ متنازعہ فیہا تقلید معین مین رجوع کتاب وسنت کی طرف
لازم ہے اور بلا دلیل باہم تنازع مناسب نہین اور آپ اوسکی جواب مین فرماتی ہین کہ اس
آیہ سی تو وجوب اتباع ایمہ اربعہ کا نکلتا ہے مرد آدمی ذرا آنکہہ تو کہولو اور ہوش سنبہالو
اونہون نے کیا اس آیہ پر عدم اتباع ایمہ اربعہ کا متفرع کیا تہا جسکے جواب مین تم اس آیہ
سے وجوب اتباع ایمہ اربعہ کا ثابت کرنی لگے اور نیز اوس **فتوی** مین آیہ فاسئلوا اہل الذکر
نقل کرکے اوس سی یہہ بات نکالی ہے کہ اس آیہ مین اہل ذکر عام ہین پس بمقتضای عموم اسکے ہر ایک
اہل ذکر کا اتباع جایز ہوا اور خاص کرنا ایک مذہب کا باطل ہوگیا اسکے جواب مین آپنے
وہی لفظ دریں چہ شک است جو محمد شاہ کی رسایل سے سیکہہ کہا ہی لکہدیا ہی چنانچہ فرمایا
ہے در اہل ذکر در احکام فروع دین منحصر ستند با امان چہار انتہی بلفظہ **جواب الجواب**
مین فقیر ملتمس ہے کہ اسمین بہی آپنے وہی کام کیا ہی کہ سوال از آسمان وجواب از ریسمان

علمای دہلی بی تو اس آیہ سی بطلان تخصیص مذہب واحد استنباط کیا ہی اور آپ اوسکی
جواب مین تخصیص ایمہ اربعہ ثابت کرتے ہین منشا اس لڑنے کا یہہ ہے کہ جناب مخاطب نے
یہہ باتین رسالہ تحفۃ العرب والعجم سی نقل کی ہین اور وہان یہہ باتین تخصیص مذاہب ایمہ
اربعہ کی ثبوت مین مرقوم ہین آپ جناب مخاطب بے سوچے بن سمجھی ہر موقع اور ہر ایک بات کے
جواب مین اون باتون کو نقل کرتی جاتی ہین آفرین ہے تقلید ہو تو ایسی ہی ہو اور درین چیہ
شک ہست کو یاد رکھا ہو تو ایسا ہی ہو اب ایک اخیر جواب مخاطب عالیجناب کا متعلق ایک
مضمون فتوی دہلی کی نقل کر کی اسکا جواب الجواب لکھا جاتا ہے آپ صفحہ ۱۳ مین اپنے رسالہ
کی فرماتی ہین کہ آنچہ مجیب گفتہ کہ ہیچ روایت از اصحاب ایمہ اربعہ در وجوب تقلید مذہب معین
صادر نشدہ جوابش آنکہ مسلم دارم کہ روایت از ایشان نشدہ لیکن ما دعوی نکنیم کہ در آن زمان
تقلید بمذہب معین واجب بود از جہت کثرت اجتہاد بلکہ بعد از مائتین تقلید بمذہب معین در میان
امت جاری شدہ بسبب قلت اجتہاد چنانچہ شاہ ولی اللہ در انصاف گفتہ اعلم ان الناس
کانوا فی المائۃ الاولی والثانیۃ غیر مجتمعین علی تقلید مذہب واحد بعینہ انتہی و بعد المائتین
ظہر فیہم التمذہب باعیانہم **جواب الجواب** یہہ ہے کہ آپکا دعوی رواج تقلید
معین کا بعد دوسو برس کی باطل ہے اور حق یہہ ہے کہ دوسو برس کے بعد بھی تا خروج
بعضی متاخرین متعصبین شدوین بھی عدم التزام مروج چلا آیا ہی چنانچہ بھی حضرت شاہ ولی
اللہ جنسے مخاطب نے بزعم خود رواج مذہب بعد المائتین نقل کیا ہے شیخ عزالدین بن عبد السلام
سے نقل کرتی ہین کہ ہمیشہ سی لوگ بلا التزام مذہب مسایل پوچھتے رہے یہانتک کہ متعصبین ظاہر
ہوئے حیث قال فی عقد الجید قال یعنی عز الدین بن عبد السلام لم یزل الناس
یسئلون من اتفق من العلماء من غیر تقیید بمذہب معین ولا انکار علی
احد من السائلین الی ان ظہرت المذاہب ومتعصبوہا من المقلدین
اور ایسا ہی حضرت شاہ ولی اللہ نی امام شعرانی سے رواج عدم التزام کا پہلون در پہلون بیع

نقل کیا ہے چنانچہ فرماتی ہین ونقل یعنی الشیخ عبد الوہاب الشعرانی عن
جماعۃ عظیمۃ من علماء المذاہب انہم کانوا یعملون ویفتون بالمذاہب
من غیر التزام مذہب معین من زمن اصحاب المذاہب الی زمانہ
علی وجہ یقتضی کلامہ ان ذلک لم یزل العلماء علیہ قدیما وحدیثا
حتی صار بمنزلۃ المتفق علیہ فصار سبیل المؤمنین الذی لا یصح
خلافہ انتہی اوس مضمون کی بعضی واتین بضمن دو قول منسوب بملا علی قاری کی بصفحہ ۱۱
نیز گزر چکی ہین الغرض یہہ قول آپکا کہ بعد دو سو برس کی تقلید معین کا تمام امت مین رواج ہو گیا
تہا باطل ہے اور جو آپنے اس قول باطل کے دلیل بیان کی ہے کہ دو سو برس کی پہلے اجتہاد
کی کثرت تہی اسلئے اوسوقت التزام مذہب احد یا نہین گیا اور بعد دو سو برس کی اجتہاد
کی قلت ہو گئی تو التزام کا رواج ہو گیا یہہ سراسر پوچ اور مجنون کی بڑ ہے بہلا کثرت
اجتہاد مجتہدون سے عامی مقلدون اور عوام الناس کو کیا علاقہ کیا مجتہدون کی کثرت
اجتہاد سے عامی اور جاہل بہی مجتہد ہو گئی تہی کہ محتاج تقلید و تخصیص نہے ہون علاوہ
یہہ کہ سابق مین آپنے قلت مسایل کو جو فرع قلت اجتہاد کی ہے دلیل اور موجب عدم رواج
التزام مذہب معین قرار دیا ہے اور صحابہ کی عدم التزام اجماعی کو اسی قلت کی سبب سے
مروج مانا ہے اور اپنے زمانہ مین کثرت مسایل کے سبب سے التزام مذہب واحد کو ضروری کہا ہے
اب یہان اسکا عکس کہہ دیا یعنی قلت کو موجب التزام اور کثرت کو مقتضی عدم التزام سچ
کہتی ہین کہ دروغ گو را حافظہ نباشد اور جو آپنی کلام حضرت شاہ ولی اللہ کو شاہد
اپنے مدعا کا سمجہہ کر نقل کیا ہے وہ سراسر آپکی جہالت اور غلط فہمی ہے کیونکہ معنی کلام حضرت شاہ
ولی اللہ کی یہہ نہین کہ بعد دو سو برس کے عامہ امت محمدیہ مین تقلید مذہب معین کا رواج ہو گیا تہا
بلکہ معنی اوسکے یہہ ہین کہ بعد دو سو برس کی مجتہدین منتسبین مین التزام مذہب معین کا اور اعتماد
کرنیکا اوپر قواعد ایک ایک مذہب کے رواج ہو گیا تہا چنانچہ تشریح اور بیان اسکا سابق

مین صفحہ ۔۔ سے صفحہ ۸۲ تک اس رسالہ کے گزرا ہے فقط یہانتک جوابات مضامین
بحث اول اور بحث ثانی مخاطب کے اور جوابات اون خرافات مخاطب کی جو جواب مین بعض عبارت
فتوی علماء مہلے کی بولا تھا تمام ہوئی اب **جواب بحث سوم و چہارم و پنجم**
رسالہ مخاطب کا لکھا جاتا ہے پس واضح ہو کہ عنوان بحث سوم کا آپنے یہہ لکھا ہے بحث سوم در بیان
شرط عدم تقلید و فتوی دادن از حدیث بغیر از ملاحظہ فقہ انتہی اور واسطے اثبات مضمون اس
عنوان کی آپنے دو عبارتین نقل کے ہین ایک عبارت شیخ عبد الرحمن مفتی مکہ کی جسکا یہہ مضمون
ہے کہ جو کوئی رتبہ اجتہاد تک نہ پہونچا ہو اوسپر تقلید ایک مذہب کے واجب ہے اور اجتہاد ایک مدت
سے مفقود ہے شیخ قاسم اہل قرن تاسع (یعنی نوین صدی کے) نے اپنی زمانہ مین کہا ہے کہ اجتہاد مدت سے مفقود
ہے آجکل کا تو کیا ہی کہنا ہے دوسرے عبارت حضرت شاہ ولی اللہ کی جسکو مخاطب نے عدم
جواز افتا بحدیث کی دلیل سمجھ کر نقل کیا ہے اور کہا ہے فتوی دادن از حدیث بغیر ملاحظہ
فقہ و تقلید مذہب مشروطست بآنکہ پنجہزار حدیث یاد داشتہ باشد چنانچہ شاہ ولی اللہ در انصاف
گفتہ سئل احمد ایکفی الرجل مائۃ الف حدیث حتی یفتی من الحدیث قال لا حتی قیل خمسمائۃ الف
حدیث قال ارجو انتہی یعنی پانچہزار حدیث یاد ہو تو حدیث سے فتوی دے پس **جواب عبارت اول کا**
یہہ ہے کہ حکم وجوب تقلید معین کا بحق اوس شخص کے جو رتبہ اجتہاد کو نہ پہونچا ہو سراسر باطل ہے
چنانچہ بار بار دلایل اور نقول بطلان اس حکم کی گزر چکی ہین ہان البتہ مطلق تقلید بحق غیر
مجتہد واجب ہے لیکن یہہ بھی اس صورت مین کہ وہ غیر مجتہد کسی قسم کا اجتہاد نہ رکھتا ہو اور مقلد
محض ہو اور اگر وہ بعض مسایل مین مجتہد ہو اور بعض مین مقلد جسکو علما مجتہد فی بعض المسایل کہتے
ہین اور بنا بر مذہب حق تجزی اجتہاد و تقلید کی مجتہد ہونا ایسے شخص کا مسلم رکہتے ہین
تو ایسے شخص کے حق مین اون مسایل مین جنکو یہہ اپنے اجتہاد سے قرآن و حدیث سے نکال لے سکتا
ہے مطلق تقلید بھی واجب نہین چنانچہ مولانا عبد العلی شرح مسلم الثبوت مین فرماتے ہین غیر
المجتہد المطلق ولو کان عالما یلزمہ تقلید المجتہد فیما لا یقدر علیہ من الاجتہادیات

اَیْ تَحْصِیْلٌ بِاِجْتِهَادِهٖ بِنَاءً عَلَی التَّجَزِّیْ فِی الْاِجْتِهَادِ وَیَلْزَمُهُ التَّقْلِیْدُ مُطْلَقًا
فِیْمَا یَقْدِرُ عَلَیْہِ وَفِیْمَا لَا یَقْدِرُ عَلَیْہِ بِنَاءً عَلٰی نَفْیِہٖ اَیِ التَّجَزِّیْ وَقَدْ عَرَفْتَ اَنَّ
الْحَقَّ هُوَ الْاَوَّلُ اِنْتَهٰی کَلَامُهٗ اس عبارت سی ثابت ہوا کہ بناءبر مذہب تجزی اجتہاد
کی جو حق اور معتبر ہے مجتہد فی البعض کو تقلید مجتہد فی المطلق کے اون مسایل مین جنکی استنباط
پر یہہ قادر ہے واجب نہین اور جو آپ نے کہا ہی کہ اجتہاد مدت سے مفقود ہی یہہ بہی وہم یا
مغالطہ ہی اسلئی اگرچہ اجتہاد مطلق مستقل چند مدت سے نہین پایا گیا لیکن اجتہاد فی البعض اور اجتہاد
منتسب تو آجتک جاری ہے اور یہہ تیہ اجتہاد اسوقت بہی بہتیرون اہل حدیث کو حاصل ہے
اگر ہم اون لوگون کی نام ذکر کرین تو مبتدعین جل کے کویلا ہو جائینگی لہذا ذکر اسامی سے
اونکے سکوت ہی مناسب ہے ہمنے تو اسی اجتہاد فی البعض کے وجود کا دعوی کیا ہی اور علماء محققین
اجتہاد مطلق کے جواز و وقوع کا بارہوین صدی مین دعوی کر گئی ہین اور اصولیین کتب اصول مین
قیامت تک اوسکی امکان و وقوع پر تصریح فرما چکی ہین حضرت شاہ ولی اللہ عقد الجید مین فرماتی ہین
حَقِیْقَةُ الْاِجْتِهَادِ اِسْتِفْرَاغُ الْجُهْدِ فِیْ اِدْرَاكِ الْاَحْکَامِ الشَّرْعِیَّةِ الْفَرْعِیَّةِ عَنْ اَدِلَّتِهَا
التَّفْصِیْلِیَّةِ الرَّاجِعَةِ کُلِّیَّاتُهَا اِلٰی اَقْسَامٍ اَرْبَعَةٍ الْکِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَالْاِجْمَاعُ وَ
الْقِیَاسُ وَیُفْهَمُ مِنْ هٰذَا اَنَّهٗ اَعَمُّ مِنْ اَنْ یَّکُوْنَ اِسْتِفْرَاغًا فِیْ اِدْرَاكِ حُکْمٍ
مَا سَبَقَ التَّکَلُّمُ فِیْهِ مِنَ الْعُلَمَاءِ السَّابِقِیْنَ اَوْ لَا وَافَقَهُمْ فِیْ ذٰلِكَ اَوْ خَالَفَ وَمِنْ
اَنْ یَّکُوْنَ ذٰلِكَ بِاِعَانَةِ الْبَعْضِ فِی التَّنْبِیْهِ عَلٰی صُوَرِ الْمَسَائِلِ وَالتَّنْبِیْهِ عَلٰی مَاخَذِ
الْاَحْکَامِ مِنَ الْاَدِلَّةِ التَّفْصِیْلِیَّةِ اَوْ بِغَیْرِ اِعَانَةٍ مِّنْهُ فَمَا یُظَنُّ فِیْمَنْ کَانَ مُوَافِقًا
لِشَیْخِهٖ فِیْ اَکْثَرِ الْمَسَائِلِ لٰکِنَّهٗ یَعْرِفُ لِکُلِّ حُکْمٍ دَلِیْلًا وَیَطْمَئِنُّ قَلْبُهٗ بِذٰلِكَ الدَّلِیْلِ
وَهُوَ عَلٰی بَصِیْرَةٍ مِّنْ اَمْرِهٖ اَنَّهٗ لَیْسَ بِمُجْتَهِدٍ ظَنٌّ فَاسِدٌ وَکَذٰلِكَ مَا یُظَنُّ مِنْ
اَنَّ الْمُجْتَهِدَ لَا یُوْجَدُ فِیْ هٰذِهِ الْاَزْمِنَةِ اِعْتِمَادًا عَلَی الظَّنِّ الْاَوَّلِ بِنَاءٌ فَاسِدٌ
عَلٰی فَاسِدٍ اس عبارت مین صاف تصریح ہی کہ اجتہاد نام استنباط احکام کا ہی خواہ وہ حکم

پہلوں نے بھی نکالی ہون خواہ اسی مجتہد کی نئی نکالی ہون اور خواہ وہ دوسرے مجتہد کی اعانت نکالے ہون خواہ بی اعانت اور جو شخص مسایل کو دلایل سی جانتا ہو وہ مجتہد ہی اگرچہ وہ اکثر مسایل مین اپنے شیخ کا موافق ہے اور ان معنی کر مجتہد کا وجود اس زمانہ مین بھی پایا جاتا ہی اور جو کوئی اوسکے نفی کرتا ہی وہ فاسد الظن اور معنی اجتہاد سی جاہل ہے اور مولانا نظام الدین شرح مسلم مین فرماتی ہین اعلم اَنّ بعض المتعصّبین قالوا اختتم الاجتهادُ المطلق علی الائمّة الاربعة ولم یوجد مجتهد مطلق بعدهم والاجتهاد فی المذهب اختتم علی العلّامة النسفیّ صاحب الکنز ولم یوجد مجتهد فی المذهب بعده وهذا غلطٌ ورجمٌ بالغیب فان سُئل من این علمتم هذا لا یقدرون علی ایراد دلیل اصلاً ثم هو اخبارٌ بالغیب وتحکّمٌ علی قدرة اللّٰه تعالی فمن این یحصل علم ان لا یوجد الی یوم القیٰمة احدٌ یتفضّل اللّٰه علیه بنیل مقام الاجتهاد فاجتنب عن مثل هذه التعصّبات انتهی اور انکے ولد ارشد مولانا عبد العلی اپنے شرح مین بعینہ قول متعصبین کا نقل کرکے فرماتی ہین وهذا کلّه هوسٌ من هوساتهم لم یأتوا بدلیلٍ ولا یعبأ بکلامهم وانّما هم من الذین حکم الحدیث انّهم افتوا بغیر علمٍ فضلّوا واضلّوا ولم یفهموا انّ هذا اخبارٌ بالغیب فی خمسٍ لا یعلمهنّ الّا اللّٰه انتهی اگر کوئی اعتراض کری کہ اجتہاد کی واسطی بعضی ایسی شرطین ہین جو آجکل کسی مین پائی نہین جاتین تو اسکا جواب یہہ ہے کہ وہ شرطین اجتہاد مطلق کی واسطی ہین نہ واسطی اجتہاد فی البعض کے چنانچہ شامی شرح درمختار مین تلویح سی نقل کرکی کہتا ہی وشرطه الاسلام والعقل والبلوغ وکونه فقیه النفس ای شدید الفهم بالطبع وعلمه باللغة العربیة وکونه حاویًا لکتاب اللّٰه فیما یتعلّق بالاحکام وعالمًا بالحدیث متنًا وسندًا وناسخًا ومنسوخًا وبالقیاس وهذه الشروط فی المجتهد المطلق الذی افتی فی جمیع الاحکام واما المجتهد فی حکمٍ دون حکمٍ فعلیه معرفة

ما يتعلق بذلك الحكم مثلاً الاجتهاد في حكم يتعلق بالصلوة لا يتوقف على معرفة
جميع ما يتعلق باحكام النكاح انتهى اور حضرت شاہ ولی اللہ نے ان شروط کو عقد الجید
مین تفصیل سے بیان کر کی فرمایا ہے وانما يشترط الامور المذكورة في المجتهد المطلق
الخ اور جواب دوسری عبارت کا یہہ ہے کہ رسالہ انصاف مین یہہ عبارت بایں لفظ کہ حتى يفتي
من الحديث ہرگز نہین اور وہان حدیث سی فتوی دینی کا کوئی سوال نہین مخاطب نے ازراہ کمال
دینداری اور امانت شعاری کی لفظ من الحديث کا پاس سے ملا کر اوس عبارت کی یہہ معنی بیان
کئی ہین کہ فتوی حدیث سی نعوذ باللہ من ہذا الکذب اور با وجود ارتکاب اس فعل شنیع
تحریف وتغییر وکذب وجعلسازی کی پہر اخیر رسالہ مین کہاہی کہ این فقیر سراپا تقصیر ازبرای خیر خواہی
مسلمانان این چند عبارات بطریق اختصار از کتب معتبرہ معہ ترجمہ نوشتہ از خداوند کریم رجای
ثواب دارد پہر ختم کلام پر کہاہی کہ این کمترین ہیچ تغیر وتحریف در عبارت کتب نکردہ چنانچہ بر
علمای ماہران مخفی نیست واگر کسی را شک باشد باید کہ ہمراہ کتب مذکورہ مقابلہ کند تا یقین حاصل شود
ہذا آخر کلامہ الکاذب سبحان اللہ کیا دلیر سارق ہی اور کیا صریح جعلسازی کرکی پہر اپنے امتحان صدق
وامانت کی اجازت دیتا ہی ع چہ دلاورست دزدی کہ بکف چراغ دارد ۔ شاید یہہ سمجہا ہوگا کہ
رسالہ انصاف کسکی پاس ہوگا اور کون میری قول کی تصدیق وتصحیح نقل کرتا پہریگا اور یہہ
نسمجہا کہ لکل فرعون موسی مثل سایر ہی اور موقع انتحال مبطلین علمای حقانیون مین سایح ورواج ہے
اب سنو حقیقت حال اوس عبارت کی کہ وہ در اصل کس لفظ سی ہے اور معنی کیا رکہتی ہے آیا مدعای
مخاطب سی بہی کچہہ تعلق رکہتی ہے یا اوس سے محض اجنبی اور مخالف ہے پس واضح ہو کہ الفاظ اوس
عبارت کی جنمین لفظ من الحديث کا بعد لفظ يفتي کی نشان نہین یہہ ہین سئل احمد يكفي للرجل
مائة الف حديث حتى يفتي قال لا الخ اور مطلب اوسکا بشہادت ماقبل ومابعد کی یہہ ہے کہ پوچہے
گئے امام احمد کہ بہلا ایک لاکہہ حدیث واسطی فتوی دینی کی فقہ اور اجتہاد سی برعایت ان قواعد کے
کہ اول حکم اوس فتوی کا قرآن مین دیکہین وہان سی نہ ملی تو حدیث مین دیکہین وہان سی نہ ملی تو قول

متفق علیہ جمہور خلفا و فقہا کو تلاش کریں وہ نہ ملی تو کسی بڑی عالم اور پوری ضابطہ کا قول تلاش
کریں وہ نہ ملی تو قول مشہور کو ڈہونڈیں وہ بہی نہ ملی تو قرآن وحدیث کی عموم اور ایما اور اقتضا ہی سے
نکالیں آیا کافی ہے یا نہیں اونہوں نے کہا کہ ان قواعد کی رعایت سی اجتہادی فتوی دینے کی واسطے
کم سی کم پانچہزار حدیث درکار ہی تو حاصل اسکا یہہ ہوا کہ ایسی اجتہاد کی واسطے پانچہزار حدیث شرط ہے
نہ یہہ کہ حدیث پر فتوی دینے کی واسطے پانچہزار حدیث کا یاد ہونا شرط ہی بلکہ حدیث پر فتوی دینے کی تو
ہمیں دوسرے ہی درجہ یعنی قرآن کی بعد وصیت ہے پس یہہ عبارت مدعای مخاطب کی موافق ہونے
بلکہ مخالف اور مناقض ٹھیری یہہ ہمنی خلاصہ ترجمہ کلام جناب شاہ صاحب کا واسطے اظہار مطلب
اوس عبارت کے لکہا ہی اور اصل عبارت جناب کی یہہ ہے جو بضمن بیان اسباب اختلاف اہل حدیث
اور اصحاب رای کی بعد ذکر روش و کمال طبقہ عبدالرحمن بن مہدی ویحیی بن قطان و احمد بن حنبل
وغیرہم کے دربارہ تحقیق و تفتیش احادیث و تنقید رجال کے فرماتی ہیں وَهٰذِهِ الطَّبَقَةُ هِيَ
الطَّرَازُ الْاَوَّلُ مِنْ طَبَقَاتِ الْمُحَدِّثِيْنَ فَرَجَعَ الْمُحَقِّقُوْنَ مِنْهُمْ بَعْدَ اِحْكَامِ فِي
الرِّوَايَةِ وَمَعْرِفَةِ مَرَاتِبِ الْاَحَادِيْثِ اِلَى الْفِقْهِ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُمْ مِنَ الرَّاْيِ اَنْ
يُجْمَعَ عَلٰى تَقْلِيْدِ رَجُلٍ مِمَّنْ مَضٰى مَعَ مَا يَرَوْنَ مِنَ الْاَحَادِيْثِ وَالْاٰثَارِ الْمُنَاقِضَةِ
فِيْ كُلِّ مَذْهَبٍ مِنْ تِلْكَ الْمَذَاهِبِ فَاَخَذُوْا يَتَتَبَّعُوْنَ اَحَادِيْثَ النَّبِيِّ صلعم وَاٰثَارَ
الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَالْمُجْتَهِدِيْنَ عَلٰى قَوَاعِدَ اَحْكَمُوْهَا فِيْ نُفُوْسِهِمْ وَاَنَا اُبَيِّنُهَا لَكَ
فِيْ كَلِمَاتٍ يَسِيْرَةٍ كَانَ عِنْدَهُمْ اَنَّهُ اِذَا وُجِدَ فِي الْمَسْئَلَةِ قُرْاٰنٌ نَاطِقٌ فَلَا يَجُوْزُ
التَّحَوُّلُ مِنْهُ اِلٰى غَيْرِهِ وَاِذَا كَانَ الْقُرْاٰنُ مُحْتَمِلًا لِوُجُوْهٍ فَالسُّنَّةُ قَاضِيَةٌ عَلَيْهِ فَاِذَا
لَمْ يَجِدُوْا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ اَخَذُوْا سُنَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوَاءٌ كَانَ
مُسْتَفِيْضًا دَائِرًا بَيْنَ الْفُقَهَاءِ اَوْ يَكُوْنُ مُخْتَصًّا بِاَهْلِ بَلَدٍ وَاَهْلِ بَيْتٍ وَسَوَاءٌ عَمِلَ
بِهِ الصَّحَابَةُ وَالْفُقَهَاءُ اَوْ لَمْ يَعْمَلُوْا بِهِ وَمَتٰى كَانَ فِي الْمَسْئَلَةِ حَدِيْثٌ فَلَا يُتَّبَعُ فِيْهَا
خِلَافُ اَثَرٍ مِنَ الْاٰثَارِ وَلَا اجْتِهَادُ اَحَدٍ مِنَ الْمُجْتَهِدِيْنَ وَاِذَا فَرَغُوْا جَهْدَهُمْ

قاعدہ اولی

قاعدہ ثانیہ

قاعدہ ثالثہ

قاعدہ رابعہ

في تتبع الاحاديث ولم يجدوا في المسئلة حديثا اخذوا باقوال جماعة من
الصحابة والتابعين ولا يتقيدون بقوم دون قوم فان اتفق جمهور الخلفاء
والفقهاء على شيء فهو المقنع وان اختلفوا اخذوا بحديث اعلمهم علما و
اورعهم ورعا او اكثرهم ضبطا او ما اشتهر عنهم وان وجدوا شيئا يستوي
فيه قولان فهي مسئلة ذات قولين فان عجزوا عن ذلك تاملوا في عمومات
الكتاب والسنة وايماءاتهما واقتضاءاتهما وحملوا نظير المسئلة عليها في
الجواب وكانت هذه الاصول مستخرجة عن صنيع الاوائل وتصريحاتهم
الى ان قال مولينا بعد ايراد عدة روايات تؤيد هذه الاصول عن الصحابة
والتابعين ومن بعدهم من المجتهدين وبالجملة فلما مهدوا الفقه على
هذه القواعد فلم تكن مسئلة من المسائل التي تكلم فيها من قبلهم والتي
وقعت في زمانهم الا وجدوا فيها حديثا مرفوعا متصلا او مرسلا او
موقوفا صحيحا او حسنا او صالحا للاعتبار او وجدوا اثرا من اثار
الشيخين وسائر الخلفاء وقضاة الامصار وفقهاء البلدان او استنباطا
من عموم او ايماء او اقتضاء فيسر الله لهم العمل بالسنة على هذا الوجه
وكان اعظمهم شانا واوسعهم رواية واعرفهم للحديث مرتبة واعمقهم
فقها احمد بن محمد بن حنبل ثم اسحق بن راهويه وكان ترتيب الفقه
على هذا الوجه يتوقف على جمع شيء كثير من الاحاديث والاثار حتى
سئل احمد يكفي للرجل مائة الف حديث حتى يفتي قال لا قيل خمسمائة
الف حديث قال ارجو كذا في غاية المنتهى ومراده الافتاء على هذا الاصل

تمام ہوا کلام مولانا شاہ ولی اللہ کا جو رسالہ انصاف میں فرمایا ہی اور ایسا ہی بعینہ ایک کتاب
حجۃ اللہ البالغہ کی صفحہ ۱۵۴ اسی صفحہ ۱۵۵ تک مرقوم ہے تو دیکھو اسمیں جملہ مرادہ الافتاء

علی ہذا الاصل یعنی مراد احمد کی اس کلام سی یہہ ہے کہ اگر کوئی اسطور پر یعنی برعایت
اون قواعد ہمگانہ کی فتوی فقہی دینا چاہی تو اوسکو پانچہزار حدیث درکار ہی اور جملہ
کَانَ تَرْتِیْبُ الْفِقْہِ عَلٰی ہٰذَا الْوَجْہِ یَتَوَقَّفُ عَلٰی جَمْعِ شَیْءٍ کَثِیْرٍ مِنَ الْاَحَادِیْثِ الخ
یعنی ترتیب فقہ واجتہاد کے اسطور پر یعنی برعایت اون قواعد ہمگانہ کی موقوف ہے جمع
کرنی پر بہت سی احادیث کی یہہ جملے کیسی صریح ناطق ہین کہ اوس عبارت مین یاد داشت
پانچہزار حدیث کی فتوی فقہی اجتہادی کی واسطی شرط ٹہیرائی ہے نہ واسطی فتوی دینے
کی موافق حدیث صحیح صریح کی بلکہ حدیث کی موافق فتوی دینے کی تو اہمین عین وصیت ہے
چنانچہ ابتدا مین اس عبارت کی صاف تصریح ہی کہ بعد قرآن کی حدیث مین مسئلہ تلاش کرین پس
اگر اوسمین اوسکو پاوین تو اوسکا اتباع کرین اسکی خلاف کسی مجتہد کی اجتہاد کا اتباع نکرین پس
اس سے مخاطب کے جعلسازی اور دروغ اور مخالف ہونا اس عبارت کا اوسکی دعوی سی ثابت
ہوگیا اب ہم بمقابل اوسکے اس دعوی کے کہ حدیث سی فتوی دینا بدون ملاحظہ فقہ کی سوای یاد
داشت پانچہزار حدیث کی جائز نہین یہہ دعوی کرتے ہین کہ فقہ سی فتوی دینا بدون ملاحظہ
قرآن وحدیث کی اور بلا دریافت اصل اوس مسئلہ فقہی کے حدیث و قرآن وحدیث سی ہرگز جائز
نہین بلکہ بتصریح امام مذہب حنفی حضرت امام ابو حنیفہ کوفی کی حرام ہے آپ کہا کرتی حَرَامٌ عَلٰی
مَنْ لَمْ یَعْرِفْ دَلِیْلِیْ اَنْ یُفْتِیَ بِکَلَامِیْ اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ آپ کہتی
لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یُفْتِیَ بِکَلَامِنَا مَا لَمْ یَعْلَمْ مِنْ اَیْنَ قُلْنَا یہہ قول اونکا میزان شعرانی
کی صفحہ ۶۳ اور تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف مین جو شیخ عبد الحق کی تصنیف ہے منقول
ہے اور معنی اسکی یہہ ہین کہ جسکو ہماری کلام کی دلیل یعنی قرآن وحدیث سی معلوم نہو اوسپر
حرام ہے کہ ہماری کلام سی فتوی دیوی اور امام احمد حنبل نے جنکے کلام کو تمنی دلیل عدم جواز
افتا بالحدیث سمجہلیا تہا کہا کرتی کہ حدیث ضعیف بہی ہو تو بہی بہتر معلوم ہوتی ہے لوگون کی
رای یعنی قیاس کے باتون سی اور اونکے بیٹی عبد اللہ نے اونسے پوچہا کہ ایک شہر مین ایک

شخص تو محدث ہی لیکن اوسکو صحیح وضعیف حدیث کی پہچان نہین اور دوسرا وہ شخص جو اہل
یعنی قیاسی باتون سی واقف ہے اِن دونون مین مسایل دین کس سی پوچھین آپنے جواب دیا
حدیث والی سی پوچھین قیاس والے سی نہ پوچھین چنانچہ میزان شعرانی کی صفحہ ۶۸ مین منقول ہے
وَکَانَ وَلَدُہٗ عَبْدُ اللّٰہِ یَقُوْلُ سَاَلْتُ الْاِمَامَ اَحْمَدَ عَنِ الرَّجُلِ یَکُوْنُ فِیْ بَلَدٍ لَا یَجِدُ
فِیْھَا اِلَّا صَاحِبَ حَدِیْثٍ لَا یَعْرِفُ صَحِیْحَہٗ مِنْ سَقِیْمِہٖ وَصَاحِبَ رَاْیٍ فَمَنْ یَسْاَلُ
مِنْھُمَا عَنْ دِیْنِہٖ فَقَالَ یَسْاَلُ صَاحِبَ الْحَدِیْثِ وَلَا یَسْاَلُ صَاحِبَ الرَّاْیِ
وَکَانَ کَثِیْرًا مَّا یَقُوْلُ ضَعِیْفُ الْحَدِیْثِ اَحَبُّ اِلَیْنَا مِنْ رَاْیِ الرِّجَالِ وَکَذٰلِکَ
نُقِلَ عَنِ الْاِمَامِ دَاوٗدَ اِنْتَھٰی یہانتک جواب بحث سوم کا تمام ہوا اس بحث سوم کی ذیل
مین مخاطب نے بمقابل فتوی ثانی علمای دہلی کی بعد تسلیم اصح ہونی بخاری کی یہہ دعوی کیا ہے
کہ بعض احوال مین عمل ہدایہ پر بہتر ہے کیونکہ ہدایہ بہی صحیح ہے اور شاہد اس دعوی پر عبارت شرح
سفر اور عبارت میزان کو جو بصفحہ ۵۰ بضمن کلام عثمان منقول ہو چکی ہین پیش کیا ہی پہر اس
دعوی پر یہہ تفریع کی ہے کہ جبکہ بخاری اور ہدایہ دونون صحیح ٹہیری تو دونون پر عمل جایز ہوا
لیکن بہتر یون ہے کہ واقف اقسام حدیث اور حال رواۃ بخاری پر عمل کری اور جو ایسا نہو
وہ ہدایہ پر عمل کری خصوصًا مقلد حنفی کہ اسکو ہدایہ پر عمل کرنا لازم ہے تاکہ بسبب ناواقفی کے
تلفیق مین نہ پڑی جواب اس مضمون کا بتشریح حال بخاری وہدایہ کی رسالہ منح الباری مین
گزر چکا ہے اور خاصکر حال عبارت شرح سفر اور عبارت میزان کا کہ انکو توثیق وتصحیح ہدایہ
سی کچہہ علاقہ نہین صفحہ ۵۰ مین اس رسالہ کی گزر چکا ہے اور بیان جواز تلفیق کا صفحہ ۸۱ مین
اس رسالہ کی ہو لیا ہی اب دوبارہ داس کلام کا موجب تطویل ہے اور عنوان بحث چہارم
کا آپنے یہہ لکہا ہی بحث چہارم دربیان تقلید مفسرین ومحدثین وصحاح ستہ اور شاید مراد آپکی
صحاح ستہ سی جامعین صحاح ستہ ہوگی پہر اس بحث کے ابتدا مین آپنے دعوی کیا ہی کہ بعد
دو سو سال کے سب محدثین ومفسرین غیرہم مقلدین اور منسوب بمذہب چلی آئے مین اور اسکے

چند عبارتین رسالہ انصاف کی جنمین مجتہد منتسب ہونے اصحاب صحاح ستہ کا بالفاظ صریحہ ذکر ہی
شاہد لاکر اسپر یہہ تفریع کی ہے کہ جب اسیے کابرونے تقلید نچہوڑی تو اسوقت کی غیر مقلد
کیون چہوڑتے ہین اور با وجودیکہ حدیثون پران محدثون کی عمل کرتے ہین پہر انکا مذہب قبول
کرنی سے کیون انکار کرتی ہین جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ محدثین مسایل فرعیہ مین کسیکی
مقلد نہ تہی اور کسیکی مذہب کے پابند تہی احادیث و قرآن پر عمل کرتے اور یہی اپنا مذہب کہتی
سو یہی طریق اہل حق کا ہی جنکو مخاطب نے غیر مقلد کہا ہے پس طریق محدثین اور اسوقت کی
اہلحدیث کا سر بسر موافق ٹہیرا اور انمین اور ونمین کسیطرح کا اختلاف نرہا اور جو آپنے عبارات
انصاف بہوس اثبات تقلید ان لوگون کی نقل کی ہین اون عبارات سی مجتہد ہونا اون
لوگون کا ثابت ہوتا ہی نہ مقلد ہونا کیونکہ انمین بعضی عبارتونمین تو صریح اطلاق مجتہد بحق بعض اون
اکابر کی موجود ہے چنانچہ کہا ہی وَاَمَّا اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ فَهُمَا مُجْتَهِدَانِ مُنْتَسِبَانِ
اِلٰی اَحْمَدَ وَکَذٰلِکَ اِبْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ فِیْمَا نَرٰی باقی عبارتون کا حاصل یہہ ہے
کہ یہہ لوگ مذہب شافعی وغیرہ کی طرف منتسب تہی انکے منتسب ہونے کی یہہ معنی ہین کہ یہہ اصول اجتہاد
اور طریق ترتیب دلایل و استنباط مین شافعی وغیرہ کی موافق تہی اور انکی رای اونکی رای سے متحد تہی یہہ کہ یہہ
لوگ شافعی وغیرہ کی فروعات مین جو محل بحث ہین مقلد تہی ثبوت اسکا بنقل عبارات اسی رسالہ
انصاف اور بیان دلایل کے اس مجلد کی صفحہ ۶۹ سے ۷۲ تک متن منح الباری مین ہو چکا ہی
اسمقام مین خود مخاطب کی کلام و اقرار سی اسمضمونکو ثابت کیا جاتا ہی آپنی صفحہ ۱۰۱ اور ۱۰۲
مین اپنے رسالہ کی صریح اقرار کرلیا ہی کہ یہہ لوگ مجتہد مطلق تہی اور منسوب بمذہب شافعی ہونا انکا
محض اس جہت سی تہا کہ انہون نی اپنے اجتہاد کو اصول امام شافعی پر بنا کیا ہی اور انکا
اجتہاد اونکی اجتہاد سی موافق ہو گیا ہی چنانچہ کہا ہی وبعض از ایشان وغیر ایشان کہ
بدرجہ اجتہاد رسیدہ بودند مثل امام محمد و ابی یوسف و محمد بن اسمعیل بخاری و مسلم و ترمذی و ابوداؤد
وغیرہم بسبب اجتہاد مخالفت از امام خود کردہ اند از مذہب امام خود خارج نمیشوند اسپر عبارت

انصاف سے یہہ وصف امام بخاری مین ثابت کرکی کہا ہی واز بن قسم ست امام محمد و ابو یوسف در طبقات حنفی و ہر ایک از ایشان مجتہد مطلق بود کہ او را مجتہد فی المذہب نیز گویند و مجتہد مطلق آنست کہ اجتہاد خود را با صول و قواعد گر بنا کند پس ہر کس اجتہاد خود را با صول ابو حنیفہ بنا کرد چنانچہ محمد و ابی یوسف منسوب باو شدند و اگر اجتہاد خود را با صول شافعی بنا کرد چنانچہ مسلم و بخاری منسوب باو شد اسیطرح دہ چارا وروں کو مجتہد بنا کر یعنی اونکے منتسب ہونیکی جیسی ہمنے بیان کئی ہین ویسے ہی آپ نی رسالہ انصاف سے نقل کئی ہین چنانچہ فرمایاہے و معنی انتسابہ الی الشافعی انہ جری علی طریقہ فی الاجتہاد و استقراء الادلۃ و ترتیب بعضہا علی بعض و وافق اجتہادہ اجتہادہ انتہی اس بیان سے مخاطب کے صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہہ لوگ مجتہد تہی نہ مقلد غایۃ ما فی الباب یہہ کہ آپکے نزدیک اجتہاد انکا منتسب ہوا نہ مستقل چنانچہ کلام ما بعد سے آپکی جو اجتہاد مستقل کی سوای ایمہ اربعہ اور ون سے نفی کرتا ہی یہی مفہوم ہوتا ہی کہ آپ ان محدثین کی اجتہاد مستقل کی نفی کرتی ہین نہ اجتہاد منتسب کے سو اس سے مقلد ہونا ان محدثین کا لازم نہین آتا پس معلوم نہین کہ آپ باوجود ایسی صریح اقراروں کی پہر ان لوگوں کو مقلد کیون کہتی ہین پس کیا تو آپ مجتہد منتسب اور مجتہد مستقل اور اجتہاد اور تقلید کے معنی نہین سمجہتی فقط میان مٹہو کی طرح الفاظ ہی یاد کر رکہی ہین چنانچہ مجتہد مطلق کو مجتہد فی المذہب قرار دینا آپکا اس احتمال کا موید ہی اور بیان مفصل اسکا ابتدای رسالہ مین ہو چکا ہی اور کیا بحکم آنکہ دروغ گورا حافظہ نباشد بات کہکر بہول جاتی ہین اور کیا دیدہ و دانستہ بحکم اذا لم تستحی فاصنع ما شئت بنظر اغوای خلق اللہ یہہ چالاکیان کرتے ہین اور بعنوان بحث پنجم کا آپنے لکہا ہی بحث پنجم در بیان سند ہر یک از ایمہ اربعہ باصحاب اور پہر بحث کی ابتدا مین یہہ دعوی کیا ہی کہ سب ایمہ کی سند استفادہ علوم و استفہام احکام اصحاب تک پہونچتی ہی و در شاہد اسپر یہہ عبارت سیر ان حسین بعض سانید ایمہ کا بیان وارد کی ہی الامام ابو حنیفۃ عن عطاء عن عبد اللہ بن عباس عن رسول اللہ صلعم الامام مالک عن نافع عن ابن عمر عن رسول اللہ ص الامام الشافعی عن مالک عن نافع عن ابن عمر عن رسول صلعم الامام احمد عن الشافعی عن مالک عن نافع عن ابن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہر اسپر یہہ تفریع کی ہی کہ جبکہ سند

سب اماموں کی اصحاب تک پہونچی تو مقلد اونکی عین مقلد اصحاب کی ہوئی پس اونپر طعن کرنا عین اصحاب
پر طعن ہوا اور یہہ عین گمراہی ہے **جواب اسکا** یہہ ہے کہ ائمہ اربعہ کی ہر بات ایسی ہی اسانید
متصلہ سی اصحاب تک نہین پہونچتی اور نہ میزان شعرانی مین اسکا دعوی ہے بلکہ بعضی باتین ائمہ
کی ایسی اسانید سی اصحاب اور آنحضرت تک پہونچتی ہین اور یہی بات میزان کی مقام بیان اسانید
سی معلوم ہوتی ہے کیونکہ وہان یہہ چارون اسانید بطور تمثیل کے بیان کیے ہین نہ بطور قاعدہ کلیہ کے چنانچہ
قبل بیان اون اسانید کی صفحہ ۵ مین صاف فرمایا ہی هٰذَا مِثَالُ صُوْرَةِ اِتِّصَالِ مَذَاهِبِ
الْمُجْتَهِدِيْنَ وَاَقْوَالِ مُقَلِّدِيْهِمْ بِنَحْوِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ مِنْ طَرِيْقِ السَّنَدِ فما تلہ
اسکے بعد وہ چارون اسانید ذکر کیئی ہین اس سی معلوم ہوا کہ جو مخاطب سمجھہ بیٹھا ہی کہ ائمہ اربعہ
کی ساری باتین ایسی ہی اسانید متصلہ سی اصحاب تک پہونچتی ہین سو غلط ہی اور کیونکر غلط نہو
جس حالت مین کہ بہتیری باتین ائمہ اربعہ وغیرہم کی اس قسم سی ہین جنکی اسناد اصحاب تک نہین
پہونچتی کوئی تابعین تک رہتے ہی کوئی تبع تابعین تک کوئی مرسل ہے کوئی مقطوع کوئی منقطع
ہے کوئی معضل چنانچہ ماہرین علم اسانید اور ناظرین کتب حدیث پر مخفی نہین خصوصا حال مرویات
امام ابوحنیفہ اور امام مالک کا تو ادنی طالب علمون پر جنکو موطا امام مالک اور مسند خوارزمی نظر
سے پوشیدہ نہین اور بہتیری باتین ائمہ اربعہ وغیرہم کی اس قسم سی ہین جنکی سند بجز قیاس کے اور کچہہ
نہین ہے ایمہ نے بسبب میسر نہ آنی حدیث کی اون باتون کو اپنی قیاس سے فرمایا ہی اور اونکی بعد احادیث
صحیحہ مخالف اون قیاسی باتون کی محدثین کی نزدیک ثابت ہوئی ہین اور اس قسم کی باتین سب اماموں سی
بڑہکر امام ابوحنیفہ کی مذہب مین پائی جاتی ہین یہہ اسلیی کہ اونکی وقت مین علم حدیث کا متفرق شہرون اور
سرحدون اور دیہات مین زبانی چرچا تہا نہ اوسوقت لوگون نے اون متفرق مواضع کا سفر
کرکی حدیثین حاصل کین اور نہ کوئی کتاب جامع جو سب کو گہر بیٹہی ملجاتی کسی نے تصنیف فرمائی
اسلیی آپ کو بہت حدیثین نہین پہونچین پس آپنی لاچاری کو بہت مسایل مین قیاس فرمایا
بخلاف اور اماموں کی کہ اونکے وقت مین احادیث کی تدوین وتصنیف ہو گئی اور لوگون نے

سفر کر کی حدیثین جمع کر دین لہذا اون اماموں کی بہ نسبت ابو حنیفہ کی بہت حدیثین پہونچین اور
اونکی مذہب مین نسبت مذہب ابو حنیفہ کی قیاس کم پایا گیا اور اس بات مین امام ابو حنیفہ کا کچھہ کسر
شان نہین اور نہ وہ کسیکی محل طعن و کلام ہین کیونکہ وہ معذور تھی اور بوقت نہ ملنی نص صریح کی قیاس
کی مامور تھی البتہ انکے بعض مقلد متعصب جنکو صحیح حدیثین بخاری و مسلم کی مخالف اقوال قیاسی
انکے امام کی سنائی جاتی ہین تو یہہ اقوال امام کی نہین چھوڑتی اور حدیث صحیح کو قبول نہین کرتے
اور کہتی ہین ما را بحدیث چہ کار قول امام بیار یہہ بیشک محل طعن و لعن ہین اور جسقدر ایسے دی انکو
کوئی کرے یہہ اوسکے لایق ہین اور اونہین کے حق مین زبان طعن و تشنیع اہلحق کی جاری ہے ورنہ
مجتہدون کو کون برا کہتا ہی اور انکے مسایل حقہ جنکی اسناد متصل انحضرت اور اونکی اصحاب تک
پہونچتی ہے کون طعن کرتا ہی یہہ ہمنی امام شعرانی کی کلام کا خلاصہ ترجمہ لکھدیا ہی اور انکی کتاب
سے بیان قسم ثانی اقوال یہہ کا اور حال نہ پہونچنی بہتیری روایتون کا امام ابو حنیفہ کو اور حال کثرت
قیاس کا انکے مذہب مین اور بیان انکے معذور ہونیکا اور انکی بعض اتباع متعصبین کے لایق طعن و
ملامت ہونیکا نقل کر دیا ہے پس جسکو اس بیان کی صحت مین کچھہ کلام ہو یا اسمین بے ادبی اور ہوی
نفسی یا خلاف گوئی کا گمان ہو تو وہ امام شعرانی کی حق مین جو کہنا ہی سو کہی اور اونکی کتاب
کا رد لکھی مجھہ ناقل اور مترجم کو معاف رکھی اور اگر میری نقل کے صحت و مطابقت مین کچھہ
تردد ہو تو امام شعرانی کا کلام متضمن ان بیان کا میزان کبری مین دیکھہ لی صفحہ ۲۷ اور ۲۸ مین
اسکے آپ فرماتی ہین وَاعْتِقَادُنَا وَاعْتِقَادُ کُلِّ مُنْصِفٍ فِی الْاِمَامِ اَبِی حَنِیْفَۃَ اَنَّہٗ لَوْ عَاشَ
حَتّٰی دُوِّنَتْ اَحَادِیْثُ الشَّرِیْعَۃِ بَعْدَ رَحِیْلِ الْحُفَّاظِ فِی جَمْعِھَا مِنَ الْبِلَادِ وَالثُّغُوْرِ
وَظَفِرَ بِھَا لَاَخَذَ بِھَا وَتَرَکَ کُلَّ قِیَاسٍ کَانَ قَاسَہٗ وَکَانَ الْقِیَاسُ قَلَّ فِی مَذْھَبِہٖ کَمَا
قَلَّ فِی مَذْھَبِ غَیْرِہٖ بِالنِّسْبَۃِ اِلَیْہِ لٰکِنْ لَمَّا کَانَتْ اَدِلَّۃُ الشَّرِیْعَۃِ مُتَفَرِّقَۃً فِی عَصْرِہٖ
مَعَ التَّابِعِیْنَ وَتَابِعِ التَّابِعِیْنَ فِی الْمَدَائِنِ وَالْقُرٰی وَالثُّغُوْرِ کَثُرَ الْقِیَاسُ فِی مَذْھَبِہٖ
بِالنِّسْبَۃِ اِلٰی غَیْرِہٖ مِنَ الْاَئِمَّۃِ لِعَدَمِ وُجُوْدِ النَّصِّ فِی تِلْکَ الْمَسَائِلِ الَّتِیْ قَاسَ فِیْھَا

بخلاف غيره من الائمة فان الحفاظ كانوا قد رحلوا في طلب الاحاديث
وجمعها في عصره من المدائن والقرى ودونها فجاوبت احاديث الشريعة
بعضها الى بعض فهذا كان سبب كثرة القياس في مذهبه وقلته في مذاهب
غيره ويحتمل ان الذي اضاف الى الامام ابي حنيفة انه يقدم القياس
على النص ظفر بذلك في كلام مقلديه الذين يلزمون العمل بما وجدوه
عن امامهم من القياس ويتركون الحديث الذي صح بعد موت الامام
فالامام معذور واتباعه غير معذورين وقولهم ان امامنا لم ياخذ
بهذا الحديث لا ينتهض حجة لاحتمال انه لم يظفر به او ظفر به لكن لم يصح
عنده وقد تقدم قول الائمة كلهم اذا صح الحديث فهو مذهبنا وليس
لاحد معه قياس ولا حجة الا طاعة الله ورسوله بالتسليم له انتهى ما
قال الشعراني ناقلا عن بعض الائمة اور صفحہ ۳ میں اوسکی فرماتے ہیں اعتقادنا
في جميع ائمة المجتهدين انهم كانوا لا يثبتون لهم قولا في الشريعة الا عند
فقدهم النص في ذلك عن الشارع فلو ان الامام ابا حنيفة ظفر بحديث
من مس فرجه فليتوضأ لقال به ايضا وحمله على اهل العافية من الوسواس
مثلا او على الاكابر من العلماء والصالحين ونزل الحديثين على مرتبتي
الميزان اور صفحہ ۳۰ میں فرماتے ہیں فان قلت فما اصنع بالاحاديث التي صحت
بعد موت امامي ولم ياخذ بها فالجواب الذي ينبغي لك ان تعمل بها
فان امامك لو ظفر بها وصحت عنده لربما امرك بها فان الائمة
كلهم اسرى في يد الشريعة اور صفحہ ۱۶ میں فرماتے ہیں خلاف ما عليه بعض
المقلدين حتى انه قال لو وجدت حديثا في البخاري ومسلم لم ياخذ به امامي
لا اعمل به وذلك جهل منه بالشريعة واول من يتبرأ منه امامه و

كَانَ مِنَ الْوَاجِبِ عَلَيْهِ حَمْلُ اِمَامِهِ عَلَى اَنَّهُ بِذٰلِكَ تَحَدَّثَ اَوْلَمْ يَصِحَّ
عِنْدَهُ اِنْتَهٰى مُخْتَصَرًا وَقَدْ مَرَّ بِتَمَامِهِ فِي صَفْحَةِ ۹۲ تمام ہوا جواب رسالہ مخاطب کا فَلِلْحَمْدُ
لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى اب ہم اپنی اس
رسالہ کو ایک خاتمہ پر ختم کرتے ہین **خاتمۃ الرسالہ** اولا راقم کا یہہ ارادہ تہا کہ رسالہ مخاطب
کی جواب مین اختصار اور اجمال اختیار کرین اور اسکی اکثر باتونکی جواب مین معیار الحق کے جوابون پر
اکتفا کرین اور جن کتابون کی حوالی سے فتوی علمای دہلی مین عدم ثبوت تقلید معین کا دعوی
کیا ہی اونکے عبارتون کی پتہ و نشان معیار الحق مین بتلا دین اور جو اسمین نہون اونکو بضمن خاتمہ
کی بعینہا نقل کر دین اصل تمام عبارتین کتب مذکورۃ الفتوی کی نقل کرنے کی تکلیف نہ اوٹہا دین چنانچہ
ابتدای رسالہ مین اس ارادہ کو ہم ظاہر بہی کر چکے ہین لیکن بعد تحریر جوابات چند اقوال مخاطب
کی قلم راقم مین ضبط نرہا اور یہہ فرط حمیت حق سے بی بس ہو گیا اور تنگی میدان اختصار سی الجا ہو کر عرصہ
وسیع بسط و تفصیل مین تیز گام ہو چلا پس مخاطب کے ہر ہر قول کے جواب مین طومار لکہتا گیا
اور اصل عبارات مذکورۃ الفتوی اور اونکی سوائی بیسیون روایات سلف و خلف متضمنہ نفی
تقلید معین کو بوجہ بسط رقم زد کرتا گیا پس اب ورروایات کی نقل کرنیکی خاتمہ مین کچھ حاجت
نہین ہے اور نفی وجوب تقلید معین بہت نقول اور دلایل سے واضح ہو گئی سو جسکی دلمین تہ حید
واتباع سنت کا نور ہے وہ اس سی فایدہ اوٹہا ویگا اور جو کور باطن خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى
سَمْعِهِمْ کا مصداق ہے وہ اسکی وہ چند تفصیل و بیان سی بہی راہ حق نہ پاویگا وَمَنْ كَانَ
فِيْ هٰذِهٖ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا اللّٰه تعالی سب مومنون کی دلون کو
نور توحید و اثبات سنت سی روشن کری اور ظلمت تقلید متعصبانہ سی بناہ مین رکھی آمین ثم آمین

اختتم الکتاب بعون الملک الوہاب

بقلم ہیچمیز بندہ محمد واز فایض عفی عنہ	محمد ولی اللّٰہ